

صبح کے کیا وہ بچے تھے۔ سینٹ پینک گر جا اور اس کے گرد و نواح میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ گر جا کے سامنے والی سڑک پر لوگوں کا ایک اڈوہام تھا جو اُٹا چلا آ رہا تھا۔ صدر دوڑنے کی میڑھیاں اور لمحہ فٹ پاتھری کی وی کیسروں اور اخباری رپورٹوں سے بھرے ہوئے تھے۔ گر جا کے اندر تمام فشتی سیاہ لباس میں بیوس تعزیت کے لیے آنے والے افراد سے پُرمیں۔ سب کی نظریں سامنے چوترے پر رگے ہوئے سنری تابوت پر مرکوز تھیں۔ باوری صاحب کا انتظار ہو رہا تھا کہ وہ مرنے والے کے بارے میں اپنی دعائیہ تعزیتی تقریر کریں۔

میں پہلی قطار میں مرحوم کے دوسرے رشتے داروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کھلے ہوئے تابوت میں میرے بچا مطمئن اور آسودہ نظر آرہے تھے۔ اتنے جتنہ وہ کبھی اپنی زندگی میں نظر نہیں آئے تھے۔ میرے ساتھ پھوٹی روزا اور ان کی شادی شدہ بیٹیاں مع اپنے شوہروں کے موجود تھیں۔ میرے بچا کے بہت سے دوست تھے اور وہ یقیناً دوست ہی ہوں گے کیونکہ بچا کی موت اپنے بہتر حرکتوں قلب بند ہونے سے واقع ہوئی تھی، کسی ریوالور کی گولی سے نہیں جو کہ ان کے حریفوں میں انتقال کرنے کا معروف طریقہ تھا۔ ان کے بعد بچا کے سیکریٹری اور باڈی گارڈ ڈینی اور سول بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ جو صاحب تشریف فرما تھے، اگر وہ پندرہ بیس سال پہلے اس عہدے پر ہوتے تو انہیں گاؤں فادر کہا جاتا جیسا کہ خود بچا چالیس برس قبل کلمات تھے مگر اب وہ صرف پورڈ کے جیڑمین ہیں اور انہیں سی ای او کہا جاتا ہے۔

بڑے باوری صاحب آئے اور انہوں نے دس منٹ میں تمام کارروائی ختم کر دی۔ تابوت پر اشارے سے صلیب کا نشان بنایا اور چوترے سے اتر کر چل دیے۔ ٹھیک اسی وقت سیاہ سوٹ پہنے ہوئے ایک آدمی ریوالور لہاتا ہوا تابوت کی طرف دوڑا۔ میں نے پھوٹی روزا کو چپختے سنا اور دیکھا کہ باوری صاحب جلدی سے ایک جانب آڑ میں چھپ گئے۔ میں اور کچھ دوسرے افراد اس آدمی کی طرف لپکے مگر اس سے پہلے کہ ہم اس تک چپختے اس نے اپنے ریوالور کی تمام گولیاں تابوت میں خالی کر دیں اور چپچا "فداریوں کے لیے ایک موت کافی نہیں ہوتی۔" اٹکل کے باڈی گارڈ نے اس آدمی کو روک لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس کی گردن توڑیں مگر سی ای او نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اس وقت تک پولیس بھی تابوت کے گرد جمع ہو چکی تھی۔ ایک سادہ لباس آفیسر نے اس آدمی کو باہر لے جانے کا حکم دیا اور دوسرے نے فرش پر گر ہوا ریوالور اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ پھوٹی اپنے دامادوں کی گرفت سے چھوٹ کر چلائی ہوئی تابوت کی جانب دوڑیں اور انہیں جو کچھ تابوت میں نظر آیا اسے دیکھ کر مزید چپختے لگیں۔ اٹکل کے سرور چہرے کے پرچے اُڑ گئے تھے۔ میں نے آتی روزا کو باؤ سے پکڑ کر ان کے دامادوں کے حوالے کیا اور ان سے کہا کہ وہ انہیں باہر لے



ہو۔ البرونس فائنسٹ کی دنیا میں ایک انکشاف ہے۔ طویل عرصے تک اسے نظر انداز کیا گیا۔ اس کے انماز تحریر اور نفس مضمون کی مشہرت نے فائنسٹ کے لیے لکھنے والوں کو ہمیشہ اس سے دور رکھا۔ البرونس ۱۹۶۱ء میں نیویارک میں پیدا ہوا۔ کساد بازاری کے دور میں لڑکپن گزارا۔ ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں تعلیم کو خیر باد کہہ کر فکرو روز کار میں لگ گیا۔ اکیس سال کی عمر میں پہلی بار دولت اس کے ہاتھ آئی لیکن فورو آبی چھن بھی گئی۔ اسے اس لا کنگلارے زیادہ کا نقصان ہوا اور وہ دوبارہ ہو گیا۔ اب اسے سب کچھ اسیرو نو کرنا تھا وہ تیس سال کی عمر میں بالی ووڈ کے مستحکم اٹارے یونیورسل پکچرز میں بھٹ اور ہلانگ کے ایگزیکٹو فائیکٹر کے منصب تک پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب اس نے ناول نگاری کا آغاز کیا۔

۱۹۷۷ء میں NEVER LOVE A STRANGER شائع ہوا۔ یہ ناول بیسٹ سیلر ثابت ہوا۔ ۱۹۹۰ء تک البرونس کے مزید پانچ ناول شائع ہو کر کیوبلیر تمام کی مستحاصل کر چکے تھے۔ یہ وہ وقت تھا 'جب البرونس ایک دورا نے ہو کھڑا تھا اور اسے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ یونیس کو بر جاوی رکھے یا ناول نگاری۔ اس کے لیے فیصلہ کچھ مشکل نہیں تھا۔ اس وقت سے اب تک وہ دنیا کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ناول نگار ہے۔ اس کے ناولوں کا دنیا کی تقریباً ہر قابل ذکر زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے کئی ناولوں پر فلمیں بن چکی ہیں۔ شاید وہ دنیا کا واحد ناول نگار ہے جس کا اپنا ایک جزیرہ ہے 'جہاں وہ ناول مکمل کرنے کے بعد تعطیلات گزارتا ہے۔

زیر نظر ناول البرونس نے مجرموں کی بین الاقوامی تنظیم "مالیا" کے پس منظر میں تحریر کیا ہے۔ مالیا کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی شاخیں دنیا کے تقریباً ہر ملک میں پھیلی ہوئی ہیں لیکن جڑیں اٹلی کے قریب ایک چھوٹے سے جزیرے سلی میں ہیں۔ مالیا خاندان کے "بڑوں" کا تعلق اسی جزیرے سے ہے اور یہ اسی خاندان کے اثر و نفوذ اور اقتدار کی داستان ہے۔



اور خیراتی اداروں کی مدد کرے گی۔ جائداد محتاط اندازے کے مطابق دس ملین ڈالر کے لگ بھگ ہے۔
مجھے معلوم تھا کہ انکل روکو بہت دولت مند آدمی ہیں مگر یہ معلوم نہیں تھا کہ دولت اتنی زیادہ ہوگی۔

”تم چونکہ خود اپنی جگہ کافی دولت مند ہو۔“ جون کہہ رہا تھا۔
”اس لیے تمہارے بچانے خاص طور سے تمہارے لیے کچھ نہیں چھوڑا مگر اس کے باوجود مختار کار کی حیثیت سے فاؤنڈیشن کی تقسیم کردہ رقم کا پانچ سے دس فیصد تک تمہیں بھی ملے گا۔“
”مجھے ان کی دولت نہیں چاہیے۔“ میں بولا۔

”تمہارے بچا کا خیال تھا کہ تم یہی بات کوگے مگر یہ قانونی معاملہ ہے جس میں نہ تم کچھ کر سکتے ہو اور نہ میں۔“
”یہ سب تو نمیک ہے مگر تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟“

”جہاں تک جائداد کا تعلق ہے تو کچھ نہیں۔“ جون نے جواب دیا۔ ”لیکن دوسرے قابل غور پہلو بھی ہیں۔ پندرہ سال پہلے جب تمہارے چچا اپنی کاروباری سرگرمیوں سے ریٹائر ہو کر اٹلانٹک شی آئے تھے تو انہوں نے انڈیا خاندان اور ڈی لائونگ خاندان سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ وہ لوگ اٹلانٹک شی کو تمہارے چچا کا علاقہ سمجھیں گے۔ یہ تبت کی بات ہے جب یہاں کسی نے قمار خانوں کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ تب سے تمام برزنس تمہارے چچا کے کنٹرول میں چلا آ رہا تھا مگر اب وہ لوگ تمہارے چچا کی جگہ لینا چاہتے ہیں۔“

”اس سے تو بے تحاشا آمدنی ہوتی ہوگی؟“ میں نے پوچھا۔
”ہاں۔ پندرہ سے بیس ملین سالانہ تک۔“ جون نے کہا۔
”میرے خیال سے تمہیں تو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے؟“
”نہیں۔ میں اس قسم کا برزنس پسند نہیں کرتا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مگر ان لوگوں کو انکل روکو کی فاؤنڈیشن کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیے۔ خاص طور پر اس لیے کہ جب انکل نے کام شروع کیا تھا تو یہ ایک پسماندہ شہر تھا۔ انکل کی محنت اسے موجودہ مقام تک لائی ہے۔“

”کتنی رقم سے کام چل جائے گا؟“
”میں ملین ڈالر مناسب رہیں گے۔“
”دس ملین!“
”پندرہ ملین سے ایک ڈالر کم نہیں۔“
”منظور ہے۔“ جون نے کہا۔ ”رقم کل تک اکاؤنٹ میں جمع کرادی جائے گی۔“
”نمیک ہے۔“

”تم بہت حد تک اپنے چچا کی طرح ہو۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ تم کبھی اپنے خاندانی برزنس میں نہیں آئے؟“
”میرے والد اسے پسند نہیں کرتے تھے۔“ میں نے جواب

دیا۔ ”آئی ہے ہوش ہو کر ان کے بازوؤں میں جھول گئیں۔ اس طرح تم سے کم ان کا چچتا ضرور بند ہو گیا۔
میں نے لیٹھن کے مگر اس سے کہا کہ وہ تابوت کا دھکنا بند کر دے۔ وہ کچھ صفائی ستھرائی کرنا چاہتا تھا کہ میں نے کہا کہ ہم اسی طرح قبرستان جاویں گے۔

”مگر وہ بہت خوفناک نظارہ ہے۔“ مگر ان بولا۔
”اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ میں نے جواب دیا۔
”مجھے یقین ہے خدا ان کا چہرہ بچانے لے گا۔“
”آپ کون ہیں؟“ سادہ لباس آفیسر مجھ سے مخاطب ہوا۔
”میں مرحوم کا بیٹا ہوں۔“
”مگر میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔“

”میں کیلغورنیا میں رہتا ہوں اور آخری رسوم میں شریک ہونے آیا ہوں۔“ میں نے اپنا برزنس کارڈ نکال کر اسے دیا۔ ”میں والدہ روف ٹاور میں قیام پزیر ہوں۔ مزید پوچھ کرنا ہو تو آپ وہاں آ سکتے ہیں۔“

تدفین خاندانی قبرستان میں عمل میں آئی۔ تابوت کو اٹھا کر دیوار میں بنے ہوئے خانے میں رکھ دیا گیا۔ خانے کا نہ پتھر کی ایک پلیٹ سے بند کر دیا گیا جس پر چند ار حروف میں ”روکو ڈی ایشیخانو“ تحریر تھا۔ اسی طرح کچھ دوسری پلیٹیں پر دوسرے رشتے داروں کے نام لکھے ہوئے تھے مگر میں انہیں نہیں جانتا تھا۔ میرے والد اور میری ماں یہاں نہیں تھے۔ وہ نیویارک کے شمال میں دریائے ہڈسن کے کنارے واقع ایک قبرستان میں دفن تھے۔

آئی روزا ”ان کی بیٹیوں اور دامادوں سے رخصت ہو کر میں اپنی کار کی طرف چلا۔ دونوں گاڑی اپنی ڈیوٹی پر مستعد تھے۔ جیٹریٹن صاحب مجھ سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنی کار میں چلنے کی پیشکش کی۔ میں ان کی کار میں آ بیٹھا۔ انہوں نے بڑی بے تکلفی سے کہا کہ وہ مجھے میرے پہلے نام یعنی جڈ سے مخاطب کریں گے اور یہ کہ میں انہیں جون کہہ سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بڑی عزت کرتے تھے اور یہ کہ میرے چچا ایک عزت دار آدمی تھے جو کبھی اپنی بات سے نہیں پھرتے تھے۔ انہوں نے مگر جا میں پیش آنے والے واقعے پر بھی افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ شخص سلوائٹری ذہنی مریض ہے۔ اسے جانے کس بات پر میرے چچا کے خلاف غم و غصہ تھا۔ وہ برسوں سے یہ کہتا چلا آ رہا تھا کہ میرے چچا کو قتل کر دے گا لیکن ان کی زندگی میں کبھی اس کی ہمت نہیں پڑی۔ چرچ میں اسے موقع مل گیا مگر میرے ہونے آدمی کو کوئی کیا مار سکتا ہے۔

”کل وکلاء تمہیں مطلع کریں گے۔“ جون نے کہا۔ ”مگر تم اپنے چچا کی تمام جائداد کے مگر ان اور مختار کار مقرر کئے گئے ہو۔ تمہاری بھولی اور ان کی بیٹیوں کا حصہ نکالنے کے بعد یہ تمام جائداد ایک فاؤنڈیشن کی صورت میں سنبھال کر دی جائے گی جو مختلف فلاحی

دیا۔ ”جب میں نو عمر تھا تو مجھے اس بزنس کو کچھ قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تھا مگر میں نے محسوس کیا کہ یہ کام میرے مزاج اور طبیعت کے مطابق نہیں ہے۔“

مجھے یاد آ رہا تھا کہ یہ برسوں پہلے کی بات ہے جب میں اپنے چچا زاد بھائی ایڈی کے ساتھ ایمیزون گیا تھا۔

میں پینے میں شرابور ہو رہا تھا۔ حالانکہ کما جاتا تھا کہ سہ پہر کے وقت گرمی کم ہو جاتی ہے۔ میں نے تولیے کو دریاے ایمیزون کے پانی میں بھگو کر جسم پر پھیرا مگر کوئی فرق نہیں پڑا۔ بات گرمی کی نہیں، رطوبت کی تھی اور رطوبت بھی وہ جو آدمی کو تھک کر دے۔ میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا۔ مجھے ایڈی کی بات ماننا ہی نہیں چاہیے تھی۔ دو ماہ قبل جان میں اور وہ نیو یارک کے فوربز ٹاؤن میں رہتے تھے۔ مجھے وہاں اسکول میں اپنی تعلیم مکمل کیے کچھ ہی دن ہوئے تھے۔ ایڈی مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھے آرام اور ایڈو سٹر کی ضرورت ہے جبکہ مجھے وال اسٹریٹ کے بہترین اسٹاک بروکر نے ملازمت کی پیش کش کی تھی۔

”وہ تمہیں کتنی تنخواہ دیں گے؟“ ایڈی نے پوچھا۔

”ابتدائی طور پر چالیس ہزار سالانہ۔“

”یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ تو تمہیں کیس بھی مل سکتی ہے۔“ ایڈی نے کہا۔ ”کیا تمہیں رقم کی ضرورت ہے؟“

”نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا کہ میرے والد میرے لیے ایک ملین ڈالر سے زیادہ چھوڑ گئے ہیں۔

”میں اگلے مہینے جنوبی امریکا جا رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔“

”مگر کیوں؟“

”آج کل مارکیٹ میں زمر، بہرود سے زیادہ قیمت پاتے ہیں۔ مجھے ان سے بھرا ہوا ایک سوٹ کیس کوڑیوں کے بھاؤ لے کر بیچ دے۔“

”غیر قانونی طور پر؟“ میں نے پوچھا۔

”پیشک۔ مگر میں نے سارا انتظام کر لیا ہے۔ ہمیں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔“

”میں اس طرح کے کام پسند نہیں کرتا۔“

”ذرا سوچو، ہم میں سے ہر ایک کو دو ملین ڈالر مل سکتے ہیں اور پھر کوئی خطرہ بھی نہیں۔ خاندانی اثر و رسوخ میری پشت پر ہے، ہم بالکل محفوظ رہیں گے۔“

میرے والد نے برسوں پہلے اس قسم کے بزنس سے قطع تعلیق کر لیا تھا اور میں بھی اس میں لوٹ ہونا نہیں چاہتا تھا۔

”تمہیں لوٹ کون کر رہا ہے؟“ ایڈی نے جواب دیا۔ ”تم تو صرف میرے ساتھ جاؤ گے اور تم ہمارے خاندان میں شامل ہو۔“

بولو کیا کہتے ہو۔“

”میں..... میں سوچ کر جواب دوں گا۔“ میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

یہ کہتے ہوئے بھی مجھے اندازہ تھا کہ مجھے اس کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔ گزشتہ کئی برسوں سے میں صرف کتابوں میں دماغ کھپاتا رہا تھا۔ وہاں اسکول کوئی ہنگامہ بہرود مقام نہیں تھا۔ ہنگامہ بہرود جیسا کہ وہ مقام تھا۔ والد فوج میں میری بھرتی سے خوش نہیں تھے۔ مگر وہ مجھے روک نہیں سکے۔ ضروری فوجی تربیت کے بعد مجھے وہ مقام بھیج دیا گیا۔ ایک مرتبہ مجھے رات کے اندر میرے میں سائی گون کے قریب اتارا گیا۔ بظاہر اس کوئی نہ تھا مگر جیسے ہی میرے سامنے لینڈنٹ نے قدم بڑھایا، ایک بارودی سرنگ نے اس کے پیچھے اڑا دیے۔ میں اس کے پیچھے تھا۔ میرا چہرہ جی طرح زخمی ہوا۔ چار ماہ تک ہسپتال میں رہا۔ ڈاکٹروں نے میرے چہرے کی سرجری کر دی تھی۔ بس ٹھوڑی کے اطراف دو معمولی نشانے باقی رہ گئے تھے۔ جنگ ختم ہوئی۔ میں گھر واپس آیا۔ والد نے کہا کہ تم اپنی مرضی سے جو کچھ کرنا چاہتے تھے کر چکے۔ اب تمہیں میرے حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔ میں تمہیں وہاں اسکول میں داخل کر رہا ہوں جہاں تم بزنس ایڈمنسٹریشن سیکھو گے۔ میں نے کہا اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے، ابھی آپ بہت دن تک زندہ رہیں گے۔ والد نے جواب دیا، ”میں تمہاری ماں کے بارے میں بھی یہی خیال کرتا تھا۔ میری والدہ کو بلڈ کینسر سے مرے ہوئے چھ سال گزر چکے تھے مگر والد ابھی تک انہیں بھول نہیں سکے تھے۔ میرا خاندان نسلی کا رہنے والا تھا مگر میرے والد نے نو عمری میں ہی خاندانی بزنس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کالیں کرائے پر دینے کا کاروبار شروع کیا جو خاصا کامیاب رہا تھا۔ برسوں تک والد کو اپنے بھائی کی کوئی خبر خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ پھر میری والدہ کے انتقال پر پچانے بھول بیٹھے۔ والد نے انہیں باہر پھونکا دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ میری والدہ یہودی تھیں اور یہودی تدفین کے وقت بھول نہیں چلا سکتے۔“

مجھے وہاں اسکول میں داخلہ مل گیا۔ والد نے کاروبار فروخت کر دیا اور سسلی چلے گئے مگر وہاں ایک چکروار پہاڑی سڑک پر کار میں سفر کرتے ہوئے حادثہ پیش آگیا۔ ایک موٹر کار قابو سے باہر ہو کر گہرے کھد میں جا گری۔ مجھے لاش واپس لانے کے لیے سسلی جانا تھا۔ انکل آئے اور بتایا کہ وہ میرے ساتھ دو باڈی گارڈ بھیج رہے ہیں۔ میں نے انکار کیا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ والد کا خاندانی کاروبار سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ انکل نے جواب دیا کہ سسلی میں لوگ ایسا نہیں سمجھتے۔ وہ تو صرف یہ جانتے ہیں کہ تمہارے والد کا تعلق بھی ہمارے خاندان سے ہے۔ میں نے پھر بھی انکار کیا تو چچا بولے کہ اچھا، اپنے بھائی ایڈی کو ساتھ لے جاؤ۔ میں آمادہ ہو گیا مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ ایڈی کے ساتھ چار باڈی گارڈ رہتے ہیں۔ سسلی میں کوئی شکل پیش نہیں

آئی۔ مارسلے کے ایک چھوٹے سے گرجا میں تعزیتی اجتماع ہوا۔ صرف چند لوگ شریک تھے جو سب میرے رشتے دار تھے مگر میں انہیں نہیں جانتا تھا۔ اس کے بعد تابوت نیوا رک لایا گیا۔ میرے والد کی وصیت تھی کہ انہیں میری والدہ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

تدفین کے بعد اٹکل اور ایڈی میرے پاس آئے۔ وہ جانا چاہتے تھے کہ میرا کیا کرنے کا ارادہ ہے۔ وہ حارن اسکول میں میرا آخری سال تھا۔ میں نے بتایا کہ پرنس ایڈمنسٹریشن میں ڈگری لے کر کوئی ملازمت کروں گا۔ اٹکل کئی اداروں کے مالک تھے۔ ایڈی نے تجویز کیا کہ میں کسی بھی ادارے میں شامل ہو جاؤں مگر میرا ارادہ خود اپنا کاروبار شروع کرنے کا تھا۔ میں نے شہرے کے ساتھ انکار کر دیا۔ اٹکل نے کہا کہ جو میرا دل چاہے کروں مگر وہ پھر بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ میں ان کے خاندان کا فرد ہوں۔

اٹکل کے جانے کے بعد ایڈی میرے ساتھ کار میں واپس ہوا۔ اس نے پوچھا کہ میں نے خاندانی نام ڈی ایسٹن کو بدل کر ایسٹون کیوں رکھ لیا اور پھر ایسٹون ہی کیوں؟ تو آئرش نام ہے۔ میں نے بتایا کہ والد کہتے تھے، تمام اٹکلیں جب نام بدل لیتے ہیں تو آئرش ناموں کو ترجیح دیتے ہیں مگر میرا نام جڈ انہوں نے اس لیے رکھا تھا کہ وہ مجھے امریکن بنانا چاہتے تھے۔

راستے میں ایڈی آئرش کیا۔ اترتے وقت اس نے کہا کہ جون میں میرا فاضل امتحان ختم ہوتے ہی وہ مجھ سے ملے آئے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اس سے پینتھرک میں اس کی پیشکش پر اچھی طرح غور کر سکوں میں نے خود کو دیانے ایمزون میں ایک پرانی بوٹ پر سپینے میں شرابو پایا۔ ایڈی کہیں میں ایک بیروین لڑکی کے ساتھ واو میٹ دے رہا تھا۔ وہ اس لڑکی کو لیما سے بطور حترج ساتھ لایا تھا۔

ایڈی کہیں سے باہر نکلا۔

”ہم لوگ یہاں سے کب روانہ ہو رہے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”صبح۔“ ایڈی نے جواب دیا۔ ”دس بجے تک مال آجائے گا اور اس کے آتے ہی ہم چل دیں گے۔“

”ہم تو زمرہ لینے آئے تھے۔ ان کے بجائے دو دن کو کا (وہ پودا جس کے پتوں سے کوکین بنائی جاتی ہے) کے پتے لے کر واپس کیوں جا رہے ہیں؟“

”کوکین والوں کو ہمارے نونوں سے دلچسپی نہیں، وہ کوکا مانتے ہیں۔ ہم انہیں یہ پتے دیں گے اور وہ ہمیں زمرہ لادیں گے۔“

”اب جبکہ میں تمہارے ساتھ آ گیا ہوں۔“ میں نے کہا۔ ”تم مجھ سے صاف بات کیوں نہیں کرتے؟ میرے خیال سے زمرہ لاد کوئی وجود ہی نہیں ہے۔“

”ٹھیک سمجھو ہم ایک ہی خاندان کے لوہ ہیں۔ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔“ ایڈی نے جواب دیا۔

”کیا تمہارے والد یہ بات جانتے ہیں؟“

”ہاں مگر وہ تمہیں ساتھ لانے کے حق میں نہیں تھے۔ یہ میرا فیصلہ تھا۔ پھر تم میرے مقروض بھی تھے۔ یاد ہے؟ میں تمہارے ساتھ سکی گیا تھا۔“

”مگر وہاں تو کچھ بھی نہیں ہوا۔“

”کیونکہ تم میرے ساتھ تھے۔ چار آدمی ہم وقت ہماری حفاظت کر رہے تھے۔ اکیلے جاتے تو تمہاری لاش کا بھی پتا نہ لگتا۔“

میں خاموش ہو گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کی بات پر یقین کروں یا نہیں۔ بہر حال وہ وقت گزر گیا تھا۔ ایڈی نے بتایا کہ یہاں سے ہم ایک تاس جاؤں گے جہاں سے ایک ٹیڈہ ہمیں پانا لے جائے گا۔ وہاں سے ایک دوسرے ٹیڈہ کے ذریعے میانی پونچیں گے۔ وہاں مال کی ڈیوری دے کر نیوا رک چلے جائیں گے جہاں کے لیے سٹیشن بک کرانی جا چکی ہیں۔ میں اس چکر میں پھنسا نہیں چاہتا تھا مگر ایڈی نے بتایا کہ اب میں دست بردار نہیں ہو سکتا۔ تمام خرید و فروخت میرے نام پر ہوئی ہے۔ ٹیڈہ میرے نام سے چارٹر کئے گئے ہیں۔ میں پھر بھی خوفزدہ تھا۔ ایڈی نے مجھے ایک کولٹ ریولور دیا کہ اپنی حفاظت کے لیے پاس رکھوں اور کوئی بھی مشتبہ شخص نظر آئے تو اسے شوٹ کر دوں۔ میں نے ریولور لینے سے انکار کیا۔ ایڈی نے اسے میرے پاس بیچ کر رکھ دیا اور بتایا کہ وہ دریا میں تیرنے جا رہا ہے۔

وہ دریا میں آئرش کیا۔ الما (وہ لڑکی جسے ایڈی ساتھ لایا تھا) کہیں سے باہر نکل۔ ایڈی نے مجھے بھی پانی میں اترنے کی دعوت دی، جسے میرے بجائے الما نے قبول کر لیا۔ الما نے کپڑے اتارتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ میں نے منہ پھیر لیا۔ کیا میں تمہیں پسند نہیں؟ اس نے پوچھا۔ بات پسند کی نہیں، میں نے بتایا۔ تم میری دوست نہیں ہو اور اس معاملے میں میرے کچھ اپنے اصول ہیں۔

اس نے ایک تعہد لگایا اور پانی میں کود کے میری نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ ایڈی کے سامنے اس سے کوئی میں گز کے قافلے پر مسلح آپ رہا۔ وہ تیری ہوئی ایڈی کی طرف بڑھی اور ایڈی کو پکڑ کر پانی کے اندر گھسٹ لیا۔

”سینو؟“ بوٹ کے کپٹین نے مجھے اپنی زبان میں پکارا۔ وہ بیروکار بنے والا تھا۔ میں نے ہلٹ کر اسے دیکھا۔ اپنے دوستوں سے کہیں کہ بوٹ میں واپس آجائیں۔ اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا ”یہ تیرنے کے لیے کوئی محفوظ پانی نہیں۔“

اس کے لہجے میں عجیب سنگین تھی جس نے مجھے فوری رد عمل پر مجبور کر دیا ”ایڈی؟“ میں نے چیخ کر کہا ”کپٹین تمہیں بوٹ میں واپس بلا رہا ہے۔“

”لیکن کیوں؟“

”وہ کہتا ہے کہ یہ بانی خطرناک ہے۔“

”تو اس کو آج ہی لایا ہے؟“ ایڈی نے جیسے ہوئے کہا ”پانی تو ایسا پرسکون ہے کہ“ وہ کہتے کہتے رکا اور پانی میں الما کو ٹٹولنے لگا۔

”اے لڑکی یہ تم فاول کر رہی ہو میرے ساتھ اور وہ بھی پانی میں!“

”میں! میں تو تم سے بہت دور ہوں۔ میں کیا فاول کروں گی“

الما نے پکارا۔ وہ اس کے عقب میں اس سے پانچ گز دور تھی۔

”خدا کی پناہ! ایڈی اچانک چلایا“ ارے ارے

خدا یا یہ کیا ہو رہا ہے! اس کا لہجہ کرب و اذیت میں ڈوبا ہوا

تھا۔ وہ پانی میں چپا کے اڑتا ہوا تیر کر بوٹ کی طرف آنے کی

کوشش کر رہا تھا۔

”ارے گوشت خور مچھلیاں“ بوٹ میں چلایا اور اس نے

بڑی پھرتی سے ایک آنکڑا اٹھا کر پانی میں لٹکادیا۔

الما اب تیرتی ہوئی کشتی کی طرف واپس آ رہی تھی ”چھوٹی

چھوٹی مچھلیوں کا غول ہے، جو میرے پیچھے لگ گیا ہے“ اس نے چیخ

کر کہا۔ کشتی کے پاس پانچ گز اس نے آنکڑا قحط لیا۔ خلاصی نے

اسے اوپر کھینچنا شروع کیا۔ ذرا دیر بعد وہ کشتی پر پڑی تھی۔ اس کی

ٹانگوں میں جا بجا ننھے ننھے سوراخ نظر آ رہے تھے جن سے خون برس

رہا تھا۔

”دیکھنے میں یہ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں درحقیقت گوشت خور ہیں

اور چٹ جائیں تو پھوڑتی نہیں“ بوٹ میں نے کہا۔ یہ کہہ کر

اس نے آنکڑا دوبارہ اٹھایا اور اسے ایڈی کے قریب پہنچانے کی

کوشش کرنے لگا۔

میں نے ایڈی کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی پانی میں بری طرح

ہاتھ مار رہا تھا۔ اس کے حلق سے کرب ناک چیخیں نکل رہی تھیں۔

اس کے کشتی کی طرف بڑھنے کی رفتار بہت سست تھی۔ میں نے

ایڈی کے ہاتھ سے آنکڑا جھینا اور اس کا بازو تمام کر سارا لیا۔

تاکہ باہر ایڈی کی طرف زیادہ سے زیادہ ہلک سکوں ”ایڈی ایڈی!“

.... آنکڑا قحط لو۔ جلدی کرو“ میں چلایا۔

ایڈی اب بھی تکلیف سے چیخ رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں پر اس کا

کھل اختیار نہیں تھا۔ وہ تشنگ کی کیفیت سے دوچار تھا۔ جیسے

تیبے آنکڑا اس کے ہاتھ میں آئی گیا۔ میں اور بوٹ میں مل کر اسے

کشتی میں کھینچنے لگے۔ بعد میں بوٹ میں نے اس کی نگاہوں میں ہاتھ

ڈال کر اسے اٹھایا اور کشتی میں کھینچ لیا۔

میں نے دیت نام میں کچھ کم ہولناکیاں نہیں دیکھیں لیکن یہ

منظر ان سب سے ہولناک تھا۔ مچھلیوں نے اس کی داہنی ٹانگ

تقریباً پوری کھال تھی۔ بائیں ٹانگ میں ہڈیوں سے چپکے ہوئے

مختبرے سے جمول رہے تھے۔ ایڈی پلکیں جھپکائے بغیر ایک

نک مجھے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور اذیت کی

دھندلاہٹ نمایاں تھی۔ پھر اس نے نظریں جھکا کر اپنے پچھلے دھڑکو

دیکھا۔ اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ بس ایک سستی ہوئی چیخ ہی اس کا ویلا اظہار رہی۔ میں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور لرز کر رہ گیا۔ ناف کے نیچے اس کے جسم کے نازک حصے نازدہ تھے۔ کیس کیس کھال لگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ وہ روح کو لرزادینے والا مظهر تھا۔

اس نے سر اٹھا کر دوبارہ مجھے دیکھا اور بولنے کی کوشش کی

لیکن اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا۔

”یہ چیخ نہیں سکے گا“ بوٹ کے کپٹن نے کہا ”میں نے ایسے

منظر بہت دیکھے ہیں، ایک گھنٹا لگے مرنے میں یا کئی گھنٹے“ اسے مرنا

بہر حال ہے۔“

”کیا ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے؟“ میں نے پوچھا۔

کپٹن نے نفی میں سر ہلایا ”ایک ہی صورت ہے“ اسے ختم

کردو“ اس نے بے اثر لہجے میں کہا ”یہ اپنی موت مرا تو بہت

اذیت اٹھا کر مرے گا۔ اتنی اذیت کہ تم قصور بھی نہیں کر سکتے۔“

میں ایڈی کی طرف چلنا، اس کے لب ساکت تھے لیکن

آنکھیں بول رہی تھیں۔ اس نے کپٹن کی بات سن بھی لی تھی اور

کچھ بھی لی تھی۔ اس کے ہونٹ کچھ کھینکے کی کوشش میں بری طرح

کاہنے۔ بڑی مشکل سے اس نے کہا ”خاندان۔“

میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ میں نے بڑی محنت سے اس بُری

جوان کو دیکھا جو کبھی زندگی کا توانائیوں کا چھلکا جام رہا تھا، جس

سے میرا خون کا رشتہ تھا۔ کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ! میں نے پلٹ کر

بیچ پر رکھا ہوا ریو اور اٹھایا۔ ریو اور والا ہاتھ پٹ کے پیچھے ہی

رکھتے ہوئے میں نے دوسرے ہاتھ سے سفٹی کچ بٹایا۔ پھر میں نے

اس کی پیشانی کو اپنے ہونٹوں میں بھائی کی محبت اور باپ کی شفقت

سموتے ہوئے چوم لیا۔ ”خاندان کے نام پر“ میں نے کہا اور اس کی

آنکھوں کو اپنے ہاتھ سے ڈھانپ کر ٹھیکر دیا۔

ایڈی مر چکا تھا، اس کے ساتھ میرے وجود کا ایک حصہ بھی

ختم ہو چکا تھا۔ لیکن وجود کے ایک اور حصے نے نیا جنم لیا تھا۔ اور وہ

حصہ تھا خاندان!

”اب ہمیں اس کا کیا کرنا ہے؟“ کپٹن نے پوچھا۔

پہلی مرتبہ مجھے احساس ہوا کہ دوسرے دو ملاح بھی میرے

پاس کھڑے ہیں۔

”ہمارے کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔“ میں نے دہرایا

طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

کپٹن نے ایڈی کی کلائی پر بندھی ہوئی دو بیکس رسٹ وایج

کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا کہ اسے کھول کر مجھے دے دو۔

میں جانتا تھا کہ کھل کر اس کی ضرورت ہوگی۔ پھر میں ڈیک پر لیٹی

ہوئی الما کی طرف متوجہ ہوا۔ میں نے ایڈی کی لاش دیکھ کر اسے

جانے کی آواز دہی تو ایک لمحے کے لیے ٹھہرا اور پھر پھرا۔ ”تمساری

کیا حالت ہے؟“

”کیا تم مجھے بھی مارنا چاہتے ہو؟“ الما بے حد خوفزدہ تھی۔ تب مجھے احساس ہوا کہ ریو اور ابھی تک میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے اسے اپنی بیٹی میں اڑس لیا۔

”نہیں۔“ میں نے جواب دیا اور کیپٹن کی طرف دیکھا۔ ”ہم اس کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟“

”اسے مت کہ نقصان پہنچا ہے۔ پیرائز ہمارے بھائی کو کمانے میں مصروف تھیں۔“ کیپٹن نے جواب دیا۔ ”گوکا کے کچھ بچے اس کے زخموں پر اپسٹ دیے جائیں تو درد نہیں ہوگا اور زخم بھی جلد بھر جائیں گے۔“

”تمہیک ہے۔ اسے کیمین میں لے جا کر جو ضروری ہو، کرو اور پھر میرے پاس واپس آؤ۔“ میں نے کہا۔

”تھامسینر۔“ کیپٹن نے جواب دیا۔

کیپٹن الما کو اٹھا کر کیمین میں لے گیا۔ ایک ملاط کو کا کے کچھ بچے لے کر اس کے پیچھے چلا گیا۔ میں دوبارہ بیچارے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد کیپٹن واپس آیا اور بتایا کہ ملاط الما کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ وہ میرے لیے کیا کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے دھمکی کے بارے میں پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ دھمکی تو نہیں البتہ رم موجود ہے۔ میں نے کہا۔ ”وہی لے آؤ“ اس وقت مجھے اس کی شدید ضرورت ہے۔“

~~***

ڈیک کے نیچے ایک بڑا کیمین تھا جسے کپڑے کے پردے کے ذریعے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک حصے میں میٹھی سوٹ تھا، دوسرے بڑے حصے میں الما اور ایڈی۔ الما اپنے بستر پر لیٹی تھی۔ گوکا کے بچے طبعی کو کیمین ہوتے ہیں اور کو کیمین دو قسم کے کرنے کے علاوہ خود بھی پیدا کرتی ہے۔ مزید یہ کہ کیپٹن نے ٹھوڑی سی کو کیمین الما کو ہانپنے میں بھی دے دی تھی۔ اس نے پوچھا کہ اب میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ آگے قدم بڑھانے کے علاوہ میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ الما ایڈی کی موت پر افسردہ تھی، اس کی آنکھیں انک بار تھیں۔ افسوس مجھے بھی تھا۔ آخر وہ میرا کزن تھا مگر جب المانے سوال کیا کہ میں روٹیاں نہیں تو میں نے کہا، ”وہ نے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جو ہونا تھا، ہو چکا۔ جسے جانا تھا، چلا گیا۔“

الما سوئی تو میں نے ایڈی کا اپنی کیس نکالا جسے اس نے میری تپائی کے نیچے دکھ دیا تھا۔ وہ منقل تھا۔ میں نے ایڈی کی جیب سے چابیاں نکال کر اسے کھولا۔ اپنی کیس میں سو سوا لاکھ روٹوں کی گڈیاں بھری تھیں۔ میں نے انہیں شمار کیا، وہ ایک لاکھ ڈالر تھے۔ اسی کے ساتھ ایک کانڈ پر مختلف کمات سے روایتی کارپورگرام بھی ٹائپ کیا ہوا تھا۔ میں نے دس ہزار ڈالر نکال کر اپنی کیس دوبارہ منقل کر کے تپائی کے نیچے دکھ دیا۔ ایڈی کے بیگ میں کپڑوں کے علاوہ مزید ایک ریو اور اور کارٹوس تھے۔ میں نے ریو اور اور

کارٹوس نکال کر اپنی تپائی کے نیچے رکھتے ہوئے بیگ بند کر دیا۔ بستر لینے کے بعد میں نے سوچا۔ ایڈی مر چکا ہے اور اب میں اسے پسند کروں یا نہ کروں مگر مجھے اس سودے کو پھیل تک پہنچانا ہے۔ اتنا ہی نہیں کام ختم ہونے پر مجھے اٹکل کو ایڈی کے مرنے کی اطلاع بھی دینا ہے۔ ایڈی کی جگہ اس کی گھڑی واپس کرنا ہے اور یہ کوئی آسان بات نہیں تھی۔ ایڈی اٹکل کو بہت عزیز تھا۔ پھر شاید میں کچھ اور کچھ گیا۔ اچانک اوپر ڈیک پر قدموں کی آٹھ اور سرگوشیوں میں باتیں کرنے کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ ریو اور ہاتھ میں لیے میں ڈیک پر پہنچا۔ کیپٹن کسی انہنی سے بات کر رہا تھا۔ انہنی نے شاہد کیا۔ مزید وہ آوی بوٹ پر آگئے۔ بوٹ کے برابر ایک کشتی لگی کھڑی تھی۔ وہ آوی کو کا کی گاٹھیں اٹھانے لگے تو میں ریو اور لے سامنے آیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ میں نے سخت لہجے میں پوچھا۔ کیپٹن اور وہ آوی چونک گئے۔ کیپٹن نے بتایا کہ یہ شخص کہہ رہا ہے کہ چونکہ ہمارے کزن نے قیمت ادا نہیں کی تھی اس لیے سودا منسوخ ہو چکا ہے۔

”اسے بتاؤ۔“ میں نے کیپٹن سے کہا۔ ”قیمت ادا کی جا چکی ہے ایا نہ ہوتا تو کو کا کے بچے ہماری بوٹ پر بار نہ کیے جاتے۔“ کیپٹن نے اپنی زبان میں اس آوی سے کچھ کہا پھر مجھے بتایا کہ یہ آوی کہتا ہے کہ پوری قیمت نہیں لی تھی۔ ایک لاکھ ڈالر کی ادا ہو چکی ہے۔ جس کے بعد باقی کو کا کے بچے بھی دیے جاتے۔

میں نے جواب دیا۔ ”اسے کہہ دو کہ باقی رقم اسے اس وقت ملے گی جب وہ باقی کو کا کے گا۔“ مجھے شبہ ہوا کہ اس معاملے میں کیس کیپٹن کا ہاتھ نہ ہو مگر وہ تمہیں کمانے لگا۔ میں نے کیپٹن سے کہا کہ اس آوی سے کہہ دو کہ اگر وہ فوراً ہی میری بوٹ سے نہیں اڑ گیا تو میں اسے شوٹ کروں گا۔ وہ کل باقی کو کا لے کر آئے اور اپنی واجب رقم لے جائے۔

وہ شخص یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ کل صبح آئے گا اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھی بھی لوٹ گئے۔ اس کے جانے کے بعد میں نے کیپٹن سے پوچھا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایڈی مر چکا ہے؟ کیپٹن نے جواب دیا ”یہ لوگ کنارے سے ہمیں دیکھتے رہتے ہیں یہ بہت خطرناک ہیں۔ اگر میں اسے بوٹ پر آنے سے روک دیتا تو وہ مجھے مار ڈالتا۔“

”اس کا مطلب ہے کہ وہ کل صبح آئے گا اور ہمیں ختم کر دے گا۔“ میں نے کہا۔

کیپٹن خاموش رہا۔

”لیکن کل ہم یہاں موجود نہ ہوں تھے؟“ میں پھر بولا۔

”وہ لوگ درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہمیں دیکھتے رہتے ہیں۔“ کیپٹن نے جواب دیا۔ ”مگر ہم نے جانے کی کوشش کی تو وہ بوٹ کے انجن کی آواز سننے ہی سمجھ جائیں گے۔“

”اور یہ کیپٹن ہی تھا جس نے ہمیں یہاں بوٹ لنگر انداز کرنے کا مشورہ دیا تھا۔“ میں نے کہا۔ اب ساری بات سمجھ میں آنے لگی تھی۔ اس کا کتنا تھا کہ یہ جگہ محفوظ ہے۔ ہم پولیس کی نگاہوں میں نہیں آئیں گے ٹھیک ہے۔ تم ہمیں ٹھکڑے جیسے یہاں کسی پریشانی کی توقع نہیں۔ کیپٹن نے اگر کوئی شراکت کی بھی تو اس وقت کرے گا جب ہم اپنے خیال میں خود کو محفوظ سمجھ رہے ہوں گے۔“

میں اوپر پہنچا تو کیپٹن اور دونوں ملاح میرا انتظار کر رہے تھے۔ کیپٹن نے دونوں ریو اور اور رانٹلیں و میل ہاؤس کے سامنے ایک الماری میں رکھ دی تھیں۔ میں نے لنگر اٹھانے کا حکم دیا اور تاکید کر دی کہ کوئی شور نہ ہو۔ ملاحوں نے پانی سے لنگر نکالا اور پھر چھڑیاں اٹھا کر ان کی مدد سے بوٹ کو کنارے سے ہٹا کر دیا کہ ہماؤ کی طرف لے چلے۔ کیپٹن نے و میل سنبھالا ہوا تھا۔ بوٹ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ ہماؤ میں پہنچ گئی جہاں پانی کافی تیز تھا۔ کیپٹن نے انجن اشارت کرنے کے بارے میں پوچھا۔ میں نے مزید پندرہ منٹ انتظار کرنے کے لیے کہا اور کنارے کی طرف دیکھا مگر وہاں کوئی نقل و حرکت نظر نہیں آ رہی تھی۔

کیپٹن نے ایک ملاح کو بلا کر وہیل اس کے حوالے کیا اور خود انجن روم میں چلا گیا۔ پندرہ منٹ بعد میں نے انجن اشارت ہونے کی آواز سنی۔ بوٹ کچھ تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ میں نے و میل سنبھالے ہوئے ملاح کی طرف دیکھا۔ اس نے گوم کر بیٹھے مگورا۔ یہ غلطی تھی۔ جب آپ کے ہاتھ میں وہیل ہو، خواہ آپ کار چلا رہے ہوں یا کوئی بوٹ۔ تو آپ کی نظریں سامنے اپنے راستے پر رہنا چاہئیں۔

میں تیزی سے پلانا۔ کیپٹن میزجھوں سے اوپر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں رانٹل تھی جس کی نال کا رخ میری جانب تھا۔ میں نے فائر کر دیا۔ اس کے چہرے پر تعجب کے تاثرات ظاہر ہوئے۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور ڈیک سے نیچے گر کر پانی میں غائب ہو گیا۔ میں نے ریو اور سے دونوں ملاحوں کو زور دیا۔ ”اس نے الما بھی ہاتھ میں ریو اور لیے اوپر آگئی۔“ ”کیا ہوا؟“ اس نے پوچھا۔

”ہم اپنا کیپٹن گم کر بیٹھے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”ملاح سے پوچھو کہ کیا وہ بوٹ کو ایکنو تک لے جاسکتا ہے۔“ میں نے الما سے کہا ”۳ سے بتاؤ کہ اگر وہ لے جاسکتا ہے تو اسے انعام میں ایک ہزار ڈالر ملیں گے۔ اگر نہیں تو اسے بھی اپنے کیپٹن کے ساتھ دریا میں تیرنا پڑے گا۔“

الما نے جلدی جلدی اپنی میں ملاح سے بات کی۔ دوسرا ملاح بھی و میل ہاؤس میں گیا اور الما میری جانب گھومی ”یہ دونوں اپنے اپنے طور پر کیپٹن جیسا ہی تجربہ اور مہارت رکھتے ہیں اور ہماری ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں مگر دونوں معاوضہ چاہتے

”تب ہم انجن اشارت ہی نہیں کریں گے۔ لمبی چھڑیوں کی مدد سے بوٹ کو دیا کے ہماؤ تک لے جائیں گے۔ ہماؤ بوٹ کو مزید آگے جانے میں مدد دے گا۔ جب ہم کافی دور نکل جائیں گے تو انجن اشارت کر دیں گے۔“

”جیسا آپ کہیں سینور۔“ کیپٹن بولا۔ ”پھر ہم کب روانہ ہوں گے؟“

”ایک گھنٹے کے بعد۔ امید ہے، جب تک وہ لوگ سوجائیں گے۔“

”لیکن اگر وہ ہمارے تعاقب میں آئے تو؟“

”تو ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور انہیں ختم کر دیں گے۔ تمہارے پاس جتنا بھی اسلحہ موجود ہے، ڈیک پر لے آؤ۔“

کیپٹن نے بتایا کہ اس کے پاس دو ریو اور اور دو رانٹلیں موجود ہیں۔ میں سر ہلاتے ہوئے نیچے کیبن میں چلا گیا۔ دوسرا ریو اور بھی اپنی پٹی میں اڑس لیا اور گولیاں جیب میں بھر لیں۔

”کیا معاملہ ہے؟“ ”الما نے پوچھا۔

”ہم روانہ ہو رہے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ وہ اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”مگر میں کل صبح کو کاکی مزیدوس گا نہیں ملتا ہوں۔“ وہ بولی۔

”ہم ان کا انتظار نہیں کر سکتے۔“ میں نے کہا۔ ”وہ کسان بوٹ پر آیا تھا اور گا نہیں واپس لے جانا چاہتا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ ایڈی نے قیمت ادا نہیں کی ہے۔“

”یہ جھوٹ ہے۔ ایڈی نے رقم میرے سامنے دی تھی“ اس وقت کیپٹن بھی موجود تھا۔

”کیپٹن نے دیکھا تھا؟“

”کیوں نہیں۔ اسی نے تو سارا انتظام کیا تھا۔“ ”الما نے بتایا۔

اس کا مطلب تھا کہ میرا شبہ درست تھا۔ کیپٹن نے ان لوگوں سے معاملہ طے کر لیا تھا۔

”ہمیں یہاں سے ایکنو تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا؟“ میں نے پوچھا۔

”پانچ چھ دن۔“ ”الما نے جواب دیا۔ ”کیا کچھ گزربا کا امکان ہے؟“

”ممکن ہے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔“

”شاید میں بھی کچھ مدد کر سکوں۔“ وہ بولی۔ ”میں ریو اور چلا سکتی ہوں۔“ میں نے اسے ایڈی کا ایک ریو اور دے دیا۔

”میں اس کسان سے زیادہ کیپٹن کے بارے میں فکر مند ہوں۔“ میں نے کہا۔ ”مجھے اس پر اعتبار نہیں۔ وہ مجھ سے پوچھے بغیر گا نہیں دے رہا تھا۔ ہم اس کیپٹن سے نگو مارا کے بازار میں بیٹے تھے نا؟“

”ہاں۔ نگو مارا، کو کا اور میری جو آنا کی خاص منڈی ہے اور کیپٹن نے ہی اس کسان شی زو سے سودا طے کر لیا تھا۔“

مطمئن نہیں تھا۔ اس کھاڑی سے جہاں ہماری بوٹ نگر انداز تھی، کنارے کا فاصلہ ایک سو گز سے زیادہ نہیں تھا۔ کسان اور اس کے آوی اگر ہمارے عقاب میں ہوں تو وہ آسانی سے ہم تک پہنچ سکتے تھے۔ اس کے علاوہ مجھے یہ بھی شبہ تھا کہ کیپٹن نے جو بھی سازش کی ہوگی ملاح بھی اس میں شامل تھے۔

میرا ارادہ رات کو جاگنے کا تھا۔ المانیچے کین میں جا کر کبل اور ٹیکے آئی۔ کبلوں کو ڈیک پر بچا کے۔۔۔ ہم نے اپنے بستر تیار کئے اور لیٹ گئے۔ جاگنے کی کوشش کے باوجود میری آنکھ لگ گئی۔

المالنے میرا کندھا مار کر مجھے جگا دیا۔ پھر ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے خاموش رہنے کے لیے کہا اور ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کیا۔ ہم لوگ کین کی آڑ میں تھے۔ میں نے جھانک کر دیکھا۔ بوٹ کے ساتھ گلی ایک کشتی سے ایک آدمی بوٹ پر آ رہا تھا۔ ایک ملاح نے اس سے کچھ کہا۔ اندھیرے کی وجہ سے میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ نیچے پیر کین کی طرف جہاں ہم لوگ لیٹے ہوئے تھے، بڑھنے لگا۔ اس کے ایک ہاتھ میں چھوٹی مگر ہماری ٹکوار صاف نظر آ رہی تھی۔ میں نے رات نقل اٹھا کر دو فائر کیے۔ وہ منہ کے بل ڈیک پر گر گیا۔ میں نے اسے ٹھوکر مار کر دریا میں پھینک دیا۔ اسی لمحے الما نے اپنے ربوہ لور سے کام لینا شروع کر دیا۔ میں نے کئی دھماکوں کی آوازیں سنی۔ پلٹ کر دیکھا تو کین کے دو سری جانب پیلو بے حس و حرکت پڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ربوہ لور دیا تھا۔ الما نے بتایا کہ پیلو نے دو سری سمت سے حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اسے بھی دیا بڑ کر دیا۔

میں آگے بڑھاؤ کین کے سامنے آ کر دیکھا۔ دوسرا ملاح کشتی میں بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے رات نقل سیدی کی تو وہ بلا تامل کشتی سے دریا میں کود گیا اور کنارے کی طرف تھمے لگا۔

المال بھی وہاں آگئی تھی۔ ”اب ہم کیا کریں گے؟“ اس نے پوچھا۔

”کچھ نہ کچھ سوچ لی لیں گے“ میں نے جواب دیا۔ الما کانپ رہی تھی۔ میں نے تسلی دی۔ ”گھبراؤ نہیں۔ آخر اب تک ہم محفوظ رہے ہیں۔ تقدیر آئندہ بھی ہمارا ساتھ دے سکتی ہے۔“ الما رونے لگی کہ اس کے ہاتھوں ایک آدمی مارا گیا ہے۔ کسی کی جان لینا گناہ ہوتا ہے میں نے سمجھا یا کہ اپنی حفاظت کے لیے کسی کو مارنا گناہ نہیں۔ تم اسے نہ مار میں تو وہ تمہیں قتل کر دیتا۔ میں نے انہیں روم میں جا کر بوٹ کا انجن دیکھا۔ وہ بہت سادہ پرانی وضع کا دو سلنڈر والا انجن تھا جسے چلاتا اور سنبھالنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ میں نے واپس جا کر الما کو بتایا کہ میں ملاح کے بغیر بھی بوٹ چلا سکتا ہوں۔

”مگر تمہیں معلوم ہے کہ کہاں جانا ہے؟“ الما نے پوچھا۔

”ایک ہزار ڈالر کو آپس میں تقسیم کر لیں۔“ میں نے کہا، ”منزل پر پہنچنے کے بعد یہ بوٹ بھی انہیں دے دی جائے گی۔“ ملاح آباد ہو گئے۔ بقول ان کے، وہ کیپٹن کی طرح چور بد معاش نہیں بلکہ ایماندار آدمی تھے اور ایمانداروں سے اپنا فرض انجام دینا پسند کرتے تھے۔

میں نے الما سے پوچھا کہ کیا کبھی ایڈی نے اسے بتایا تھا کہ ایکٹو پہنچنے کے بعد کیا کرنا ہے۔ الما نے جواب دیا کہ ایڈی اپنے بڑے کے بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کرتا تھا، اسے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ وہاں کوئی سرخ ڈاگم والا ہمارا گھر ہوگا۔

اسپاک میں نے بوٹ کا انجن بند ہونے کی آواز سنی۔ میں رات نقل لے کر ڈیک پر پہنچا۔ الما میرے پیچھے تھی۔ ملاح پانی میں نگر ڈال رہے تھے۔ انہوں نے گہرائے ہوئے انداز میں ہماری طرف دیکھا۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ اس کھاڑی میں نگر انداز ہوتا بہتر ہے۔ ایکٹو یہاں سے صرف تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس وقت وہاں چھیرے والے چمچیاں پکڑ رہے ہیں۔ ہماری بوٹ ان کے جالوں میں الجھ سکتی ہے۔ وہ لوگ صبح کے چار بجے واپس جاتے ہیں۔ پانچ بجے ہم لوگ روانہ ہوں گے اور گیارہ بجے تک بیلن پہنچ جائیں گے جہاں پھوٹی بوٹیں جیسی کہ ہماری ہے، نگر انداز ہوتی ہیں۔ بڑے جہاز دس کلومیٹر دور دوسری جانب ٹھہرتے ہیں۔ ”تمہیک ہے۔ ان سے کو کہ ہم صبح پانچ بجے روانہ ہوں گے اور بیلن کے بجائے اس طرف جائیں گے جہاں بڑے جہاز نگر انداز ہوتے ہیں۔“ میں نے کہا۔

”نہایت زیادہ بڑی عمر کے ملاح کا نام پیلو تھا۔ الما نے اس سے بات کی، پیلو نے انکار میں سر ہلا دیا اور پھر سسے سے کچھ جواب دیا۔ ”یہ کہہ رہا ہے۔“ الما نے مجھے بتایا ”مگر وہاں جانا خطرناک ہوگا۔ کسم والے اور پولیس والے وہیں ہوتے ہیں۔“

”وہاں پتھیں گے تو دیکھا جائے گا۔“ میں نے جواب دیا۔ الما نے میرا جواب ملاح کو بتا دیا۔

ہم بوٹ کے عقبی ڈیک پر جا کر بیٹھ بیٹھ گئے۔ ”میں ان لوگوں پر اعتبار نہیں کرتا۔“ میں نے کہا۔ ”اگر ہمیں ایکٹو میں کسی سے ملنا ہے تو زیادہ امکان یہ ہے کہ وہ بڑی گودی پر منتظر ہوگا۔“

المال کا خیال تھا کہ وہ جگہ محفوظ نہیں ہوگی۔ میں نے اسے بتایا کہ ایڈی کہا کرتا تھا کہ چھپنے کی بہترین جگہ سب کی نظروں کے سامنے ہوتی ہے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم کوئی غلط کام کر رہے ہوں گے۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ ایڈی نے اس ٹرپ کے لیے الما کو ایک ہزار ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں تمہیں ایک ہزار کے بجائے دس ہزار دوں گا۔ میں ملاح سے

”ایکٹو اور کہاں“ میں نے جواب دیا۔

”بہت خوب! مگر کیا تمہیں وہاں کے ساحلی علاقے کے بارے
میں کچھ معلوم ہے کہ کون سی جگہ ہمارے لیے محفوظ ہوگی اور کون
ناہیں۔“

”تو کیا تمہیں بھی نہیں معلوم؟“

”میں یہاں کبھی آئی نہیں۔ لیما سے کوئی بھی یہاں آتا پسند
نہیں کرتا، سوائے اس کے کہ اسے کسی کاروباری سلسلے میں
آنا پڑے۔“

”ایڈی نے ہوائی جہاز سے واپسی کا بندوبست کر رکھا تھا۔
لہذا نے بتایا۔ ”کوئی نہ کوئی شخص وہاں رابطے کے لیے موجود
ہوگا۔“

”کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟“

”نہیں مگر ایکٹو پہنچنے کے بعد اسے کسی نہ کسی طرح تلاش کر
لیا گئے۔“

”وہ کوئی اچھا شخص نہیں ہے۔“

”مجبوری ہے۔ ہم اس کے علاوہ اور کہاں جاسکتے ہیں۔“

ہم کافی دیر تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ہمیں پانچ بیٹے کا
اظہار تھا۔ اچانک میں نے مچھلیاں پلانے والی ایک بوٹ کو کھاڑی
اُطرف آتے دیکھا۔ اس کی سرچ لائٹ کا رخ ہماری طرف تھا۔
لہذا نے جلدی سے رائل اٹھالی اور الما کو چھپنے کا اشارہ کیا۔ بوٹ
ماتریب آتے ہی میں نے اس کی سرچ لائٹ کا نشانہ لیا اور اسے
بلا دیا۔

”تم کیا کر رہے ہو؟“ کوئی شخص سے چپنا۔ وہ انگریزی زبان
بایات کر رہا تھا۔

”تم کون ہو؟“ میں نے چچ کر پوچھا۔

”ایڈی؟“ سوالیہ لہجے میں پکارا گیا۔

”وہ یہاں نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”کیا تم جڈ اسٹیشنز ہو؟“

”ہاں۔“

”میرا نام ونی کیپٹن ہے۔ ایڈی سے میرا معاہدہ ہوا ہے۔
اُسے اسے میڈلین لے جانا ہے مگر تم لوگوں کو دوسری کھاڑی میں ملنا
ناہیاں کیا کر رہے ہو؟“

”میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“

”ایڈی کہاں ہے؟“ اسے بلاؤ۔“

”ایڈی مرچکا ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ (کس طرح) یہ میں
لے جاتا نہیں چاہتا تھا) ”ہماری بوٹ کے عملے نے ہم پر حملہ کر دیا
نہ۔“

”وہ لوگ اب کہاں ہیں؟“

”وہ سب مارے جاتے ہیں۔“

”کیا وہ لڑکی تمہارے ساتھ ہے؟“

”ہاں، میرے ساتھ ہے۔“

”کیا میں تمہاری بوٹ پر آسکتا ہوں؟“

”ہاں، مگر صرف تب۔“ میں نے رائل کا رخ اس کی جانب
کرتے ہوئے کہا۔

وہ بوٹ پر آیا تو میں نے دیکھا، وہ ایک طویل قامت آدمی
تھا۔ تقریباً فٹ دو انچ کا اس نے خاکی شرٹ اور بلیوین پن رکھی
تھی۔ اس کی آنکھیں نیلی اور بال سرخ تھے۔ اس نے داڑھی بھی
رکھی ہوئی تھی۔

”میں نے کل تمہارے بچے سے بات کی تھی۔“ اس نے کہا،
”وہ جانا چاہتا تھا کہ آیا تمہاری ایڈی کی کوئی خبر ملی ہے۔ پروگرام کے
مطابق تمہیں گزشتہ روز یہاں پہنچنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب تم
نہیں آئے تو میں تمہیں تلاش کرنے نکلا۔“

الما بھی سامنے آگئی۔ اس کے ہاتھ میں ابھی تک ریو اور دبا
ہوا تھا۔

”اب ہمیں کیا کرنا ہے؟“ الما نے پوچھا۔

”ہم تمہاری بوٹ کو دوسری کھاڑی میں لے چلیں گے۔“
ونی نے جواب دیا۔ ”بوٹ سے مال اتار کر تمہیں ایکٹو لے
جائیں گے اور وہاں سے لیما جانے والے ایک طیارے میں
بٹھادیں گے۔ لیما سے تم لوگ نیا یارک جاؤ گے۔“

”ایڈی ایک پروگرام کے تحت کام کر رہا تھا۔“ میں نے
پوچھا۔ ”اس کا کیا بنے گا؟“

”اسے میں سنبھال لوں گا۔“ ونی نے جواب دیا۔ ”تمہارے
بچے نے یہی کہا ہے۔“

”میں چچا سے کب بات کر سکوں گا؟“

”آج شام۔ جب ہم لوگ ہوٹل پہنچ جائیں گے تو وہاں سے
فون کر لیتا۔“

”میرا کیا ہو گا؟“ الما نے پوچھا۔

”تم سڑی گائیڈ کے طور پر جڈ اسٹیشنز کے ساتھ
جاؤ گی۔“ جواب ملا۔

دوسری کھاڑی میں پہنچ کر ونی نے وائی ناکی پر کسی سے بات
کی اور پندرہ منٹ بعد ایک ٹرک دریا کے کنارے آکر رک گیا۔
اس کے پیچھے ایک جیپ تھی جس میں دو آدمی بیٹھے تھے۔ ونی نے
اپنے آدمیوں کو اپنی زبان میں احکامات دیے۔ ایک آدمی ٹرک کی
اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا، اس کے ہاتھ میں مشین گن دلی ہوئی تھی۔ پھر
چار آدمیوں نے مل کر بوٹ سے کواکے پتوں کی گٹھلیاں اتاریں
اور ٹرک پر بار کر دیں۔

ونی نے مجھ سے کہا کہ اپنا سامان لے کر آؤ ہم یہاں سے
دوانہ ہو رہے ہیں۔ میں نے بوٹ کے بارے میں پوچھا۔

”میرے آدمی اسے درمیان جا کر غرق کر دیں گے۔“

کیا۔ ساڑھے پانچ گھنٹے تک سخت پلاسٹک کی سیٹ پر پائلٹ کے پیچھے بیٹھے رہنے کو کم سے کم میں آرام دہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ لیکن DC-3 طیارہ مسافروں کے لیے تھا بھی نہیں۔ پائلٹ کے برابر بیٹھے ہوئے ونسی نے ہماری طرف دیکھا۔

” نصف گھنٹے میں ہم زمین پر ہوں گے۔“ اس نے کہا۔
” خدا کا شکر ہے۔ ورنہ اس سیٹ پر مزید ایک گھنٹا بھی بیٹھنا میرے لیے مشکل ہوتا۔“

” ظاہر ہے، یہ کوئی یونگ طیارہ نہیں ہے۔“ ونسی بولا۔ پھر سنجیدگی سے پوچھا۔ ” کیا تمہارے پاس رقم تیار ہے؟“

میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پرواز کے دوران میں، میں نے ونسی کی نگاہ بھرا کر اپنی کیس سے ساڑھے ہزار ڈالر نکال لیے تھے۔ اپنی کیس میں کچھ خالی لفافے بھی تھے۔ میں نے رقم دو لفافوں میں رکھ دی تھی۔ اب میں نے یہ دونوں لفافے ونسی کو دے دیے۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ رقم چیک کر لے مگر اس نے جواب دیا کہ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم بھی ”خاندان“ کا حصہ ہو۔

” اگر تم نہ ہوتے تو خدا جانے مجھے کتنی دشواری پیش آتی۔“ میں نے کہا۔

” ہم سب کو اپنا اپنا فرض انجام دینا ہوتا ہے۔“ ونسی نے جواب دیا۔ ” اپنے چچا کو بتانا کہ میں تمہارے کس قدر کام آیا ہوں۔“

ہم صحیح سلامت زمین پر اتر گئے۔ ونسی نے طیارے کا دروازہ کھولا۔ میں اور الما باہر آئے۔ ونسی نے طیارے کے پائلٹ سے ہمارا سامان اتارنے کے لیے کہا۔ پھر ایک آدمی سے جو ہمارے قریب ہی کھڑا تھا، ”جینی زبان“ میں کچھ کہا اور وہ آدمی دن دے کے آخر میں بنی ہوئی ایک چھوٹی سی عمارت کی طرف دوڑ گیا۔ ونسی نے بتایا کہ وہ کار لینے گیا ہے۔

پانچ منٹ بعد کار آگئی۔ پائلٹ نے اس کی ڈکی میں ہمارا سامان رکھ دیا۔ ونسی نے مجھ سے کہا کہ اس کی طرف سے ایڈی کی موت پر اٹکل سے عزیمت کر دوں۔ میں نے وعدہ کیا۔ ونسی نے الما کی طرف دیکھا۔

” تم اچھی لڑکی ہو۔“ وہ بولا۔ ” ذرا اس نوجوان کا خیال رکھنا۔“

” شکریہ۔“ الما نے جواب دیا۔ ” ضرور رکھوں گی۔“
ونسی سے رخصت ہو کر ہم کار میں روانہ ہوئے۔ ذرا سیر کرنے اس کا رخ ہائی وے کی جانب کر دیا۔ آٹھ بجے جبکہ کافی اندھیرا ہو چکا تھا، ذرا سیر کرنے کا رستہ ہمارا سامان اتار کر اہل کران پولیور ہوٹل کے سامنے رکھا۔ الما نے میرے کان میں سرگوشی کی کہ میں ذرا سیر کر کچھ ٹپ دے دوں۔ میں نے اسے سو ڈالر کا نوٹ دے دیا۔ ذرا سیر کرنے کے بعد شکر اکر شکرے ادا کیا اور چلا گیا۔

” ہم یہاں نہیں ٹھہریں گے۔“ الما بولی۔ ” ہوٹل کی لابی میں

ونسی نے جواب دیا۔ ” میں یہ خطہ مول نہیں لے سکتا کہ ایک نوٹیں کوئی اسے دیکھ لے۔ میرا اندازہ ہے کہ کیپٹن نے کسٹم والوں کو مطلع کر دیا تھا۔ اگر کاٹھیں کسٹم والوں کے قبضے میں آجائیں تو کیپٹن کو انعام ملے۔“

” کیا ہمارا ایک نوٹیں جانا خطرناک نہیں ہوگا؟“
” میں تمہیں ایک نوٹ پر پورٹ نہیں لے جا رہا ہوں۔“ ونسی نے بتایا۔ ” یہاں سے قریب ہی ایک دن وے پر طیارہ تیار کھڑا ہے۔ ہم لوگ بہت منظم ہیں اور طویل طویل مدت سے یہاں کام کر رہے ہیں۔“

الما جیس بیک کرنے چلی گئی۔ ونسی نے اسے جاتے دیکھا اور پھر مجھ سے کہا۔ ” ایڈی نے کہا تھا کہ جب ہماری ملاقات ہوگی تو وہ کرایہ ادا کر دے گا۔“

” مجھے معلوم ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ” پہلے میڈلن اور پھر پاناما بچانے کے لیے تمہیں چالیس ہزار ڈالر دیے جائیں گے۔“

” مگر اب ساڑھے ہزار دیتا ہوں گے۔“

” بالائی بننے کی کوشش کر رہے ہو؟“

” نہیں، مجھے تمہیں تلاش کرنا ہے۔ میں اس کے لیے کوئی اضافی رقم حارج نہیں کر رہا ہوں۔“ ونسی نے جواب دیا۔ ” لیکن تمہیں یہاں سے لیما لے جانے کے لیے سفری اخراجات اب نہیں ہزار بڑھ گئے ہیں۔“

” انکل رو کو شاید اسے پسند نہیں کریں گے۔“

” انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر میں تمہیں یہاں سے بہ حفاظت باہر نکال کر لے جاؤں تو وہ مجھے بونس دیں گے۔ میں تو صرف اپنے اضافی اخراجات ہی مانگ رہا ہوں۔“

” تم اپنا مقصد حاصل کرنا خوب جانتے ہو۔“ میں مسکرایا۔

” میرا کزن بھی ایسا ہی تھا۔“

” پھر کیا مجھے ساڑھے ہزار ڈالر مل جائیں گے؟“

” کیا میرے پاس کوئی اور چارہ ہے؟“ میں نے جواب دیا۔

” تمہارے چچا نے تم سے گھر آنے کے لیے کہا ہے۔“ وہ بولا۔

” پاناما سے یہاں تک ہوائی جہاز کا کرایہ کون دے گا؟“ میں نے پوچھا۔

” اگر تمہارے پاس رقم ہے تو میں اس کا انتظام بھی کر دوں گا۔“ ونسی نے جواب دیا۔

” تمہیں مزید بیس ہزار ڈالر دینے کے بعد میرے پاس اتنی رقم نہیں بچے گی۔“ میں نے کہا۔ ” میں انکل سے بات کروں گا۔ وہ خود ہی کوئی انتظام کر دیں گے۔“

” مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“ ونسی بولا۔ ” جب طیارے

میں بیٹھ جاؤ تو مجھے رقم ادا کر دینا۔“

چھ بج کر چند منٹ ہوئے تھے کہ طیارے نے لیما پر اترنا شروع

عموماً پولیس آتی جاتی رہتی ہے۔ اگر اس وقت بھی ہوئی تو ہمارے لباس کو دیکھ کر مٹھوک ہو سکتی ہے۔“

وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ ہم اس وقت وہی میلہ کچلا لباس پہنے ہوئے تھے جو بوت پر ہمارے بدن پر تھا۔

”پھر ہم کہاں جائیں گے؟“ میں نے پوچھا۔

”میرے اپارٹمنٹ۔“ الما نے جواب دیا۔ ”جو یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ پارک وڈیونیورساکے قریب ایک نئی بلڈنگ میں میرے پاس ایک کافی بڑا اپارٹمنٹ ہے۔“ اس نے ہوسل کے دروازے کے قریب کھڑی ٹیکسیوں میں سے ایک کو اشارہ کیا۔

میں منٹ بعد ہم اس کے اپارٹمنٹ کی راہداری میں لفٹ سے اتر رہے تھے۔ الما نے گھنی کاٹن دیا۔

”کیا تم یہاں کسی کے ساتھ رہتی ہو؟“ میں نے پوچھا۔

”ہاں! اپنی ماں کے ساتھ۔“ الما نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

”کیا وہ خفا نہیں ہوں گی کہ تم ایک نوجوان کو ساتھ لائی ہو؟“ میں نے پوچھا۔

”میری ماں بہت آزاد خیال عورت ہے۔“ الما نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ پھر مجھے اچھے ہوئے دیکھ کر بولی۔ ”وہ میری حقیقی ماں نہیں ہے، میری ملازمہ ہے مگر اتنے طویل عرصے سے میرے ساتھ رہ رہی ہے کہ میں نے اسے ماں کہنا شروع کر دیا ہے۔“

دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام عورت نمودار ہوئی وہ الما کو دیکھ کر مسکرائی۔ الما اس سے ٹکلی لے۔ دونوں میں اپنی زبان میں کچھ گفتگو ہوئی تب تانے قد کی ادیبز عمر عورت نے مسکراتے ہوئے مجھے خوش آمدید کہا اور ہاتھ ملایا۔ میں سامان اٹھانے لگا تو عورت نے مجھے منع کر دیا۔ الما نے کہا۔ ”سامان یہ لے آئے گی۔ آؤ میں تمہیں اپنا اپارٹمنٹ دکھا دوں۔“

اپارٹمنٹ کافی بڑا تھا۔ ہوائی کمرے میں ہر طرف دیواروں پر الما کے فوٹو لگے ہوئے تھے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے الما نے بتایا کہ وہ ایک مائل گرل کی حیثیت سے اپنی روزی کاتی ہے۔

”مجھے معلوم نہیں تھا۔“ میں نے کہا۔

”شاید تم سمجھ رہے تھے کہ میں ایک آبرو باختہ لڑکی ہوں۔“

”نہیں، میرا خیال تھا کہ تم پارتی گرل ہو!“

”وہ بھی ہوں۔“ الما نے قہقہہ لگایا۔ وہ ایک دروازہ کھول کر مجھے بالکنی میں لے آئی۔ ہم بلڈنگ کی ساتویں منزل پر تھے۔ بالکنی کے سامنے ایک خوبصورت پارک تھا۔ ”کیا تمہیں تعجب ہے کہ میرے پاس ایسا قیمتی اپارٹمنٹ کس طرح آیا؟“

”یہ جانتا میرا کام نہیں ہے۔“

”مگر میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں۔“ الما نے کہا۔ ”میں تمہیں پسند کرتی ہوں اور نہیں چاہتی کہ تمہیں میرے بارے میں کوئی غلط فہمی ہو۔“

میں خاموش رہا۔

”جب میں سترہ سال کی تھی۔“ الما نے بتایا۔ ”تو مجھے ایک دلکش انسان سے محبت ہو گئی۔ وہ مجھ سے عمر میں بہت بڑا تھا اور شادی شدہ بھی تھا۔ میں تقریباً آٹھ سال تک اس کے ساتھ رہی۔ اس نے مجھے اسکول اور کالج بھیج کر تعلیم دلائی اور میرا کیریئر بنانے میں مدد کی۔ گزشتہ سال اس کا انتقال ہو گیا۔ اپنی وصیت میں وہ مجھے اس اپارٹمنٹ اور کچھ رقم کا وارث بنا گیا۔ اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے میں اس کے لیے نہ صرف شکر گزار تھی بلکہ اس سے محبت بھی کرتی تھی۔ صرف پچھلے چھ ماہ سے میں نے دوبارہ باہر جانا شروع کیا ہے۔ پھر تمہارے کزن نے اس ٹرپ پر اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ میں نے سوچا یہ ایک اچھی تبدیلی ہوگی، میں اپنا ماضی بھول جانا چاہتی تھی۔“

”اور کیا تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئیں؟“ میں نے اس کی طرف دیکھا۔

”گزشتہ تین چار دن جیسے گزرے ہیں، ان کے بعد میرا خیال ہے کہ شاید میں کامیاب ہو جاؤں گی۔“

وہ مجھے دوبارہ اپارٹمنٹ میں لے گئی۔

”آؤ میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔“ اس نے کہا۔ ”بالا تہم غسل بھی کرنا چاہو گے۔“

”تمہارے یہاں فون بھی ہے؟“ میں نے پوچھا۔ ”مجھے اپنے انکل کو فون کرنا ہے۔“

”کلی فون میرے کمرے میں ہے۔“ الما نے جواب دیا۔ ”تم مجھے نمبر بتاؤ۔ میں رابطہ کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔“

اس کے بستر پر بیٹھے ہوئے میں نے انکل کا نمبر بتایا۔ الما نے ریسیور اٹھا کر آئریئر کو نمبر ڈال کر فون کرنے کے لیے کہا۔ کچھ دیر تک ریسیور تھا۔ یہ بھی ریسیور پر مجھے بتایا۔

”آئریئر کہہ رہا ہے کہ امریکا کے لیے لائسنس بالکل جام ہیں وہ چند گھنٹے بعد کو شش کرے گا۔“

”یہ تو بڑی مشکل ہوگی۔“ میں نے کہا۔

”ایسا یہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔“ الما نے جواب دیا۔ ”زوراً میرے کام لو۔ درمیانہ طور پر تبدیلی کرو۔ پھر ہم کھانا کھائیں گے، تب تک امید ہے کہ نمبر بھی مل جائے گا۔“

میں اس کے پیچھے ہاتھ روم کی طرف چلا۔ اس نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

”یہ تمہارا بیڈ روم ہے۔ ہاتھ روم ہم دونوں کا مشترک ہے۔“

غسل خانے میں داخل ہو کر الما نے ایک چھوٹی سی کپڑی کی الماری دکھائی اور بتایا کہ شیو کرنے کی تمام چیزیں اس میں موجود ہیں۔ کپڑے لینے میں بیڈ روم میں آیا تو دیکھا کہ بگ کھلا رہا ہے اور تمام کپڑے غائب ہیں۔ میں نے الما کی طرف دیکھا تو وہ میرا مطلب سمجھ کر مسکرائی اور بتایا کہ ماما سیٹا (وہ ملازمہ تھے وہ ماں کہتی تھی) کپڑے اسٹری کرنے لے گئی ہے اور جب تک میں نما کر نکلوں

”تم نے خفی پھلیوں سے میری جان بچائی تھی اس کے علاوہ ہم دوست اور ایک دوسرے کے چاہنے والے ہیں۔“
 ”ہاں دوست اور چاہنے والے۔“ میں نے اسے پیار کرتے ہوئے جواب دیا۔

دس منٹ گزرنے کے بعد کیپٹن نہیں آیا۔ الما کا خیال تھا کہ کیپٹن بہت محتاط آدمی ہے اور جانتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے مگر میں غور سے ہوا جا رہا تھا۔ میں نے بیوی دروازے میں بیٹے ہوئے سوراخ سے جھانکا۔ میں راہداری میں لفٹ کے دروازے تک دیکھ سکتا تھا۔ اس وقت وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں نے الما سے پوچھا کہ کیا وہ کیرج میں کیپٹن سے رابطہ کر سکتی ہے۔ الما نے نفی میں جواب دیا۔ فون صرف کیرج سے ہی کیا جاسکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہاؤس فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الما نے ریسور اٹھایا۔ کسی مرد کی آواز ابھری۔ الما نے کچھ بات کی۔ مرد نے جواب دیا۔ الما نے میری طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے کے تاثرات تھے۔ پھر اس نے کچھ جواب دیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔

”میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔“ وہ بولی۔ ”کیپٹن نے مجھے الما کا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ آج تک اس نے مجھے نام سے نہیں پکارا تھا۔“

”مگر یہ بہر حال تمہارا نام ہے۔“ میں بولا۔
 ”تم سمجھ نہیں رہے ہو۔ کیپٹن بہت رکھ رکھاؤ والا آدمی ہے۔ میرا بلا نام لے کر بات کرنا اس کے معروف طریقے کے خلاف ہے۔“

”اچھا، وہ کہہ کیا رہا تھا؟“ میں نے پوچھا۔
 ”پہلے اس نے پوچھا کہ کیا ہم نے اپنے بیک بیک کر لیے ہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تمہارا اپنی کیس تمہارے پاس ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ تب اس نے کہا کہ وہ لفٹ سے اوپر آ رہا ہے۔“
 الما نے سر جھکا۔ ”وہ بہت حلقہ معلوم ہو رہا تھا۔“

”میرا خیال ہے، وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”دو دن وہ میرے اپنی کیس کے بارے میں نہ پوچھتا۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ میرے پاس کوئی ایجنسی کیس بھی ہے۔ تم نے تو نہیں بتایا تھا؟“

میں دوبارہ دروازے کے سوراخ سے جھانک رہا تھا۔
 ”بیچارہ کی باتیں مت کرو۔ میں احمق نہیں ہوں۔“ الما نے غصے سے جواب دیا۔

”میں جلد سے جلد یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ تلاش کرنا چاہیے۔“ میں نے کہا۔

”صرف یہی ایک راستہ ہے۔“ الما نے جواب دیا۔ ”بکن کے دروازے سے ہم بس زینے تک جاسکتے ہیں۔“

میں سوراخ سے جھانک رہا تھا۔ میں نے لفٹ کا دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا اور الما کو قریب بلایا۔ ”ذرا دیکھو تو“ یہی تمہارا دوست

”میرے پاس امریکا کا ملٹی پل انٹری ویزا ہے۔“ الما نے بتایا۔
 ”اور میں وہاں تعلیم حاصل کرتی رہی ہوں۔“ میں خاموش رہا۔
 ”مزید یہ کہ میں نے پیرس میں بھی ایک سال تک پڑھا ہے۔“ الما کہہ رہی تھی۔

”کیا تم وہاں بھی جاؤ گی؟“ میں نے پوچھا۔
 ”ممکن ہے۔“ الما نے جواب دیا۔ ”مگر میں تمہارے لیے دیر سر نہیں بنوں گی۔ جنرل، ہوٹل جبری میں بھی میرے لیے ایک اپارٹمنٹ چھوڑ دیا ہے۔“
 ”تب تو ممکن ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ گھمرا سکو۔“ میں نے ہنسنے ہوئے کہا۔ ”نیو یارک میں میرے پاس کوئی اپارٹمنٹ نہیں ہے۔“

”تم جب تک جاؤ، میرے ساتھ قیام کر سکتے ہو۔“
 بلاؤنگ کے ہاؤس فون کی گھنٹی بجی۔ الما نے ریسور اٹھایا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کسی مرد کی جوش میں بھری آواز سنائی دی۔ الما نے اپنی زبان میں اس سے کچھ بات کی اور ریسور رکھ دیا۔

”پولیس کیپٹن نیچے کیرج میں موجود ہے۔“ اس نے مجھ سے کہا۔ ”اس کے ساتھ دو سراخ رساں بھی ہیں۔ کیپٹن کا کہنا ہے کہ ایک سراخ رساں نے اسے بتایا ہے کہ کیرج کے دروازے کے باہر تین مشتبہ افراد ایک کار میں بیٹھے ہیں۔ ان کی کار پر کولمبیا کی رجسٹریشن پلیٹ لگی ہے۔ کیپٹن نے کہا ہے کہ ہم سوائے اس کے کسی اور کے لیے دروازہ نہ کھولیں۔“

”کیا اپارٹمنٹ کا کوئی اور دروازہ بھی ہے؟“ میں نے ریا اور نکالتے ہوئے پوچھا۔

”بکن میں ملازموں کے باہر آنے جانے کے لیے ایک دروازہ ہے۔“

”بہتر ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ہماری میز لگا دو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی پیچھے سے آجائے۔“

المالے اما سینا کو آواز دی۔ میں ان دونوں کے ساتھ بکن میں گیا اور کلرکی کی ایک ہماری میز دروازے کے ساتھ لگے میں ان کی مدد کی۔ پھر ہم رہائشی کمرے میں واپس آ گئے۔ الما نے یوڑھی ملازمہ سے کوئی بات کی۔ ملازمہ رونے لگی۔ پھر وہ دونوں گلے ملیں۔ ایک دوسرے کو پیار کیا اور ملازمہ کمرے سے چلی گئی۔

”میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ وہ اپنے کمرے میں جا کر اندر سے دروازہ بند کر لے۔“ الما نے کہا۔ ”اور یہ کہ پولیس یہاں آنے والی ہے۔ وہ سب کچھ نبھال لے گی۔“

”بہتر ہو گا کہ تم بھی اس کے ساتھ چلی جاؤ۔“ میں نے کہا۔
 ”نہیں۔ میرا تمہارے ساتھ ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے۔ تم کیپٹن کی آواز نہیں پہچان سکو گے۔“

”تم یہ سب کچھ میرے لیے کیوں کر رہی ہو؟“ میں نے پوچھا۔

”کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“ میں نے کیپٹن سے

پوچھا۔

”نہیں۔“ کیپٹن نے انگریزی میں جواب دیا۔ ”سوائے اس کے کہ یہ کو لمبیا کا رہنے والا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ صرف تین افراد ہیں۔ ہم انہیں کار میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے مگر یہ آدمی کیبل میں چھپا کھڑا تھا۔ میں کار سے اترا تو اس نے مجھ پر قابو پایا۔“

”تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”سڑک پر باقی آدمیوں کی عمرانی کر رہے ہیں۔“ کیپٹن نے جواب دیا اور اپنی زبان میں الما سے کچھ کہا۔ الما نے انگریزی میں جواب دیا۔

”مجھے نہیں معلوم کہ یہ لوگ کیوں ہمارے پیچھے پڑے ہیں۔“ وہ بولی۔ ”شاید تمہاری طرح ان لوگوں سے بھی کسی نے اس دوسرے آدمی کے بارے میں تجویز کی ہو۔“

میں نے تعریفی نظروں سے الما کی طرف دیکھا۔ اس نے ایڈی کا نام لینے کے بجائے اسے دوسرا آدمی کہا تھا۔

”کیا تم بھی اس آدمی ایڈی ڈی اشیخانو سے ملی تھیں؟“ کیپٹن نے الما سے پوچھا۔

”ممکن ہے، کسی پارٹی میں اس سے ملاقات ہوئی ہو۔ میں سب سے لوگوں سے ملتی رہتی ہوں۔“

الماتہ سرگزشت کی بی بی چو کا دسواں سال سرگزشت

کشتہ سیاست تحریر: غلام قادر

لندن میں ریکارڈ کی گئی ایک سیاست دان
کی آپ بیتی حالات اسے عجب طور پر کوچہ
سیاست میں لے گئے

سیاست کے دن، سیاست کی راتیں
اہل سیاست کی نت نئی کراماتیں
رہنماؤں کی باتیں، رہزنوں کی گھاتیں
سیاسی داؤ چھ، اہم رازوں کی خباب کشائی
اختہات کے دوران ہونے والی معرکہ آرائی

سرگزشت کا تازہ شمار خریدنا نہ بھولے

پولیس کیپٹن ہے؟“

”ہاں، یہ وہی ہے۔“ الما نے جھانکتے ہوئے بتایا۔ ”مگر اس کے پیچھے کوئی اور آدمی بھی ہے۔“

میں نے پھر جھانکا۔ کیپٹن طویل قامت نہیں تھا۔ وہ پولیس کی یونیفارم پہنے ہوئے تھا۔ کمر سے بندھا ہوا ریو الوور کا ہولسٹر کھلا تھا اور اس میں ریو الوور نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ بھی ریو الوور سے خالی تھے۔ پیچھے آنے والا آدمی اس سے لمبا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس کا ہاتھ کیپٹن کو پشت سے دھکا دے رہا ہے۔ کیپٹن نے دروازے کے پاس آکر الما کو بلایا۔

”اب ہم کیا کریں؟“ الما نے سرگوشی کی۔

میں نے ریو الوور کا سینٹی کیچ ہٹایا اور دروازے کے پٹ کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے سربلا کر الما کو اشارہ کیا۔ اس نے ہینڈل سمھایا اور جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ دروازہ کھلا اور کیپٹن اندر آیا۔ جیسے کسی نے اسے دھکا دیا ہو۔ وہ الما سے ٹکرایا۔ دوسرا آدمی ابھی تک باہر تھا۔ میں اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

”وہ امریکا کا؟“ آدمی نے تیزی سے کہا۔

الماسا خوش رہی۔ البتہ اس نے اپنے پیچھے بیڈروم کی طرف اشارہ کیا۔ آدمی نے گرج کر اپنی زبان میں کچھ کہا۔ الما نے نفی میں سرھلایا۔ آدمی نے پھر چلا کر کچھ کہا اور اپارٹمنٹ میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اب میری باری تھی۔ میں نے اپنے ہماری ریو الوور کا دستہ اس کے ریو الوور والے ہاتھ پر مارا۔ اس کا ریو الوور فرش پر گر گیا۔ اس نے گھوم کر میرا بازو پکڑنے کی کوشش کی۔ میں نے آری میں کچھ تکیوں سے کھینچیں چنانچہ جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا اور پوری طاقت سے ایک لٹ اس کے نازک اعضا پر ماری۔ وہ ایک چیخ مار کر دمہرا ہو گیا۔ میں نے پھرتی سے ریو الوور کا دستہ اس کی کپٹی پر مارا۔ وہ فرش پر دراز ہو گیا مگر مضبوط آدمی تھا، بے ہوش نہیں ہوا۔ مجھے گھورتے ہوئے اس نے فرش پر گرا ہوا ریو الوور اٹھانے کی کوشش کی مگر اب کیپٹن حرکت میں آچکا تھا۔ اس نے ٹھوکر مار کر ریو الوور دور کر دیا پھر میری طرف دیکھا۔

”یہ میرا ریو الوور ہے۔“ وہ بولا۔

”خوشی کی بات ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ کیپٹن نے پھرتی سے اس آدمی کے ہاتھ پشت کی جانب کرتے ہوئے پھٹکڑی پہنادی پھر اپنا ریو الوور اٹھا کر اس کے منہ پر مارا۔ اس آدمی کے منہ اور ناک سے خون نکلنے لگا۔ کیپٹن اسے دوبارہ مارنے کے ارادے سے آگے بڑھا ہی تھا کہ الما نے شکایت کی کہ خون کے دھبے اس کا قالین خراب کر دیں گے۔ کیپٹن مسکرایا۔ چھوٹے قد کا ہوتے ہوئے بھی وہ طاقتور آدمی تھا۔ وہ اس آدمی کو سمیٹ کر بالکنی میں لے گیا اور جب اس کے منہ پر دوبارہ ریو الوور کا دستہ مارا اور جب رخصت سے کچھ کہا۔ آدمی نے نفی میں سرھلایا۔

”اور ان صاحب سے تمہاری ملاقات کس طرح ہوئی؟“
 کیپٹن نے میری طرف اشارہ کیا۔
 ”مریکا سے میری ایک کالج کی سہیلی نے فون کیا تھا کہ یہ صاحب مجھ سے ملنے آئیں گے۔“ الما نے جواب دیا۔
 ”مگر تم ان کے ساتھ تقریباً دو ہفتے تک غائب رہیں۔“ کیپٹن نے پوچھا۔ ”کہاں گئی تھیں؟“
 ”بہتات میں اپنی رہائش گاہ پر۔“

”بہتات میں ان کے ساتھ امریکا جاری ہو۔ بہت جلدی رومان ہو گیا؟“

”محبت بڑی پراسرار چیز ہے۔ کبھی بالکل اچانک ہو جاتی ہے۔“ الما نے سادگی سے جواب دیا۔ کیپٹن میری طرف گھوما۔
 ”تم آتھیں اسلئے کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔

”میں وہ مقام کی جنگ میں لڑ چکا ہوں۔“ میں نے جواب دیا۔
 ”یہ ریوالور تمہارے پاس کہاں سے آیا؟“
 ”میں نے دیا تھا۔“ الما جلدی سے بولی۔ ”یہ کبھی جنرل کا ریوالور ہوا کرتا تھا۔“

کیپٹن ایک بار پھر اس کو لمبیا والے کی طرف متوجہ ہو گیا اور اس سے کچھ پوچھا۔ ”مگر وہ کچھ بتانے پر تیار نہیں تھا۔ کیپٹن نے اسے اٹھا کر ہاتھ کی جھنگ کے سارے کھڑا کر دیا اور اس کی کیپٹی سے لگاتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے جھکڑی کھول کے کوئی بات کہی۔ اس شخص نے پھر نفی میں سر ہلایا۔ کیپٹن نے ریوالور اس کے سر پر مارا۔ وہ بے ہوش ہو کر جھنگ پر جمول گیا۔ کیپٹن نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر جھنگ کے اوپر سے اچھال دیا۔ نیچے چھٹا کر دیکھا اور پھر منہ بتاتے ہوئے بولا۔ ”مثلاً آئی، سیدھا جا کر ایک کاری کی چھت پر گر رہا ہے۔ ساری چھت خراب کر دی۔“ پھر میری طرف گھوما۔ ”وہ ہم سب کو مار سکتا تھا۔“
 ”ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”میں مزید کچھ آئی بلاتا ہوں اور جب تک وہ آئیں، بہتر ہوگا کہ میں تمہارے کانڈات چپک کر لوں۔“ کیپٹن نے کہا اور ہم سب کمرے میں آ گئے۔

ہم بڑی شان سے ایئرپورٹ جا رہے تھے۔ دو پولیس کاریں آگے اور پیچھے تھیں۔ درمیان میں کیپٹن کی کاریں ہم لوگ اور سب سے آگے سازن بجاتی ہوئی دو موٹر سائیکلیں۔ وہ افسردہ ہمارے خیر و خیریت معلوم کرنے آئے تھے، بھاگ چکے تھے اور پولیس انہیں پکڑنے میں ناکام رہی تھی۔ روانگی کے طے شدہ وقت کے مطابق کافی دیر ہو چکی تھی۔ کیپٹن نے بتایا کہ برائف اڑلان کا طیارہ دو بجے جا چکا ہوگا اور اگلی پرواز کل صبح سے پہلے نہیں ملے گی مگر یہ کہ ٹکڑی کوئی بات نہیں۔ اڑیرو کی ایک فلائٹ جا رہی ہے۔

نیواارک کے لیے روانہ ہوتی ہے۔ وہ اس سے ہماری روانگی کا انتظام کر دے گا۔ میرے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا۔ مجبوراً میں نے اپنا پاسپورٹ اور دو ہفتے دو ہزار ڈالر کے کیپٹن کو دیے کہ میرا اور الما کا ٹکٹ خرید لے۔ (جب ہم ایئر ٹنٹ سے چل رہے تھے تو الما نے مجھے بتایا تھا کہ کیپٹن کا نام گونزٹلا ہے) ظاہر تھا کہ برائف اڑلان کے لیے خریدے گئے ٹکٹ ایئر ویش کار آمد نہیں ہو سکتے تھے۔

اس وقت تین بجے تھے۔ کیپٹن گونزٹلا نے مجھے اور الما کو ایئرپورٹ کے وی آئی ٹی لاونج میں ایک ڈی ٹیکٹو کے ساتھ چھوڑا اور خود ٹکٹ کا بندوبست کرنے چلا گیا۔ دورانِ گفتگو الما نے بتایا کہ فی الحال اس کا واپس کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ وہ نیواارک سے پیرس چلی جائے گی میں اسے لاونج میں بیٹھا چھوڑ کر ٹکٹ چلا گیا۔ فارغ ہو رہا تھا کہ سامنے لگے ہوئے آئینے میں میں نے ونسی کا عکس دیکھا۔ میں جلدی سے گھوما۔ وہ ٹکٹ کے دروازے سے لگا کھڑا تھا۔

”تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“ میں نے پوچھا۔ ”میرا خیال تھا کہ تم واپس جا چکے ہو گے۔“

”مجھے ٹھہرا پڑا۔“ ونسی نے جواب دیا۔ ”کیا تم نے اپنے بچا سے بات کر لی؟“

”ہاں۔“ میں نے کہا۔
 ”تم نے اسے یہ بھی بتایا کہ میں نے تمہارے لیے کیا کچھ کیا ہے؟“

”بتایا تھا۔ وہ مَن کر بہت خوش ہوئے۔“
 ”بہت خوب!“ ونسی بولا۔ ”پھر ایک ریوالور نکال کر اس میں سائٹرسٹ کرتے ہوئے بولا۔ ”تب پھر اگر بعد میں یہ معلوم ہو کہ تمہارے اور ایڈی کے ساتھ دھوکا کیا گیا تھا اور کانٹوں میں کوکا کے پتوں کے بجائے تباکو کے پتے بھرے ہوئے تھے تو تم تردید نہیں کر سکو گے۔“

”کیا تم باگل ہو گئے ہو!“ میں نے کہا۔
 ”میں کلین ڈالر کے لیے کون باگل نہیں ہوگا۔“ ونسی نے میری طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

میں نے آئینے میں ٹکٹ کا دروازہ ایک بار پھر کھلے دیکھا۔ ساتھ ہی ایک دوسرے سائٹرسٹ کے ریوالور سے فائر ہوا۔ میں جلدی سے ونسی کے سامنے سے ہٹ گیا۔ وہ منہ کے بل گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر آ رہا۔ اس کے سر اور پیچھے کے چیتھڑے اڑ کر چاروں طرف پھیل گئے۔ کیپٹن گونزٹلا ہاتھ میں ریوالور لیے کھڑا تھا۔

”مثلاً یہ بھی کو لمبیا کا رہنے والا تھا۔“ وہ بولا۔ میں خاموش کھڑا تھا۔ وہ قدرے سکریا۔ ”تم بہت خوش قسمت آدمی ہو۔ اب جلدی سے جا کر طیارے میں بیٹھو۔“ میں نے گندگی صاف کرانے کا

کوئی انتظام کرتا ہوں۔“

ہم ٹواٹلٹ روم سے باہر آئے گونزٹا نے ایک پولیس من و دروازے کے باہر کھڑا کر دیا تاکہ وہ کسی کو اندر نہ جانے۔ میں نے کیپٹن کی طرف دیکھا۔

”اس سے پہلے کہ ہم ایئر پورٹ پولیس کو مطلع کریں۔“ کیپٹن گونزٹا نے کہا ”میں چاہتا ہوں کہ تم اور الما جا کر طیارے میں بیٹھ جاؤ۔ ایئر پولیس آئے گی تو وہ امیگریشن والوں کو ٹھیک لائے گی اور پھر تم خلیطے کی کارروائی میں الجھ کر دو تین دن سے پہلے روانہ نہیں ہو سکو گے جبکہ میرا خیال ہے کہ تم گھرواپسی کے لیے بے چین ہو گے۔“

”شکریہ۔“ میں نے جواب دیا۔

”اس کی ضرورت نہیں۔ بہر حال تم نے اپارٹمنٹ میں میری زندگی بچائی تھی۔“

”اور تم نے میری۔“

”بے گناہ لوگوں کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔“

”میں پھر بھی تمہارا شہریہ ادا کرتا ہوں۔“ میں نے کہا۔

ہم لاؤنج کی طرف چلے جہاں الما ہماری کھڑکی تھی۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کولمبیا والے ہمارے تعاقب میں کیوں آئے۔“ کیپٹن بولا۔

”شاید انہیں بھی کسی نے وہی اطلاع دی ہوگی جو تمہارے ڈیپارٹمنٹ کو ملی تھی۔“ میں نے کہا۔ ”مگر مشکل یہ ہے کہ میں وہ آوی نہیں ہوں جسے وہ تلاش کر رہے ہیں۔“

”تم ٹواٹلٹ والے آوی کو نہیں پہچانتے؟“

”نہیں۔“

”مگر وہ تمہیں قتل کرنے والا تھا۔“

”مجھے اس کی وجہ نہیں معلوم۔ بہر حال وہ تمہاری موجودگی کے باعث کامیاب نہیں ہو سکا۔“

”میرے دو آوی تمہارے ساتھ ہوائی جہاز تک جا نہیں گئے۔“ کیپٹن نے کہا ”میں نہیں چاہتا کہ تمہیں یا الما کو کوئی حادثہ پیش آئے۔ کیا تم دوبارہ لیا آنے کا ارادہ رکھتے ہو؟“

”بالکل نہیں۔“ میں ہنسنے لگا۔ ”ایک ہی مرتبہ خاصی سستی فیزی سے واسطہ پڑ چکا ہے۔“

”مناسب بھی یہی ہے۔“ کیپٹن نے سر ہلایا۔ ”اور ہاں ٹواٹلٹ میں جو کچھ پیش آیا وہ الما کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی کافی پریشان ہو چکی ہے۔“

ہمیں دوسرے مسافروں سے پہلے طیارے میں پہنچا دیا گیا۔ طیارے کی میزبان نے جس طرح الما کا استقبال کیا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے واقف ہیں۔ میزبان ہمیں ہماری سیٹوں تک لے گئی جو کہ فرسٹ کلاس کی آخری قطار میں

تھیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ فرسٹ کلاس میں ہمارے علاوہ صرف دو مسافر اور ہیں۔ کیپٹن گونزٹا نے ہمارے بیگ۔ کے اور ایک پر رکھ دیے۔ میزبان نے الما سے شیپین لاپ۔ کے اور شیپین پوجھا۔ الما چاہتی تھی کہ کیپٹن بھی ہمارا ساتھ دے مگر شیپین نے کہا کہ ابھی وہ ڈیوٹی پر ہے۔

”اور میرے خیال سے اب تو کوئی خطرو نہیں ہے۔“ الما نے کہا۔

”جب تک تم یہاں سے بہ حفاظت روانہ نہ ہو جاؤ مجھے اطمینان نہیں ہوگا۔“ کیپٹن نے جواب دیا۔ ”مسافر جہاز پر آئے گئے ہیں میں انہیں چیک کر کے ابھی واپس آتا ہوں۔“

میزبان شیپین لے آئی اور پھر ہمارے گلاس بھرنے کے بعد دوسرے مسافروں کو خوش آمدید کہنے چلی گئی۔

”ہماری بڑی خاطر داری کی جاری ہے۔“ میں نے کہا۔ ”گونزٹا جس طرح ہماری حفاظت کر رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں وہ ہم سے زیادہ جانتا ہے۔“

”وہ پولیس مین ہے۔“ الما بولی۔ ”اور پولیس والے اپنی اہمیت جتانے کے شائق ہوتے ہیں۔“

”بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔“ مجھے یاد آ رہا تھا کہ ٹواٹلٹ میں گونزٹا کتنی تیزی سے میری جان بچانے پہنچ گیا تھا۔ ”بہر حال میں کوئی شکایت نہیں کر رہا۔ وہ نہ تو پتا نہیں ہم پر کیا گزرتی۔“

”جو ہوتا تھا“ ہو چکا۔ اب ہم جلد ہی نیویارک پہنچ جائیں گے۔“

”لغت ہو“ میں بالکل ہی بھول گیا۔ مجھے انکل کو فون کرنا تھا۔ ”میں نے چونکتے ہوئے کہا۔

”دس گھنٹے بعد ہم نیویارک میں ہوں گے“ وہاں سے کر دیتا۔“

کچھ دیر کے بعد کیپٹن گونزٹا واپس آیا تو اس نے بتایا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ تمام مسافر جہاز پر آچکے ہیں اور ان کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے۔ صرف چالیس مسافر ہیں۔ ”چھانڈ لک مسٹر اسٹوونز۔“ کیپٹن نے مجھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ ”تم سے ملنا میرے لیے عزت افزائی کا سبب بنتا ہے۔“

”عزت افزائی تو میری ہوئی ہے کیپٹن۔“ میں نے جواب دیا۔ ”تم نے ہمارے لیے جو کچھ بھی کیا اس کے لیے شکریہ۔“

اس کے بعد کیپٹن گونزٹا نے الما کے ہاتھ پر ہوسہ دیتے ہوئے اس سے الوداعی الفاظ کہے۔

”ایک چھوٹی سی زحمت اور دینا چاہتی ہوں۔“ الما نے کہا۔ ”ہم لوگ صبح دو تین بجے کے قریب نیویارک پہنچیں گے۔ کیا تم مریانی کر کے میرے ہوٹل ٹیلیکس کر دو گے کہ وہ ہمارے لیے ایک کار ایئر پورٹ پہنچا دیں۔“

کیپٹن گونزٹا نے ٹیکس کرنے کا وعدہ کیا اور سلام کر کے طیارے سے نیچے اتر گیا اور اس کے چند لمحوں کے بعد ہمارا طیارہ

فغا میں پرواز کر رہا تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ الما نے کیپٹن سے ٹیلیکس کرنے کو کہا تھا مگر اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ ٹیلیکس ہوٹل پیری میں کرنا ہے۔ میں نے اس بارے میں اس سے پوچھا تو وہ ہنسنے لگی۔

”کیپٹن میرا پرانا دوست ہے اور وہ جانتا ہے کہ جہز لے ہوٹل پیری میں میرے لیے ایک اپارٹمنٹ چھوڑا ہے۔“

میری آنکھ کھلی تو کھڑکی سے تیز دھوپ کمرے میں آ رہی تھی۔ الما مجھ سے پہلے اٹھ چکی تھی۔

”کیا سجا ہے؟“ میں نے اس سے پوچھا۔

”سازمے بارے۔“ اس نے جواب دیا۔ میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”مجھے اکل کو فون کرنا ہے۔“

”پریشان مت ہو۔ میں انہیں پہلے ہی فون کر چکی ہوں۔ تم سو رہے تھے اس لیے انہوں نے کہا ہے کہ اب تم دو بجے کو فون کرنا۔“

”تمہیں ان کا فون کرنے کیسے معلوم ہوا؟“

”تمہیں یاد نہیں رہا، تم نے لیما میں مجھ سے فون کرنے کے لیے کہا تھا۔ میں فون نمبر کبھی نہیں بھولتی۔“

”میرے بجائے تمہارے فون کرنے سے انہیں حیرت نہیں

ہوتی؟“

”اس میں حیرت کی کیا بات تھی؟ بہر حال اٹھ کر ناشتا کرو۔“

کافی پی کر جسم میں کچھ جھنجھکی آئی۔ میں نے الما سے پوچھا کہ وہ کس وقت اٹھی تھی۔ اس نے جواب دیا، ”اٹھ بجے صبح۔ تقریباً چار بجے تو ہمیں سوئے کا موقع ملا تھا۔ میں نے کہا ”ابھی جلدی اٹھنے کی کیا ضرورت تھی؟“ اس نے بتایا کہ اسے کچھ ضروری کام انجام دینا تھے اور کچھ فون کالیں بھی کرنا تھیں۔ کسی نے اطلاعی ٹھکنی بھائی۔ الما نے جلدی سے کہا کہ یہ ہوٹل پوائے ہو گا جسے اس نے کپڑے استری کرنے کے لیے دیے تھے۔ یہ کہہ کر وہ بیگ اٹھا کر اپنے پیچھے احتیاط سے دروازہ بند کرتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ میں شیئر کرنے کے لیے ہاتھ دھو میں گیا مگر تلاش کے باوجود ریزر نہیں ملا۔

اس کے بارے میں الما سے پوچھنے کے لیے میں نے دروازہ کھول کر رہا کئی کمرے میں جھانکا۔ وہ میری جانب پشت کیے کھڑی تھی۔ دو آدمی میز کی دوسری جانب اس کے سامنے موجود تھے۔ میز پر اس کے دو بیگوں کے ساتھ دو بیگ اور رکے تھے۔ اس کے بیگ کھلے ہوئے تھے اور وہ ان میں سے سفید پاؤڈر کی تھیلیاں نکال کر ان آدمیوں کو دے رہی تھی جنہیں وہ اپنے بیگ میں رکھ رہے تھے۔

”یہ میں کھو ہے۔“ وہ بولی۔ اور اسی وقت ایک آدمی کی نظر مجھ پر پڑی۔ اس نے اپنی جیکٹ سے روٹا اور نکال لیا۔ الما تیزی سے میری طرف کھڑی۔ میں اپنے آپ کو کچھ احمق سا محسوس کر رہا

تھا۔

”میں ریزر تلاش کر رہا تھا۔“ میں نے کہا۔

”یو الورو واپس جب میں رکھ لو۔“ الما نے اس آدمی سے کہا

”یہ ڈی اسٹینفا کو جھٹکا ہے۔“

”کیا وہ جو ایڈی کے ساتھ گیا تھا؟“ آدمی نے سوال کیا۔

”ہاں۔“ الما نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا ”ریزرو واش ٹین کے قریب رکھی ہوئی میز کی دراز میں ہے۔“

میں ہاتھ دھو میں واپس آ گیا۔ میرا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ خود کو سنبھالتے ہوئے میں نے دراز سے ریزر نکالا۔ شیو کیم کریم میں ملی تو صابن لگا کر شیو بنایا اور اعصاب زدگی کی وجہ سے دو تین جگہ سے چرے کو زخمی بھی کر لیا۔ پھر ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔

بیڈ روم میں آیا تو الما بستر پر بیٹھی تھی۔ میں نے لباس تبدیل کیا۔ الما ری سے اپنی مختلف چیزیں اور کپڑے نکال کر بیگ میں رکھے۔ الما خاموشی سے سب کچھ دیکھتی رہی لیکن جب میں بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا تو وہ بولی ”کہاں جا رہے ہو؟“

”میرے والد کا ایک پرانا اپارٹمنٹ ہے، وہاں تو جا ہی سکتا

ہوں۔“

”درا ٹھہرو۔“ الما بولی ”میں ہر بات کی وضاحت کر سکتی ہوں۔“

”اب تم اور زیادہ کیا وضاحت کر سکتی ہو۔ سوائے اس کے کہ کچھ اور جو ٹ پلو۔“ میرے لیے میں ترشی تھی۔

”میرا خیال تھا کہ ہم دوست اور چاہنے والے ہیں۔“

ہمارے درمیان صرف ایک عارضی تعلق تھا، دوستانہ جسمانی قربت کا۔

”ہم اپنی زندگی بچانے کے لیے نکلتے بھی کر رہے تھے۔“

”اور ہم بچ کر نکل آئے۔“ میں نے غصے سے کہا ”تم نے مجھے بالکل نہیں بتایا کہ اس تمام معاملے میں تم کہاں اور کیسے فٹ ہوتی ہو؟ تمہارا ان سب باتوں سے کیا تعلق ہے؟ میں سمجھ رہا تھا کہ تم نیویارک میرے ساتھ آ رہی ہو۔ یہ نہیں معلوم تھا کہ میں کھو کو کین لانے کے لیے۔ تمہیں بہر حال نیویارک آنا تھا۔“

”وہ کو کین تمہارے چچا کے دوستوں کو دیتا تھی۔“

”اور تمہارا اس میں کوئی حصہ نہیں تھا؟ میں احمق تھا کہ تمہارے فریب میں آ گیا۔“

”میں نے تمہیں کوئی فریب نہیں دیا۔“ الما نے کہا ”تمہارے چچا اور جہز کے درمیان برسوں سے یہ تعلق قائم تھا۔ میں اسی کاروبار کا ایک حصہ تھی۔ جہز کی موت کے بعد میں بدستور تمہارے چچا کے لیے کام کرتی رہی۔ تمہارے خیال میں، میں... کس طرح اور کیسے زندہ رہ سکتی تھی؟ جہز میرے لیے سب کچھ چھوڑ گیا تھا مگر دولت کے۔“

پاکیزہ بہنوں کے پُر زور سہارا پر
انجم انصار کا مسکراتا لگتا
شوخی و چنچل رومانی ناول

جانک

عنقریب بہت محدود تعداد میں شائع ہو رہا ہے
چار سو صفحات اور قیمت ایک سو روپے صرف
پاکستان میں محصول ڈاک معاف
آج ہی مینی آرڈر، چیک، ڈرافٹ یا کسی بھی طریقے سے
کتاب کی قیمت بھیج کر اپنی ”چاندنی“ کو اپنے لیے محفوظ کروالیں

غیر ممالک میں ”چاندنی“ کی قیمت مع محصول ڈاک

عرب امارات ————— ۲۵ درہم

گلف کے دیگر ممالک میں — ۱،۵ روپے کے مساوی

سعودی عرب ————— ۲۵ ریال

اور مشرق بعید امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور یورپ وغیرہ

میں ۷ پونڈ یا ۱۰ یو ایس ڈالر

یاد رکھیے ”چاندنی“ سے محروم رہنا خوشیوں سے دور رہنا ہے

مضامین پیسہ سب سے زیادہ پسند کی جاتی ہیں
آئی آئی چند ریگر روڈ

”ایڈی کا ان معاملات سے کیا تعلق تھا؟“ میں نے پوچھا۔
 ”میں اس کے ذریعے سے رابطہ رکھتی تھی اور وہ میرے
 ذریعے سے۔ اسے کسی ایسی ہستی کی ضرورت تھی جس پر وہ مجھروسا
 کر سکے اور جو اپنی زبان بھی جانتی ہو۔“
 ”تم ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے تھے؟“
 ”جتنی متنوں میں نہیں۔“ الما نے جواب دیا ”جسمانی قوت
 ضرور تھی مگر نہ میرے لیے اس کی کوئی اہمیت تھی نہ اس کے لیے
 میری۔“

”میرے بچا تمہارے بارے میں جانتے ہیں؟“
 ”ہاں“ اس وقت سے جبکہ میں صرف سترہ سال کی تھی اور
 جزل مجھے پہلی مرتبہ نیویارک لایا تھا۔“
 ”اور تم اس تمام مدت میں کوئین اسمگل کرتی رہی ہو؟“
 ”تمام اختانات کر لیے گئے تھے۔“ الما نے جواب دیا
 ”دونوں طرف ہر چیز موجود تھی۔ لیا اور نیویارک بھی اس کام کے
 لیے انتہائی موزوں مقام تھے۔ پہلے تعلیم کے سلسلے میں وہاں آتی
 جاتی رہتی تھی اور بعد میں ایک ماڈل کی حیثیت سے جسے بڑی بڑی
 ایجنسیاں چاہتی تھیں۔“

”تم نے یہ سب باتیں مجھے پہلے کیوں نہیں بتائیں؟“
 ”کیسے بتا سکتی تھی۔ مجھے کچھ اندازہ نہیں تھا کہ اپنے بچا کے
 پرنس کے بارے میں تمہیں کتنا معلوم ہے۔ ایڈی نے بھی تو تمہیں
 کبھی کچھ نہیں بتایا۔“
 ”اور کیپٹن گونزبٹا؟ مجھے اچانک خیال آیا ”کیا وہ بھی شامل
 تھا؟“

”ہاں“ اور اس کے فرائض میں تمہاری حفاظت بھی شامل
 تھی۔ خاص طور سے ایئرپورٹ پر۔“ الما نے جواب دیا ”اس لیے
 وہ تمہارے پیچھے ٹواٹلٹ میں گیا تھا اور اس کے جانے سے قائدہ
 بھی ہوا۔ وہ نہ ہوتا تو تم کوئی کے ہاتھوں سے کیسے بچتے؟“
 ”اس کا مطلب ہے ایئرپورٹ پر جو کچھ ہوا تم اس سے واقف
 ہو!“ میں نے چونک کر پوچھا۔

”اس وقت نہیں جانتی تھی مگر آج جب میں نے تمہارے
 بچا کو فون کیا تو انہوں نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔“
 ”انہوں نے اور کیا کچھ کہا تھا؟“
 ”انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ میں کیپٹن کو فون کر کے اس سے
 کہوں کہ وہ کوکا کی کٹھن میںڈیل میں اوچھانامی آدی کو
 بھجوا دے۔ ایڈی کو بھی اسی کے پاس مال لے جانا تھا۔“
 الما نے ہیز سے سرگرم کیس اور لاٹریا کا ایک سرگرم
 سلگانی اور آہستہ آہستہ کش لیتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی۔

”میں نے تمہارے بچا سے پوچھا کہ کیا میں تمہیں تمام حالات
 بتا دوں۔ اس بات کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس اتنا کہ
 ”دوبچے تمہیں انہیں فون کرنا ہے۔“

”میری کچھ میں یہ نہیں آرہا ہے کہ میں ان سے بات بھی کرتا
 چاہتا ہوں یا نہیں۔“
 ”وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ انہیں تمہاری ضرورت بھی
 ہے۔ خاص طور سے اب جبکہ ایڈی مرچکا ہے۔“ الما بولی۔
 میں خاموش رہا۔
 ”اور میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟“ چند لمحوں کے بعد اس
 نے پوچھا ”ہمارے دلوں کے درمیان ایک خاص تعلق قائم ہو چکا
 ہے، مجھے تمہاری ضرورت ہے۔“
 میں نے الما کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی
 نمی تھی۔
 ”میں اس تعلق کا کوئی مطلب نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔“ میں
 نے کہا ”تم کسی نہ کسی طرح حالات سے منٹ لوگی جیسا کہ اب تک
 کرتی رہی ہو لیکن میں تمہاری دنیا میں کیسے زندہ رہوں گا؟“
 ”تمہارے بچہ نہ کچھ جذبات تو ہوں گے۔“ الما کی آواز
 بھرائی ہوئی تھی ”میرے لیے نہ کسی اپنے بچا کے لیے سہی بہر حال
 وہ تمہارے خاندان کے فرد ہیں۔“
 ”خاندان نے مجھے اب تک سوائے رنج و غم کے اور کچھ نہیں
 دیا۔“ میں بولا ”میرے بچا سے کہہ دینا کہ اگر وہ مجھ سے بات کرنا
 چاہتے ہیں تو میں اپنے والد کے پرانے اپارٹمنٹ میں ملوں گا۔“ میں
 دروازے کی طرف محوم گیا تاکہ وہ میرے آنسو نہ دیکھ سکے اور اپنا
 بیک اٹھا کر باہر نکل گیا۔



میرے والد کا اپارٹمنٹ ہوٹل پیری سے صرف دس بارہ منٹ
 کے فاصلے پر گیارہویں منزل پر واقع تھا اور دو بیڈ روم ایک شنگ
 روم ڈائننگ روم، بچن اور دو ہاتھ روم پر مشتمل تھا۔ بلڈنگ کے
 دیباہ بانی نے میرا استقبال کیا۔ بلڈنگ میں صفائی کا مناسب
 انتظام تھا اس لیے اتنے دن کی عدم موجودگی کے باوجود اپارٹمنٹ
 صاف ستھرا نظر آرہا تھا۔ میں نے بیک سے کپڑے نکال کر الماری
 میں رکھے۔ اپنی کیس کھولا۔ ابھی سترہ ہزار ڈالر باقی تھے۔ ایڈی
 کے بڑے ”پاسپورٹ“ ڈرائیونگ لائسنس اور دوسری چیزوں کے
 ساتھ اس کی روٹیکس گھڑی بھی رکھی تھی۔ گھڑی کی پشت پر
 عبارت کندہ تھی ”اپنے بارے میں ایڈی کے لیے اس کی ایکسوس
 سانگرہ کے کمرٹ موقع پر۔“ میں نے گھڑی واپس رکھ دی۔ مجھے
 ابھی تک انکل پر غصہ آرہا تھا۔ مجھے جس طرح انجان رکھ کر کام
 نکالا گیا تھا وہ بھی اس میں شامل تھے مگر بہر حال وہ میرے بچا اور
 ایڈی میرا کزن تھا اور میں پسند کروں نہ کروں وہ میرے خاندان
 میں شامل تھے۔ میز پر ایک ڈبل فوٹو فریم میں میرے والد اور والدہ
 کے فوٹو لگے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے والد کا فوٹو دیکھا اور پہلی
 مرتبہ محسوس کیا کہ وہ انکل سے کس درجہ مشابہت رکھتے تھے۔
 میرے پاس الما کا فون نمبر نہیں تھا اس لیے میں نے پیری

BIG-MOUTH

برسوں میں پہلا ایسا بہت بڑا ہوا ہے۔ یعنی وہ فوراً سنا ہے کہ کسی بار نہیں آئے۔ یہ فوراً سنا ہی سمجھ گمانت ہوئی ہوئی ہے۔ پھر نے کسی زمانے میں اسی کا سنا ہوا کہ غامض حقیقت حاصل کی تھی۔ اس ضمن میں لطیفہ ہے:

”ایک برفانی رینچ، ایک بیگم اور ایک گھر
ایک دوسرے کو اپنا اپنا گھرانہ بنا رہے تھے۔
رینچ کے ”میں تو اس بار چھوٹیوں میں قلب
شامی چارہ ہوں“ اس سے دیرِ ریاضت کی گئی تو اس
نے کہا ”میں صرف میرے پاس بلکہ بیٹی بیوی کے پاس
بھی پوچھتا ہوں۔“ اس کے بعد بیگم نے کہا
کہ وہ تو قلب شامی کا ارادہ رکھتا ہے کہ وہ
رات کے لباس کی ضرورت ہوئی ہے جو کہ اس کے
پاس بھی ہے اور اس کی بیوی کے پاس بھی۔ آخر میں
گھر کے کسی باری آئی تو اس نے بتایا کہ وہ اسامیل پھلوان
منانے کے لئے برقی چارہ ہے۔ اس پر اس کے
دونوں ساتھی حیران ہوئے اور انہوں نے پوچھا کہ وہ
آبی جانور ہو کر عقلی ہو گیا ہے یا نہیں؟

کہتے تھے۔“

”مجھے اسے جانے کی اجازت نہیں دینا چاہیے تھی مگر اس
نے کہا کہ وہ نہیں جائے گا تو کوئی اس کی عزت نہیں کرے گا۔ وہ
بیٹھ میرا سایہ ہی بنا رہے گا۔“

میں خاموش رہا۔

”کیا اس نے بہت اذیت سے جان دی؟“ انکل نے پوچھا۔

”بالکل نہیں! جو کچھ ہونا تھا ایک سینڈ میں ہو گیا۔“

”خدا کا شکر ہے۔“ انکل بولے ”اور میں اس پر بھی خدا کا
شکر ادا کرتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ تھے۔ تم جو اس کے خاندان
کے ایک فرد تھے۔“

”ہاں انکل“ میں نے جواب دیا ”اس کا خاندان اس کے
ساتھ تھا۔“

”میں اس کے لیے تعزیتی اجتماع کروں گا، تم بھی آنا۔“

”ضرور آؤں گا۔“ میں نے کہا۔

”اب تم میرے بیٹے اور وارث ہو۔“ انکل میرا ہاتھ اپنے
ہاتھ میں لیتے ہوئے بولے۔

”مگر میں ایڈی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس کی دنیا میں
کیسے زندہ رہا جاتا ہے۔“

”مگر تم دولت مند ہو گے، اپنے تصور سے بھی زیادہ۔ اپنی

ہوئی فون کر کے آپریٹر سے پوچھا۔

”مس درگاس باہر گئی ہیں۔“ اس نے جواب دیا۔

”کچھ بتا کر گئی ہیں کہ کب واپس آئیں گی؟“

”جی نہیں“ جواب ملا۔

”اچھا جب واپس آجائیں تو کتنا کہ مسٹر اسٹیونز کا فون آیا

تھا۔“ آپریٹر نے درمیان میں مداخلت کی۔

”وہ آپ کے لیے پیغام چھوڑ گئی ہیں۔“ اس نے کہا ”انہوں

نے کہا تھا کہ وہ آج سہ پہر فرائز جاری ہیں۔“

میں نے آپریٹر کا شکریہ ادا کر کے ریسور رکھ دیا۔ میری سمجھ

میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ پونی بیٹھا دھکیلی رہا تھا کہ ہاؤس

فون کی گھنٹی بجے گی۔ میں نے ریسور اٹھایا۔ بارنی بات کر رہا تھا۔

”مشرجہ۔“ اس نے بتایا ”آپ کے چچا مسٹریڈی اسٹینانو

تشریف لائے ہیں۔“

”ٹھیک ہے“ انہیں اور بھیج دو۔“ میں نے جواب دیا۔

دھکیلی کا گلاس میز پر رکھ کر میں انکل کے استقبال کے لیے

دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد انکل لفٹ سے باہر

نکلے۔ ان کے دونوں ہاڈی گاڑا ساتھ تھے۔ وہ دروازے کی طرف

بڑھے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر ان کا راستہ روک لیا۔

”یہ اندر نہیں جائیں گے۔“ میں نے انکل سے کہا ”میں آپ

سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔“

انکل نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے راہداری میں ہی

ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور میرے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ میں

نے دروازہ بند کر دیا۔ انکل مجھ سے گلے بٹھا کر میرے دونوں

رخساروں پر بوسہ دیا۔ میں انہیں ہانپتی کمرے میں لے گیا اور

اپنی کبیس کھول کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

”یہ ایڈی کا اپنی کبیس ہے۔“ میں نے کہا ”اس میں موجود ہر

چیز ایڈی کی ہے۔ سترہ ہزار ڈالر جو باقی بچے ہیں ڈرائیونگ

لائسنس، پاسپورٹ، کریڈٹ کارڈ اور یہ رو لیکس گھڑی۔“

انکل نے گھڑی لے کر اس کی پشت پر کندہ عمارت دیکھی اور

ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے ان کے کانچے جسم کو

سارادے کر کر سی پر بٹھادیا۔

”مجھے بے حد افسوس ہے انکل روکو۔“ میری اپنی آواز بھی

بھرائی ہوئی تھی۔

”مجھے ابھی تک... ان چیزوں کو دیکھنے سے پہلے... اس کی

موت کا یقین نہیں آیا تھا۔“

”آپ تو بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہیں انکل، آپ کو

حوصلے سے کام لینا چاہیے۔“

”میرا خوب صورت اور نوجوان بیٹا مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اب

میرا کوئی بیٹا کوئی وارث نہیں اور یہ سب میری وجہ سے ہوا۔“

”آپ نے کچھ نہیں کیا ہے انکل، آپ تو اس سے محبت

”تمہیں معلوم ہے کہ وہ لڑکی فرانس چلی گئی ہے؟“
 ”ہاں میں جانتا ہوں۔“

”وہ ایک اچھی لڑکی ہے مگر تمہارے لیے مناسب نہیں تھی۔“
 ”آپ کے خیال میں مجھے کس قسم کی لڑکی سے شادی کرنا چاہیے؟“

”ایڈی ایک اچھی لڑکی کو جانتا تھا جس کا تعلق سسلی کے ایک معزز خاندان سے ہے۔ میرا خیال ہے کہ وقت آنے پر وہ اس کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ممکن ہوا تو میں اس خاندان سے تمہیں متعارف کروا دوں گا۔“
 ”شکریہ اٹھل روکو۔“ ہم دونوں گلے ملے۔ اس مرتبہ میں نے بھی اٹھل کے گال پر بوسہ دیا۔ میں نے دروازہ کھولا۔ اٹھل باہر نکل کر گھٹ کی طرف چلے۔ ان کے باڈی گارڈ جو راہداری میں انتظار کر رہے تھے ان کے پیچھے تھے۔

وہ کسی طرح اٹھل روکو کو قتل نہیں کر سکتے تھے۔ یہ بات نہیں کہ انہوں نے کوشش نہیں کی تھی۔ چاقو، ریوالور، کاربم، کسی کچھ آزمائے جانے لگے تھے مگر اٹھل روکو کی چھٹی حس بہت تیز تھی اور انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس طرح مرنے والے نہیں ہیں۔
 ”میری عمر پچھن سال ہو چکی ہے۔“ انہوں نے مجھے بتایا
 ”اب جبکہ ایڈی مر گیا ہے اور تم میرے برنس میں شریک ہونا نہیں چاہتے تو کوئی اور ہے نہیں جسے میں یہ سب کچھ دے سکوں پھر مجھے مزید لڑائی جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔“

ہم اس وقت پام ریسٹورنٹ میں ایک میز پر تھپیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک ترقیبی میز پر ان کے دونوں باڈی گارڈ موجود تھے۔ ایڈی کے سوگ میں اٹھل نے اپنے بازو پر سیاہ پٹی باندھی ہوئی تھی۔

”میرے والد نے ایک مرتبہ کہا تھا۔“ میں نے جواب دیا ”کہہ اس کا دوبارہ میں شال ہو کر اس سے لکنا بہت مشکل ہوتا ہے۔“
 ”تمہارے والد اس بارے میں کیا جانتے تھے، کچھ نہیں۔“
 اٹھل نے کہا ”یہ پرانا زمانہ نہیں ہے۔ ہم ۷۰ء کی دہائی کے گزر رہے ہیں۔ ہم لوگ تہذیب یافتہ ہیں، زیادہ کاروباری سوجھ بوجھ رکھنے والے۔ میں پانچ خاندانوں سے پہلے ہی معاہدہ کر چکا ہوں۔“
 ”اس کا کیا مطلب ہوا؟“ میں نے پوچھا ”کیا وہ لوگ اب آپ کو مارنے کی کوشش نہیں کریں گے؟“

”میں اٹلانٹک شی ہٹل ہو رہا ہوں۔“ اٹھل نے میرے سوال کو جواب کے قائل نہیں سمجھا۔

”میرا تو خیال تھا کہ آپ رستازر ہونے کے بعد میامی میں مقیم ہونا چاہتے ہیں۔“

”ہاں مگر بات نہیں بنی۔“ اٹھل نے جواب دیا ”سیاسی کشمکش کو

وحیئت کے مطابق وہ میں ملین ڈالر تمہارے لیے چھوڑ گیا ہے۔ تم اس کے واحد وارث تھے۔“

”میرے والد میرے لیے میری ضرورت سے زیادہ چھوڑ گئے ہیں۔“ میں نے جواب دیا ”میں دولت مند بننا نہیں چاہتا۔ ہم ایڈی کی چھوڑی ہوئی دولت غریبوں میں تقسیم کر دیں گے۔“
 ”تم اپنے والد ہی کی طرح پاگل ہو۔ میرے ساتھ آؤ گے تو تمہارے لیے ایک نئی دنیا کھل جائے گی۔ کوکین تمہیں ارب پتی بنادے گی۔“

”یا مجھے مار ڈالے گی۔“ میں نے کہا ”میں نے ان تمام حالات سے ایک ہی سبق سیکھا ہے کہ ہم اس دنیا کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ وقت آنے پر جنگی امریکا والے اس برنس پر قبضہ کر لیں گے۔ وہ اسے آگاہے ہیں۔ اسے تیار کرتے ہیں۔ غریب وہ اسے تقسیم بھی کرنا چاہیں گے تب ہم سب یا تو اس برنس سے باہر ہوں گے یا ختم کیے جائیں گے۔“

”شاید تم اتنے پاگل نہیں ہو جتنا میں تمہیں سمجھتا ہوں۔“
 اٹھل نے مجھے غور سے دیکھا ”تمہا تو پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟“

”میرے والد کا ریس کرانے پر دیتے تھے۔ میں ان سے کچھ آگے جانا چاہتا ہوں۔ ہوائی کمپنیاں ہر سال برومی جاتی ہیں مگر مجھے طیارے خریدنے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوگی، جسے حاصل کرنا خاصا مشکل ہے۔ میں نے ہوائی سفر کے دوران میں کئی طیاروں کے کاک پیٹ پر لکھا دیکھا ہے کہ یہ طیارہ فلاں کمپنی کی ملکیت ہے اور فلاں کمپنی سے لیز پر حاصل کیا گیا ہے۔“
 ”میں کچھ سمجھا نہیں؟“

”مثال کے طور پر ہف کمپنی کو لے لیں۔ وہ ”ٹی ڈی بیو اے“ طیاروں کی مالک ہے مگر انہیں چلانے والی کمپنی دوسری ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی کمپنیاں ہیں جو لیز پر طیارے حاصل کرنے کی خواہش مند ہیں۔“

”مگر اس کے لیے کثیر سرمائے کی ضرورت ہوگی۔“
 ”مجھے یقین ہے کہ اپنے تعلقات کی بدولت آپ کے لیے یہ سرمایہ حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔ فی الحال دو سو ملین سے آغاز کیا جاسکتا ہے۔“

”میں اس بارے میں غور کروں گا۔“
 ”چھوڑیے، آپ اس برنس میں نہیں آسکتے اس کے لیے آپ کو موجودہ کاروبار سے رستازر ہونا پڑے گا۔“

”لگتا ہے، تم بہر حال پاگل ہو۔ دولت پر ایسی کوئی تحریک نہیں ہوتی کہ وہ کہاں سے حاصل کی گئی ہے۔“ اٹھل جانے کے لیے کھڑے ہو گئے ”جب تقریبی اجتماع منعقد ہوگا تو میں فون کروں گا۔“

”میں ضرور شریک ہوں گا۔“ میں نے کہا۔
 اٹھل دروازے تک گئے اور پھر اچانک پلٹ کر پوچھا ”کیا

”کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ اس علاقے میں نصف عمارتیں اسی طرح کی ہیں۔ دولت سے سب کچھ کیا جاسکتا ہے۔“
 فرسٹ فلور پر روشنی ہو رہی تھی۔ ہم نے ایک دروازہ کھولا۔ یہ چینی بکن کا دروازہ تھا۔ میں نے بکن میں جھانکا۔ کئی آدمی کام کر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں نہیں دیکھا۔ ہم بکن سے واپس آ رہی اور راپداری سے سڑک پر آ گئے۔
 ”نیا دروازہ مت جانا۔“ انکل نے کہا ”صرف یہ دیکھو کہ باڈی گاڑ میں یا نہیں۔“

میں نے ہلڈنگ کے کنارے کی طرف دیکھا۔ بہت سی کاریں کڑی تھیں مگر باڈی گاڑ نظر نہیں آ رہے تھے۔ سیاہ رنگ کی کئی لیوڈین کاریں موجود تھیں۔ میرے لیے ان میں سے انکل کی کار کو پہچانا مشکل تھا۔ انکل نے خود دیکھا اور بتایا کہ ان کی کار سڑک پر لگے ہوئے بلب کی روشنی میں کڑی ہے۔ ان حالات میں باہر نکلتا خطرناک تھا۔ میں اور انکل رستوراں میں آئے۔ ایک میز پر بیٹھے ہوئے اسکاچ و سکی کا آمڑ دیا اور انکل رستوراں کے فون سے اپنے دوستوں کو کال کرنے کے لیے گئے۔ انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ ہم نہیں انتظار کریں گے جب تک کہ ان کے دوست اطلاع نہ دیں کہ سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس برنس میں ایسا ہی ہوتا ہے۔
 ”مگر وہ آپ کو مارنے کے درپے تھے۔“ میں نے کہا۔
 ”یہ اس برنس کا ایک رخ ہے۔“ انکل مسکرائے ”مجھے پہلے بھی ایسے حالات سے سابقہ پڑ چکا ہے مگر دیکھ لو میں اب تک موجود ہوں۔“

”آپ کے باڈی گاڑز کا کیا ہو گا؟“
 ”وہ اپنی ملازمت کھو چکے ہیں۔“
 ”گویا آپ انہیں بر طرف کریں گے؟“
 ”مجھے اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ان کا نیا باس خود ان سے منٹ لے گا۔ اب وہ میرا دربر سر نہیں ہیں۔“
 ”میں کچھ نہیں سمجھا۔“
 ”تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ تم مجھے اپنی کاروباری پیشکش کے بارے میں بتاؤ۔“
 ”اس پر بعد میں بات ہو سکتی ہے۔ سروسٹ آپ کے لیے اپنی پریشانیاں بہت ہیں۔“
 ”میں کہہ چکا ہوں کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم اپنی تجویز کی وضاحت کرو۔“

”اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا ”میں گیارہ چھوٹے ممالک سے بات کر چکا ہوں۔ وہ سب اپنی اپنی ہوائی کمپنیاں چاہتے ہیں مگر ان کے پاس طیارے خریدنے کے لیے سرمایہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے وقار کے لیے ایک ہوائی کمپنی ہونا ضروری ہے۔ میں انہیں اسی طرح طیارے کرائے پر دوں گا جس طرح میرے والد کاریں دیا کرتے تھے۔“

”کچھ تشویش ہی محسوس ہوئی۔“
 ”ذرا ٹھہریں۔“ میں نے کہا ”کیا آپ نے ان سے جانے کے لیے کہا تھا۔“
 ”مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ ہمیشہ ہی کار نکالے اٹھ جاتے ہیں۔“
 ”نہیں پتا ہے کہ آپ نے اپنا برنس چھوڑ دیا ہے؟“
 ”میں نہیں،“ اب تک قسب لوگوں کو مطمئن ہو گیا ہو گا۔“
 ”پھر کیا کسی نے کوئی احتجاج کیا؟“ میں نے پوچھا۔ انکل نے کچھ دیر سوچا۔

”ممکن ہے بمبلائی کی کو اعتراض ہو۔ وہ یونانو خاندان کے اہم افراد میں شمار ہوتا ہے۔ اس نے کبھی مجھے پسند نہیں کیا مگر وہ کچھ نہیں سکتا کیونکہ آج کل جیل میں ہے۔“ وہ بولے۔
 ”ممکن ہے کہ خاندان میں کچھ لوگوں سے اب بھی اس کا رابطہ ہو۔“

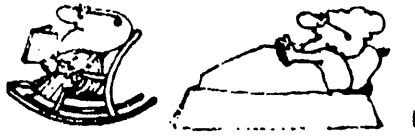
”کئی لوگوں سے ہے اور ان میں سے اکثر اسے جیل سے واپسی پر سربراہ بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ مجھے اخلاطنگ سٹی کا برنس دینا نہیں چاہتا تھا۔ بڑا لالچی آدمی ہے۔“
 ”کیا آپ بھی وہی سوچ رہے ہیں؟“ میں نے انکل کی طرف دیکھا ”جو میں سوچ رہا ہوں۔“ انکل نے سر ہلایا۔

”ہم بکن کے راستے باہر جائیں گے۔“ انہوں نے جواب دیا ”بکن سے راپداری میں اور وہاں سے زینے تک“ اس طرح ہم چھت کے ذریعے دوسری عمارت تک پہنچ سکتے ہیں۔“

راپداری میں ہم تارکی تھی۔ ہم زینہ طے کر کے چھت پر پہنچ گئے۔ میں نے انکل کی طرف دیکھا۔ وہ کمری سائیس لے رہے تھے۔

”آپ ٹھیک تو ہیں؟“ میں نے پوچھا۔
 ”میری صحت اب پہلے جیسی نہیں رہی ہے۔“ انکل نے کہا ”پھر اپنی جینٹ کی ڈیپ سے دو روٹو اور نکالے اور ایک مجھے دے دو۔ رات تاریک تھی اور ہمیں عمارتوں کی چھتوں پر بڑی احتیاط سے قدم رکھنا پڑ رہے تھے۔ ہم نے چھتوں کے دروازوں کو آزمایا شروع کیا۔ چونکہ چھت کا دروازہ کھلا تھا۔ ہم اندھیرے زینے میں نیچے اترنے لگے۔ پانچویں منزل پر پہنچنے سے پہلے ہمیں احساس نہیں ہوا کہ ہلڈنگ خالی ہے۔ کسی کمرے میں کوئی روشنی نہیں ہو رہی تھی اور بالکل سناٹا چھایا ہوا تھا۔ تیسری منزل پر پہنچنے کے بعد میری ٹاک میں چینی کمانوں کی خوشبو آئی۔“

”فرسٹ فلور پر ایک چینی رستوراں ہے۔“ میں نے کہا۔
 ”اور دوسری منزل پر چوہوں کا راج ہے۔“ انکل نے جواب دیا ”میں وجہ ہے کہ میں کبھی چینی کھانے نہیں کھاتا۔“
 ”یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پوری ہلڈنگ خالی ہے لیکن رستوراں کو کھلے رہنے کی اجازت ہے!“ میں نے کہا۔



”تمہیں یہ یقین کیوں ہے کہ تم پیارے حاصل کر سکو گے؟“
”میں کیش ادا کروں گا۔“ میں نے کہا ”اس کے علاوہ میں نے
جنرل ہاؤن کارنر کو اپنی کپڑی کا پرینٹ بنا دیا ہے۔ وہ از فورس کے
سابق سربراہ ہیں اور بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔“
”لیکن تمہیں انہیں ہماری معاوضہ دینا ہو گا۔“

”ہاں“ دو لاکھ ڈالر سالانہ اور یہ پھر بھی کم ہے۔ وہ چاہتے تو
میں انہیں نصف ملین بھی دے سکتا تھا۔“



”مسٹر ڈی اسٹیفانو“ پیچھے سے ایک ہماری آواز سنائی دی۔
میں نے اور انکل نے گھوم کر دیکھا۔ بار کے سامنے اسٹول پر ایک
بھاری بھر کم آوی بیٹھا تھا۔ سیاہ فام، قد چھوٹا چار انچ، خوب چڑا
سینہ بگڑے سوٹ، سفید قمیص اور کالی ٹائی۔ وہ بڑے بڑے سفید
دانت نکالے مسکرا رہا تھا۔ انکل روکو بھی اسے دیکھ کر مسکرائے
اور ہمارا تعارف کرایا۔



”سارجنٹ جو ہلٹن اور یہ میرا بھتیجا، جڈا سٹیونز۔“
”تم کسے مل کر خوشی ہوئی۔“ سارجنٹ نے کہا اور انکل کی
طرف دیکھ کر بولا ”ہم نے آپ کے آدمیوں کا پتا لگایا ہے۔“
”کہاں؟“ انکل نے پوچھا۔

”اس بلاک کے آخر میں ۴۳ ویں اور ۴۴ ویں سڑک کے
درمیان ایک کار میں بیٹھے ہیں۔“ سارجنٹ نے بتایا ”ان کے
ساتھ دو اور آدمی بھی ہیں۔ ان کی کار اس طرح سے کھڑی ہے کہ
موڑ پر موجود آپ کی کار کو نگاہ میں رکھ سکے۔“
”کیا تم ان دو آدمیوں کو پہچان سکتے ہو؟“ انکل نے پوچھا۔

”شعرے باہر کے معلوم ہوتے ہیں۔“ سارجنٹ نے جواب
دیا ”ایسے آدمی جو کنٹرول پر کام کرتے ہیں۔ یہاں وہ پہلے کبھی نظر
نہیں آئے۔“

”پھر تم نے ان کا کیا کیا؟“
”ابھی تو وہ صرف زیر نگین ہیں کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ
آپ ان کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے۔“

”کوئی احتیاط زیادہ لائی ثابت ہوتا ہے۔“ انکل روکو نے میری
طرف دیکھا ”میں نے ہر ملکی کو ایک معقول معاہدے کی پیشکش کی
تھی۔“

”میں نے اپنے بزنس اسکول میں پڑھا تھا کہ معقول معاہدے
جیسی کوئی چیز نہیں ہوتی۔“ میں نے کہا ”کوئی نہ کوئی بیشہ زیادہ
فائدے میں رہتا ہے اور کوئی دو سرائیش سوچتا ہے کہ اسے نقصان
ہوا ہے۔“

”تب تمہارے نزدیک کوئی بھی معاہدہ معقول نہیں ہو گا؟“
انکل نے پوچھا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔“ میں نے کندھے اچکائے ”البتہ میرا
خیال ہے کہ کوئی نہ کوئی یہ سوچ رہا ہے کہ آپ نے اسے فریب دیا
ہے۔“

”مگر تم کیا سوچتے ہو؟“
”یہ آپ کا بزنس ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں
جانتا۔ میں تو صرف اتنا ہی اندازہ لگا سکا ہوں کہ کوئی آپ کو مارنا
چاہتا ہے۔“
”تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟“

”آپ میرے چچا ہیں۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور نہیں
چاہتا کہ کوئی کبھی بھی آپ کو نقصان پہنچائے لیکن یہ بد معاش
صرف کرائے کے آدمی ہیں۔ اگر وہ آپ کو ختم کرنے میں کامیاب
نہیں ہو سکے تو ان کی جگہ کوئی اور بھیج دیا جائے گا اس لیے آپ کو
ان سب کے پاس سے مل کر معاملات کو درست کرنا چاہیے۔“
”یہ اتنی آسان بات نہیں ہے۔ گیلیا نی جیل میں ہے۔ میں
اس سے وہاں جا کر بات نہیں کر سکتا۔“

”تب پھر کسی ایسے آدمی کو تلاش کریں جو اس سے بات
کر سکتا ہو۔“ میں نے کہا۔ انکل نے سارجنٹ ہلٹن کی طرف
دیکھا۔

”کیا تم گیلیا نی تک پہنچ سکتے ہو؟“
”جی ہاں، کیوں نہیں مگر میں ان چار آدمیوں کا کیا کروں؟“
سارجنٹ نے کہا۔

”اچھی طرح حرمت کر کے کیس ڈال دو۔“ انکل نے جواب
دیا۔
سارجنٹ کے جانے کے بعد انکل نے میری طرف دیکھا۔

طاقتور تھا۔ چنانچہ میرے والد نے مجھے ایک دانٹوں کے ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔“

”اور ڈاکٹر نے اتنے اچھے اور مضبوط دانت بنائے ہیں کہ ابھی تک چل رہے ہیں۔“

”بادوچہ تحریف مت کرو۔“ انکل نے منہ بنایا ”یہ پانچواں بیٹ ہے۔“

”آپ مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”ہاں نہیں۔“

فون کی گھنٹی نے انہیں اپنی بات مکمل نہیں کرنے دی۔ انہوں نے ریسیور اٹھایا۔ کچھ دیر تک سنتے رہے پھر بولے ”ٹھیک ہے“ اسے اندر بھیج دو۔“ انکل نے میری طرف دیکھا ”ذرا اس آدمی سے فارغ ہو لو۔ زیادہ دیر نہیں گئے گی۔“

اوسط قد و قامت کا ایک آدمی اندر آیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔ اس نے مصافحے کے لیے انکل کا پھیلا ہوا ہاتھ نظر انداز کر دیا ”تم نے مجھے تین۔۔۔ لاکھ ڈالر کا فریب دیا ہے۔“ اس نے تیزی سے کہا۔

”تم اسحق ہو گکو۔“ انکل نے جواب دیا ”مجھے دھوکا دینا ہو تا تو تم تین ملین سے ہاتھ دھو بیٹھے۔“

”بات رقم کی مقدار کی نہیں۔“ گکو غصے سے بولا ”اصول کی ہے۔“

”اور تم اصولوں کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“ انکل دوکو نے سر دلچے میں کہا ”تم نے بستر مرگ پر بڑے ہوئے اپنے والد کو دھوکا دیا۔ بتاؤ اس رقم کا کیا بنا جو تمہارے والد تمہارے چچا اور تمہارے درمیان تقسیم کرنا چاہتے تھے؟“

”میرے چچا نے جانے کہاں غائب ہو گئے۔ تلاش کے باوجود ان کا پتا نہیں چلا۔“

”تم نے پورا انتظام کر لیا تھا کہ کوئی انہیں تلاش نہ کر سکے“ خاص طور سے تمہارے بیک فارم میں۔“

”ٹوگ تو یونہی افواہیں پھیلاتے ہیں۔“ گکو نے جواب دیا ”پھر اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ تم پر ہر حال میرے تین لاکھ ڈالر واجب ہیں۔“

”میں ایک عزت دار آدمی ہوں۔“ انکل کھڑے ہو گئے۔ ”جب میں یہاں آیا تھا تو میں نے تمہارے والد سے ایک معاہدہ کیا تھا۔ تمہارے والد نے یونیوں کا کنٹرول سنبھال لیا تھا اور مجھے پانچ ہزار ڈالر ماہانہ بطور اخراجات دیتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے کبھی رقم کا تقاضا نہیں کیا تھا مجھے پانچ ہزار ڈالر ملتے رہے جس طرح ان کی زندگی میں ملے تھے۔“

”کسی کو یہ رقم بھیجے کا اختیار نہیں تھا۔“

”یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ ممکن ہے تمہاری تنظیم میں کوئی جیسٹ

پہنڈ نہ کرتا ہو۔“

”ایک تجویز تم نے میرے سامنے پیش کی تھی“ اب ایک تجویز میں تمہارے سامنے رکھا ہوں۔“ وہ بولے۔

”وہ کیا؟“

”تم ساتویں اسٹیٹ پروڈیجس میرا بھلا خرید لو۔ وہ بہت اچھی جگہ ہے اور تمہارے کام کے لیے اس کا محل وقوع بھی مناسب ہے۔“ اتنی گنجائش بھی رکھتا ہے کہ رہائش کے ساتھ تم اس میں اپنا آفس بھی کھول سکو۔“

”مگر وہ بہت قیمتی ہے اور میں نے ابھی اپنا کاروبار بھی منظم نہیں کیا ہے۔“

”وہ بھی ہو تا ہے گا۔ کل صبح میری قیام گاہ پر ملاقات کرو۔ اپنے وکیل اور اکاؤنٹنٹ کے ساتھ لیٹے آنا۔ میں اپنے وکیل اور اکاؤنٹنٹ کو بلاؤں گا۔ پھر تمہیں جتنے سرمائے کی ضرورت ہے میں دے دوں گا اور تم میرا مکان خرید لیتا۔“

”آپ اس کی کیا قیمت لیں گے؟“

”تین لاکھ ڈالر مناسب ہوں گے۔“ انکل ہنسنے لگے ”اب سے پندرہ سال بعد اس کی قیمت دو ملین ڈالر سے کم نہیں ہوگی۔“ میں نے انکل سے ہاتھ ملانا چاہا مگر انہوں نے مجھے گلے سے لگا لیا۔

”میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“ وہ بولے۔

”میں بھی آپ کو بہت چاہتا ہوں۔“ میں نے کہا اور ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

”میں“ ہاتھ پر نہیں۔“ انکل نے جلدی سے کہا ”ہم ایک سی خاندان سے ہیں اور خراب بوسہ دیتے ہیں۔“

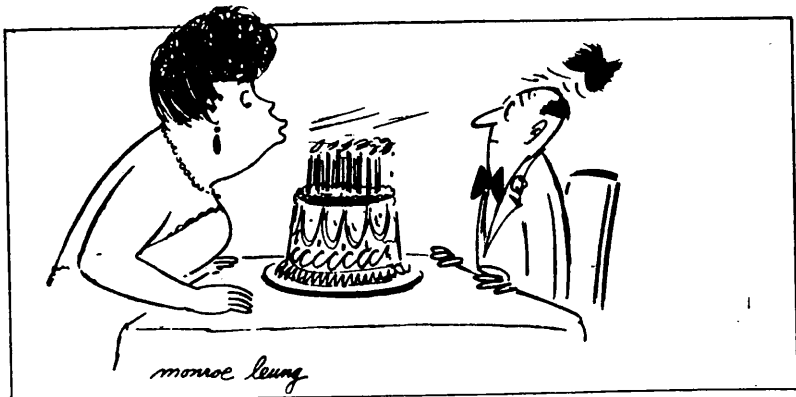
میں انکل دوکو سے ملنے اٹھا تنگ سٹی آیا ہوا تھا۔ انکل ساٹ واٹر ٹافیاں کھا رہے تھے۔ میں نے بتایا کہ آٹنی روزا نے مجھے کبھی ٹافیاں نہیں کھانے دیں کہ اس سے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔

”میرے دانت تو خراب نہیں ہوئے۔“ انکل مسکرائے ”البتہ مانی دانٹوں میں چپک جاتی ہے تو میں جیسی نکال کر صاف کر دیتا ہوں۔“

”مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کے دانت مصنوعی ہیں۔“ ”اس بات کو تو ایک مدت ہو گئی۔ جب میں نوجوان ہی تھا کہ ایک سٹور کے بچے نے میرے منہ پر بیس بال کا بال مار دیا تھا۔“

”پھر آپ نے کیا کیا؟“ میں نے پوچھا۔

”کچھ نہیں۔“ انکل نے جواب دیا ”مجھے غصہ تو آتا تھا کہ اسے جان سے مار دیتا مگر تمہارے دادا نے مجھے روک دیا۔ اس شیطان کا تعلق گینو ویسی خاندان سے تھا۔ اگر میں اسے مارتا تو ایک جنگ شروع ہو جاتی اور یہ کوئی اچھی بات نہ ہوتی۔ وہ ہمیں ختم کر دیتے۔ اس زمانے میں گینو ویسی نیویارک میں سب سے زیادہ با اثر اور



میں ایسے ہانگوں سے ششے ششے عاجز آچکا ہوں۔
 ”کیا آپ کے خیال میں عمو کوئی جوابی کارروائی کرے گا؟“
 میں نے پوچھا۔

”کون جانتا ہے مگر اب اسے کوئی دوسرا چانس نہیں ملے گا۔ میں نے اس کے نائب سے کہا ہے کہ وہ ایف بی آئی سے بات کرے۔ وہ لوگ اسے نہیں چھوڑیں گے۔“

”آپ فیڈل والوں سے بھی رابطہ رکھتے ہیں؟“

”بالکل نہیں۔“

”مگر آپ نے اس کے نائب کو ایف بی آئی کے پاس بھیجا ہے۔“

”وہ مجھ سے مشورہ کرنے آیا تھا۔“ انکل نے جواب دیا ”وہ جانتا ہے کہ میں ایک تجربے کار اور عزت دار آدمی ہوں۔ میں نے اس سے صرف اتنا کہا کہ فیڈل والے اسے جان سے نہیں ماریں گے جبکہ عمو ایسا کر سکتا ہے۔ پھر اس نے جو فیصلہ کیا وہ اس کا اپنا فعل تھا۔“

انکل نے عمو کے آنے سے پہلے مجھے ایک رپو اور دیا تھا۔ محض احتیاط کے طور پر، کم سے کم میں یہی سمجھا تھا مگر اب میں نے واپس کرنا چاہا تو دیکھا، وہ خالی تھا۔ میں نے احتجاج کیا کہ خالی رپو الوردیہ میں کیا مصلحت تھی؟ اگر میں مارا جاتا تو پھر؟

”یہ ممکن نہیں تھا۔ میز میں پوشیدہ طور پر ایک راکفل ملٹی ہوئی ہے جس کی بال کارخ ٹھیک اس کرسی کی طرف تھا جس پر عمو بیٹھا تھا۔ وہ کوئی حرکت کرنے سے پہلے ہی مار دیا جاتا۔ میں جو کچھ کرتا ہوں تمہاری حفاظت کے لیے کرتا ہوں۔“ انکل نے بتایا۔

”مجھے حفاظت کی کیا ضرورت ہے؟“ میں نے جواب دیا۔ ”سیدھی سادی زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا ادارہ جنرل ایوڈ کس معتبر کہتی ہے۔ ہم صرف طیارے خرید کر ہوائی کمپنیوں کو لیز پر دیتے ہیں اور قانون کے دائرے کے اندر رہتے ہیں۔“

”مگر ایک ڈی ایشیاٹو ہر صورت میں ڈی ایشیاٹو ہے“ خواہ وہ اپنا نام ایشیونزی کیوں نہ رکھ لے۔“ انکل نے کہا ”ممکن ہے تم

میں اس حرام زادے کو نکال باہر کروں گا۔“
 ”یہ بھی تمہارا مسئلہ ہے۔“ انکل نے جواب دیا ”تم تو صرف یہ خیال رکھو کہ مجھے ہر ماہ پانچ ہزار ملتے رہیں، مہینہ میرے اور تمہارے والد کے درمیان ملے ہوا تھا۔“
 ”اور اگر میں ایسا نہ کروں تب؟“

”مہینہ میں نے کہا، میں ایک عزت دار آدمی ہوں۔“ انکل دوبارہ جھمکے ”میں اپنے وعدے کا پاس رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی اپنے والد کے وعدے کا لحاظ رکھو گے ورنہ دوسری صورت میں تم خود کو کچک فارم میں اپنے چچا کے ساتھ پاؤ گے۔“
 ”بڑے میاں! تم پاگل ہو گئے ہو۔“ عمو نے انکل کو گھورتے ہوئے کہا ”میں جنہیں اسی جگہ مار سکتا ہوں۔“

میں نے اپنی جیب سے رپو الورد نکالنا چاہا مگر انکل نے آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

”تم اس سے کہیں زیادہ احمق ہو جتنا میں خیال کرتا تھا۔“ انہوں نے جواب دیا ”میں کوئی حماقت کی تو یہاں سے زندہ نہیں جاسکو گے میری عمر ۷۵ سال ہے اور تم صرف ۷۳ برس کے ہو۔ انشورنس کمپنیاں مجھے چار سال کی بھی گارنٹی نہیں دیں گی جبکہ جنہیں ستائیس سال کی پالیسی بہ آسانی مل جائے گی۔“

عمو کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور جب وہ بولا تو میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ یہ سب کچھ غلوں سے کہہ رہا ہے یا ریا کاری سے کام لے رہا ہے۔

”ڈان روکو! میں معذرت خواہ ہوں۔ میں غصے میں تھا۔“

”گوئی بات نہیں صاحب زادے۔“ انکل کا لہجہ سنجیدہ تھا

”عمل کرنے سے پہلے تھوڑا سوچ لیا کرو، زندگی آسان ہو جائے گی۔“

”سچ کہا ڈان روکو۔“ عمو چلنے کے لیے کھڑا ہو گیا ”میں ایک بار

پھر معافی چاہتا ہوں۔“

اس کے جانے کے بعد انکل نے میری طرف دیکھا۔ ”تم نے

دیکھا کہ میں کیوں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس دلدل سے باہر نکال لو۔“

جس کی مالیت میں بلین سے زیادہ ہو، شامل ہونے کا موقع دوں تو
کیسا رہے گا اس میں تمہارا حصہ چالیس فیصد ہوگا اور اس طرح تم
پانچ بلین سالانہ سے زیادہ کماسکو گے۔“

”اور باقی ساٹھ فیصد کا مالک کون ہوگا؟“ میں نے پوچھا۔

”کچھ دوسرے عزت دار لوگ۔“

”مجھے اس کی ضرورت نہیں، میں اپنے چھوٹے بزنس میں
خوش ہوں۔“

”تم رذیفہ روز اپنے باپ کی طرح ہوتے جا رہے ہو۔“

”یہ سب باتیں چھوڑیں اور مجھے بتائیں کہ میں کس طرح
آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟“

”میری آفر منظور کر کے اس سرمایہ کار کمپنی کے سربراہ بن
جاؤ۔ اس کے بعد ہم منافع بخش کمپنیوں کو خریدنا شروع کریں گے۔
مثال کے طور پر تمہاری سٹیلینم فلم کارپوریشن، سٹریٹریڈ کی آئل
کمپنیاں، سٹریٹریڈ جاس کاؤ بزنس کینڈا میں ہے۔ ایک تمہاری کمپنی
کے علاوہ باقی سب کے پاس کیسٹ کی ہے اور وہ اپنی مالیت کھوٹے
جا رہے ہیں۔ ہم انہیں آسانی سے خرید لیں گے۔ ایک اور فرصت
ہے جس میں کچھ دوسری کمپنیاں شامل ہیں۔ ہم ان کو بھی دیکھ لیں
گے۔“

”آپ کے خیال میں جس گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ آپ
کے عزت دار آدمی کیسا بزنس کرتے رہے ہیں تو وہ کیا کرے گی؟“

”وہ لوگ کمپنی میں شامل نہیں ہوں گے اور کمپنی قطعی قانونی
طور پر کام کرے گی۔“

”اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟“

”میں آسانی سے ریٹائر ہو سکتا ہوں۔“

”آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں انکل
روکو۔“

”میں جانتا ہوں۔“

”لیکن آپ دن میں جو خواب دیکھ رہے ہیں وہ پورا نہیں
ہوگا۔“

”وہ سب عزت دار لوگ ہوں گے۔ ہم نے آپس میں ایک
معاہدہ کیا ہے۔ ہمیں جس سرمائے کی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس
موجود ہے، یعنی میں بلین ڈالر۔ بالکل صاف ستھرا سرمایہ۔
گورنمنٹ کے کچھ بھی وادعات باقی نہیں ہیں۔ تمام ٹیکس ادا کیے
چاچکے ہیں۔ ہمارا کاروبار بالکل قانونی ہوگا۔ مایا سے ہمارا کوئی
تعلق نہیں ہوگا۔“

”آپ نے اپنے طور پر ممکن ہے تعلق ختم کر لیا ہو مگر مایا آپ
کو کبھی نہیں چھوڑے گی۔“

”تم کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”آپ کے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ آپ کو یہاں
ٹھہرنا ہوگا۔ آپ کو اتنا کچھ معلوم ہے کہ وہ لوگ کبھی آپ کو الگ

جس دنیا میں رہتے ہو وہ یہ بات نہ جانتی ہو مگر تم جس دنیا میں پیدا
ہوئے تھے، وہ جانتی ہے کہ تم کون ہو۔ سبکی میں بھی لوگ تم سے
انجان نہیں ہیں۔ پرانی دنیا کبھی نہیں مرنی، اس کی نفرتیں اور
محبتیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔“

”تو آپ ریٹائر نہیں ہوئے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔ انکل نے
کوئی جواب نہیں دیا۔ ”میرے والد کہا کرتے تھے۔“ میں پھرولا، ”کہ
کبھی آپ کے الفاظ پر اعتبار نہ کیا جائے۔“

”مگر تمہیں میرا یقین کرنا ہی چاہئے۔“ انکل نے میری
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا ”میں نے کبھی اپنے خاندان کے اتحاد
کو دھوکا نہیں دیا۔ دنیا دار میں پانچ سب سے بڑے خاندان رہتے
ہیں۔ سسٹین کیشن اہم ترین خاندانوں کے افراد پر مشتمل ہے،
جس میں کورلیائی اور بورگنڈی جیسے معزز خاندان بھی شامل ہیں۔ یہ
سب میری عزت کرتے ہیں۔ میں واحد امریکن ہوں جسے یہ لوگ
اپنا ہم ملہ خیال کرتے ہیں۔ میں نے کبھی ان کی عزت اور اتحاد کے
خلاف کوئی کام نہیں کیا۔“

”اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو آپ کو یہ پریشانی کیوں ہے کہ کوئی
آپ کو مار ڈالے گا؟“

”پرانے اور وضع دار لوگ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی
جگہ نوجوان لے رہے ہیں مگر وہ خود غرض اور لالچی ہیں، انتظار کرنا
نہیں جانتے۔“

”وہ آپ سے کیا چاہتے ہیں؟“ میں نے پوچھا۔ ”آپ نے تو
مجھے بتایا تھا کہ آپ بزنس چھوڑ چکے ہیں۔“

”میں واحد آدمی ہوں جو پرانی دنیا اور نئی دنیا دونوں سے
رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ میرے منہ سے نکلا ہوا
ایک لفظ پرانے ملک سے ان کا تعلق توڑ سکتا ہے۔“

”اس سے انہیں کیا پریشانی ہو سکتی ہے؟“

”وہ دس سے پندرہ بلین ڈالر سالانہ سے محروم ہو جائیں
گے۔“

”سسٹین اتنی طاقت رکھتے ہیں؟“

”ان کی تنظیم ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگرچہ اب پہلے
جیسی بات نہیں رہی، تمام خاندان رفتہ رفتہ زور پڑتے جا رہے
ہیں۔“

”میری سمجھ میں اب تک نہیں آیا کہ آخر آپ مجھ سے کیا
چاہتے ہیں؟“

”تمہارے خیال میں تمہارا کاروبار کیا قیمت رکھتا ہے؟“

”دو سے تین بلین کے درمیان۔“ میں نے جواب دیا۔

”اس سے تمہیں کتنا منافع ملتا ہے؟“

”ایک بلین ڈالر سالانہ سے زیادہ۔“

”یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔“ انکل روکو نے کہا ”اگر میں تمہیں
قطعی طور پر قانونی حدود کے اندر کام کرنے والی سرمایہ کار کمپنی میں

نہیں ہونے دیں گے اور ایسی صورت میں آپ کب تک برقرار رہیں گے؟

”تمہارے والد نے بھی مجھ سے پچاس برس پہلے یہی بات کہی تھی۔“

”انہوں نے بالکل درست کہا تھا۔ یہ بات آج بھی اتنی ہی اہم ہے۔“

”پھر تمہارے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟“ اکل روکو نے سہمی سانس لی۔

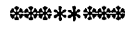
”یہاں سب کچھ آپ کے کنٹرول میں ہے۔“ میں نے جواب دیا ”جو بیشہ کرتے رہے ہیں وہی اب بھی کریں۔“

”اس کے بخود جو میں جادوس کی کھیتی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

”میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ اس معاملے میں میں آپ کی مدد کروں گا۔“

”بہت خوب“ اکل اچانک مسکرانے لگے ”آؤ نیچے ڈانچنگ روم میں چلیں۔ میں نے وہاں تمہارے لیے ایک سرپرائز رکھا ہے۔“

اکل روکو سرپرائز پسند کرتے تھے اور یہ سرپرائز تو بہت بڑا تھا۔ وہاں المادور گاس اپنی گیارہ سالہ بیٹی کے ساتھ موجود تھی۔ بیٹی کا نام ایڈا تھا جو اس کے باپ ایڈی کے نام پر رکھا گیا تھا۔



”تم احق ہو۔“ میری مہمیت اور سیکریٹری کم بہت غصے میں تھی ”اگر تمہارے چچا کا دو چار سو ملین کا نقصان ہو جاتا ہے تو تمہیں اتنی پریشانی کیوں ہے؟ وہ اس قدر دولت مند ہیں کہ انہیں اس نقصان کا احساس تک نہیں ہوگا۔“

”انہوں نے مجھ سے مدد کرنے کے لیے کہا تھا۔“ میں نے جواب دیا ”اور بہر حال ان کا تعلق خاندان سے ہے۔“

”انہیں بالکل پروا نہ ہوگی کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے کمری کے جال میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ تم ان کا برنس سنبھال لو“ چاہے تمہارے برنس کا جسے اتنے سالوں میں تم نے ترقی دی ہے کیا ڈاڑھی ہو جائے۔ جبکہ تمہارے پاس خود اپنا سرمایہ ہے تمہیں ان کے سہارے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

”نوادہ غصہ مت کرو۔“ میں نے کہا ”سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔“

”ہاں ضرور۔“ کم کے لیے میں طنز تھا ”یا تو تم جیل جاؤ گے یا زیر زمین۔ جہاں دوسرے گئے ہیں۔“

”میں اپنا برنس نہیں چھوڑ رہا ہوں۔“ میں نے جواب دیا ”بس ذرا اکل کے معاملات درست کرلوں پھر وہ جائیں اور ان کا کام۔“

”اور تمہارے پچاسی ملین ڈالر کا کیا ہوگا؟ مجھے یقین نہیں کہ

وہ تمہیں یہ رقم واپس کر دیں۔“

”وہ ضرور واپس کر دیں گے یہ ان کی غیرت کا معاملہ ہے۔“ لیکن تم براؤن سے پہلے ہی معاہدہ کر چکے ہو۔ تم نے اسے مزید چار سو ملین لی گارنٹی دی ہے اور اس کے چھ لاکھ وکیل نے ایسا انتظام کیا ہے کہ جب تک تمام رقم ادا نہ کی جائے، تمہیں اس کی کھیتی میں کوئی اشاک نہیں ملے گا۔ آخر تمہاری عقل کہاں چلی گئی ہے۔ تم اپنی کھیتی جزل ایوڈکس میں تو اس طرح کام نہیں کرتے۔“

”آخر تم اتنا جھٹکیوں رہی ہو؟ یہ میری پراہم ہے، تمہاری نہیں۔“

”تم نے سینٹیفریو فورٹ سے اس خزانہ کو امریکی شہریت دلانے کے لیے کیوں کہا ہے؟“ کم نے موضوع بدل دیا۔

”اسے جادوس کے نقل ہونے سے پہلے شہریت ملنے والی تھی۔ الما کو اس کی ضرورت ہے ورنہ ایف سی سی اسے کھیتی میں ایک حصہ خریدنے کی بھی اجازت نہیں دے گی کیونکہ صرف امریکیوں کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی ریڈیو یا ٹیلی ویژن اسٹیشن کے مالک بن سکیں۔“

”اور اگر یہ بات نہ بنی تو؟“

”تب اکل کو کافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔“

”انہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ بہت چھ لاکھ ہیں۔ انہوں نے تمہیں پہلے ہی پچاس رکھا ہے۔ پانچ سو ملین ڈالر کی حد تک کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں جزل ایوڈکس کو فروخت کرنا پڑے۔“

”ایسا نہیں ہوگا۔ اکل ضرور میرا ساتھ دیں گے۔“

”ہاں۔ جس طرح انہوں نے ایڈی کی بیٹی کا ساتھ دیا ہے۔ ایک ایسی لڑکی جس کے بال بھورے اور آنکھیں نیلی ہیں، تمہاری طرح۔ کیا ایڈی بھی ایسا ہی تھا؟“

میں خاموش رہا۔ ایڈی کے بال کالے اور آنکھیں بھوری تھیں۔

”تمہارے اکل نے الما کو ملک چھوڑ کر جانے کے لیے رقم دی تھی جبکہ وہ تم سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ خود تم نے ہی بتایا تھا۔“ کم بولی۔

”مجھے تمہیں یہ بات نہیں بتانا چاہئے تھی۔“ میں نے آہستہ سے کہا۔

”تم دونوں کے الما سے تعلقات تھے۔“

”ہاں۔ مگر بیک وقت نہیں۔“

”پھر وہ لڑکی تمہاری بیٹی بھی ہو سکتی ہے!“

”بیگار بائیں مت کرو۔“

”اور اب وہ چیل بلاسٹک سرجری سے اپنے چہرے کی

حمرت کرا کے دوبارہ تمہیں چمانے آگئی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ جو کچھ تم نے کمایا ہے، کہیں سب کا سب ضائع نہ کر دو۔“

یہ تین ماہ قبل کی بات تھی کہ میں اٹلانٹک سٹی میں انکل رو کو سے ملنے گیا تھا تو وہاں اگل اور اس کی بیٹی سے ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات کھانے کی میز پر ہوئی تھی۔ انکل ایک سر پرانہ بڑے کا وعدہ کر کے مجھے ڈائننگ روم میں لے گئے تو وہاں الما پہلے سے موجود تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی میری جانب بڑھی۔ میں نے اس کے رخساروں پر بوسہ دیا۔

”تم سے اس طرح ملنا واقعی حیران کن ہے۔“ میں نے کہا۔
”حیرت کی کوئی بات نہیں۔“ الما بولی ”مجھے یقین تھا کہ ہم دوبارہ ضرور ملیں گے۔“

”تم آج بھی اتنی ہی خوب صورت نظر آ رہی ہو جتنی پہلی ملاقات کے وقت تھیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔“
”یہ سب فریج ایک اپ کا کمال ہے۔“

”انکل کہہ رہے تھے کہ تمہاری ایک بیٹی بھی ہے۔“ میں نے کہا۔ الما کے چہرے پر ایک سایہ سا گزر گیا۔

”ہاں“ اس نے جواب دیا ”جب ہم جدا ہوئے تو مجھے پتا ہی نہیں تھا کہ میں ایڈی کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔“

”زندگی میں ایسے حیرت انگیز اتفاقات بھی پیش آتے رہتے ہیں۔“

”سچ کہتے ہو۔ ہماری ملاقات کو ہی دیکھ لو۔ اگر میرے شوہر جادوس کا ریم سے ہلاک نہ ہوتے تو شاید میں یہاں نہ آتی۔“

”تم نے جادوس سے شادی کیسے کر لی؟“

”میں فقہ میں یونیورسٹی تھی۔ مجھے سارے کی تلاش تھی اور جادوس بہت دولت مند آدمی تھا۔ یہ تو مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ میں اس کے لیے ایک کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تھی۔

وہ عورتوں سے نفرت کرتا تھا۔ اس نے مجھے برباد کرنا چاہا اور جب ایسا نہیں کر سکا تو مجھے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا۔ ہمارے درمیان طے ہوا تھا کہ وہ ازدواجی زندگی کے ہر سال کے لیے مجھے ایک ملین ڈالر دے گا مگر بعد میں اس نے اپنے وعدے سے پھرنا چاہا۔“

”اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ میں نے کہا ”اب تم اس کی بوجھ ہو اور ہر چیز تمہاری ہے۔“

”یہ اتنا آسان بھی نہیں ہے۔ پہلی شادی سے اس کے دو بیٹے ہیں۔ وہ اس کی کارپوریشن میں کام بھی کرتے ہیں اور وصیت کے مطابق وہی اس کے وارث ہیں۔“

”تمہیں کیسے معلوم ہوا؟“

”مجھے اس کے کینیڈین وکیل نے بتایا تھا جس نے سات سال پہلے اس کی وصیت تیار کی تھی۔ اب وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں نے ان سے تعاون کیا تو وہ خیال رکھیں گے کہ مجھے کچھ نہ ضرور

مل جائے گا۔“

”پھر کیا تم ان سے تعاون کرو گی؟“ میں نے پوچھا۔

”میں ہر حال میں ان سے اپنا حصہ وصول کر کے رہوں گی۔ کاش جادوس زندہ ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔“

”میں سمجھا نہیں۔“ میں بولا ”میرا تو خیال تھا کہ اس کی موت میں تمہارا ہاتھ ہے!“

”مجھے اس سے کیا فائدہ تھا؟“ الما حیران نظر آئی ”مجھے معلوم تھا کہ اس کے بیٹے اس کے وارث ہیں۔ میرے لیے اس کے بیٹوں سے زیادہ خود اس سے معاملہ کرنا آسان تھا۔“

”تب بھرا سے کس نے مارا؟“

”تمہیں نہیں معلوم؟“

”نہیں“ میں نے ٹہنی میں سر ہلایا۔

”تمہارے انکل نے“ الما نے جواب دیا ”جب انہیں معلوم ہوا کہ جادوس انہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو انہوں نے اسے حکم کر دیا۔ گاڈ فارر کبھی معاف نہیں کیا کرتے۔“

انکل رو کو شام کے سات بجے ڈنر کھاتے تھے۔ سر کے اشارے سے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے الما سے پوچھا ”بے بی کہاں ہے؟“

”آ رہی ہو گی۔“ الما نے بتایا۔

”کیا تم بے بی سے ملے ہو؟“ انکل نے میری طرف دیکھا۔

”اب وہ بے بی نہیں ہے۔“ الما مسکراتی ”کیا وہ سال کی لڑکی ہے۔“

اسی وقت ایڈا اکرے میں داخل ہوئی۔ انکل نے اسے پیار کیا۔ ایڈا نے میری طرف دیکھا۔ ”کیا تم میرے انکل ہو؟“

اس کی آنکھیں بڑا در بال سرخی مائل مجھ سے تھے، جیسے کہ میری ماں کے تھے۔ قد اس کی عمر سے زیادہ معلوم ہوتا تھا۔

”ہاں“

”پھر کیا میں تمہیں انکل کہہ سکتی ہوں؟“

”ضرور“

”تمہارا نام عجیب ہے۔ جذ۔ میرے اسکول میں تو کسی کا یہ نام نہیں۔ کیا یہ تمہارا اصلی نام ہے؟“

”ہاں۔ یہ ایک طرح سے مخف ہے۔“

”یہ تو کچھ بائبل جیسا نام معلوم ہوتا ہے۔“

”ایڈا انگلینڈ میں پرستوتی ہے۔“ الما نے بتایا ”اس لیے امریکیوں کے بارے میں میں کی باتیں اسے الجھاتی ہیں۔“

”میں نے اپنے ڈیڈی کے فوٹو دیکھے ہیں۔“ اچانک ایڈا اہل اٹھی اور اپنی ماں کی طرف دیکھا ”ان کے بال تمہاری طرح کالے تھے مگر تم دونوں کے مقابلے میں انکل مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔“ وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر مجھ سے پوچھا ”کیا کبھی می

سے تمہارا تعلق رہا ہے؟

ہم میں سے کسی کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے اٹھل رو کو کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر غصے کی سرخی تھی۔

کھانے کے بعد اٹھل مجھے اپنے کمرے میں لے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایذا کے لیے ایک ملین ڈالر کی رقم سے ایک ٹرسٹ قائم کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے ایک الماری کھول کر اس میں سے مختلف قسم کی کوئین اور ہیروئن نکال کر مجھے دکھائی اور بتایا کہ پہلے مافیا بزنس کو سسلی کے ممتاز خاندان کنٹرول کرتے تھے مگر اب دوسرے لوگ بھی بازار میں آگئے ہیں اور وہ اپنا تیار کردہ مال کم قیمت پر فروخت کر رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ لوگ لالچی اور خود غرض ہو گئے۔ خاندانوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا، اسے نظر انداز کیا جانے لگا۔ پھر جنگ چھڑ گئی۔ گورنمنٹ نے ان حالات سے فائدہ اٹھایا اور ان خاندانوں کے لیے زندگی دشوار بنادی۔

”لیکن آپ تو رنڈاز ہو چکے ہیں۔“ میں نے کہا ”آپ کو ان تمام باتوں سے کیا مطلب ہے؟“

”پہلے میرا بھی یہی خیال تھا مگر اب وہ لوگ کچھ اور سوچ رہے ہیں۔“ اٹھل نے جواب دیا ”کئی سال گزرے، جنگ کے بعد لوسیانو نے کوشش کر کے ایک مافیا کیشن ترتیب دیا اور فیصلہ ہوا کہ کیشن کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کیا جائے گا۔ بغیر اجازت کسی بھی نئے علاقے میں کاروبار نہیں کیا جائے گا۔ کسی کو بزنس سے الگ نہیں کیا جائے گا اور سب سے اہم بات یہ کہ جب تک کیشن اجازت نہیں دے گا کوئی کسی کو مار نہیں سکے گا۔ برسوں تک سب کچھ ٹھیک ٹھاک چلتا رہا۔ ہم سب نے معتدل منافع کمایا مگر پھر سب کچھ ختم ہو گیا۔“

”وہ کیوں؟“ میں نے پوچھا۔

”لوسیانو کا انتقال ہو گیا۔ کاسٹیلو سربراہ بنا مگر اس میں وہ انتظامی صلاحیت نہیں تھی کہ سب کو ایک لائن میں رکھ سکے۔ جب سے تاجازز منشیات کا کاروبار پھیلایا ہے تو لوگ لالچ اور خود غرضی میں اندھے ہو کر جانوروں کی طرح ایک دوسرے کو پھاڑنے لگے۔“

”محمودہ آپ سے کیا چاہتے ہیں؟“

”مسلمین کیشن جانتا ہے کہ میں ایک عزت دار آدمی ہوں۔“ اٹھل نے جواب دیا ”اور یہ بات اگرچہ سچ بھی سمجھتے ہیں۔ وہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ مجھے کیشن کا سربراہ بنانا چاہئے۔ بلاشبہ اس کے ساتھ سے شمار دولت بھی لے گی مگر مجھے دولت کی پروا نہیں۔ میں سربراہ بننا نہیں چاہتا۔ بہت پہلے میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اپنے بستر پر مرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں نے سربراہی منظور کر لی تو ایک سال کے اندر مجھے قتل کر دیا جائے گا، جس طرح کیسٹی لانو، یونان اور گیلانی کو ختم کیا جا چکا ہے۔“

”میں اس سلسلے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟“

”ان لوگوں سے بات کرو۔ ان سے کہو کہ میں ایک بوڑھا آدمی ہوں۔ میرا ذہن کمزور ہو چکا ہے۔ میں ہریات بھول جاتا ہوں۔ میں اس منصب کی بے چینیوں کو ذمہ داری سے نہیں نبھ سکتا۔ چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ یہی حال رہا تو مجھے کسی اسپتال میں داخل کرنا پڑے گا۔“

”اور کیا وہ میرا تعین کر لیں گے؟“

”ممکن ہے کہ یہی ہو۔“

”محمودہ تو مجھے جانتے تک نہیں۔“

”وہ جانتے ہیں۔ وہ تمہارے والد کو جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ قاتل، احتکار اور احمادار آدمی تھا۔ آخر تم اسی باپ کے بیٹے تو ہو۔“

”اور یہ کام مجھے کب کرنا ہو گا؟“

”ابھی تمہارے پاس کچھ وقت ہے۔ پہلے تم رقم کمپنی کے معاملات درست کرو۔“

”میں کہہ نہیں سکتا کہ میں کب اس سے فارغ ہو سکوں گا۔“

میں نے جواب دیا ”جاہدوس کے بیٹوں نے تو میری آخر کار جواب تک نہیں دیا، جو میں نے ان کے اسٹاک کے سلسلے میں کی تھی۔“

”ہمیں وہ اسٹاک مل جائے گا۔“ اٹھل مسکرائے ”جاہدوس نے میرے کینیڈین بینک سے قرض لیا تھا۔ بینک نے ان سے رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کیا۔ جاہدوس ملین ڈالر مع سود مگر جاہدوس کا رپورٹیشن کے پاس اتنی رقم نہیں تھی۔ اس قرض کی ادائیگی کے لیے وہ اپنا اسٹاک دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔“

”پچھلے سے الما کی آواز آئی۔ میں اسے کمرے میں آتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔“

”اسی کے ساتھ جاہدوس کی جائداد پر مجھے اپنے مقدمے سے بھی دست بردار ہونا پڑا ہے۔“ وہ بولی ”وہ اس کے بغیر اسٹاک دینے والے نہیں تھے۔“

”اس کے باوجود تمہیں تین ملین ڈالر مل جائیں گے۔“ اٹھل نے کہا ”اور شاید کچھ کیشن بھی۔“

”مگر مجھے ابھی تک کچھ نہیں ملا ہے۔“ میں نے کہا ”جبکہ میں بچا سی ملین کیشن دے چکا ہوں۔“

”تم اگر اتنے فکرمند ہو تو میں کل صبح ہی تمہیں رقم دے دوں گا۔“ اٹھل رو کو نے کہا۔

”آج جانتے ہیں کہ کل صبح میں یہاں موجود نہیں ہوں گا۔“ میں بولا ”مجھے میننگ میں شرکت کے لیے صبح پانچ بجے روانہ ہونا ہے۔“

”اس صورت میں جب تم لاس اینجلس واپس آؤ گے تو میں رقم بھجوا دوں گا۔“

”ضرور“ میں نے جواب دیا۔ میں جانتا تھا کہ وہ کل مجھے رقم

نہیں بھیجیں گے۔

”مجھے پروا نہیں کہ وہ کیا سوچتے ہیں اور کیا نہیں۔“ الما نے تیزی سے کہا ”مگر کیا تم اپنی بیٹی کے لیے کوئی جذبات نہیں رکھتے؟“
”وہ میری بیٹی نہیں ہے۔“ میں ساٹ لہجے میں بولا ”اس کے علاوہ تم نے اکل سے اچھا فائدہ حاصل کر لیا ہے۔ اسے خراب مت کرو۔“

اچانک کچھ شور سا ہوا۔ بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔ ایڈا اندر داخل ہوئی ”کیا میری بیٹی یہاں ہیں؟“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔
الما جلدی سے بستر سے باہر نکلی ”میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پیچھے مت آیا کرو۔“ اس نے غصے میں ایڈا سے کہا۔
”میں تمہارے پیچھے نہیں آئی۔“ ایڈا نے منجھدی سے جواب دیا ”میں تو یہ بتانے آئی تھی کہ ہال کا گارڈ مرنچکا ہے۔“

میں نے دروازے سے جھانک کر دیکھا۔ ایڈا کچھ دہری تھی۔ گارڈ اپنی کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کی پیشانی کے درمیان گولی کا سوراخ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کی گن فرش پر گری ہوئی تھی۔
”تم نے اور کیا کچھ دیکھا ہے؟“ میں نے ایڈا سے پوچھا۔
”میں نے اسے کمرے کے دروازے سے دو آدمیوں کو اس زینے کی طرف بھاگتے دیکھا جو دادا کے بیڈ روم کی طرف جاتا ہے۔“

میں نے الما سے کہا کہ وہ اور ایڈا میرے ہاتھ روم میں جا کر اندر سے دروازہ بند کر لیں۔ وہ دونوں چلی گئیں تو میں باہر نکلا۔ ہال میں محمود گارڈ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ گارڈ کا برٹا آؤٹریک ریو اور اٹھا کر میں کمرے میں واپس آیا اور انٹرکوم پر اکل کے بیڈ روم کا بٹن دیا۔

”کیا آپ ٹھیک ہے؟“ میں نے پوچھا۔
”میں ٹھیک ہوں مگر تم نے اس وقت مجھے پریشان کیوں کیا؟“ اکل کے لیے میں غصی تھی۔

”میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں ہال کے گارڈ کو مار دیا گیا ہے اور دو مسلح آدمی آپ کے بیڈ روم کی طرف گئے ہیں۔“
”مگر میں نے کچھ نہیں سنا۔ کیا بات ہوئی تو باہر میرے آفس پر متعین گارڈ کی فائرنگ ضرور سنائی دیتی۔“
”ممکن ہے انہیں بھی مار دیا گیا ہو۔“ میں نے جواب دیا ”اس کے علاوہ میں نے بھی باہر ہال میں کوئی آواز نہیں سنی۔ ممکن ہے ان لوگوں نے سائنسرنگار کمرے ہوں۔“

”میرا کمرہ بالکل محفوظ ہے۔ لکڑی کے اندر لوہے کے دروازے ہیں اور سب کھڑکیوں کے شیشے بٹ پروف ہیں۔“
”مگر ان کے پاس پلاسٹک بم ہو اب آپ کیا کریں گے؟“
”بہت بُری بات ہوگی۔ مگر میرے لیے نہیں، ان کے لئے۔“
دروازے میں قدم رکھتے ہی انہیں ریو اور اور شات گن کی گولیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔“

”وقت نام میں ایسے مواقع پر آنسو گیس استعمال کی جاتی

”میں ایک عزت دار آدمی ہوں۔“ اکل نے کہا ”جب تم نے اپنا کاروبار شروع کرنے کے لیے رقم مانگی تھی تو میں نے دی تھی یا نہیں؟“

”نہیں کریں“ میں نے جواب دیا ”مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ مجھے رقم ملتی ہے یا نہیں۔ بہر حال ہم ایک ہی خاندان ہیں۔“
”سچ کہا تم نے۔“ اکل نے سر ہلایا ”اہمیت بھی اسی کی ہے۔“ انہوں نے اپنی رست و اچ دیکھی ”دس بجے ہیں۔ ہم فلاڈلفیا کے اسٹیشن سے خبریں سن سکتے ہیں۔“
انہوں نے ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آن کیا۔ اٹاؤنسر کی آواز سے بے حد جوش ظاہر ہو رہا تھا۔

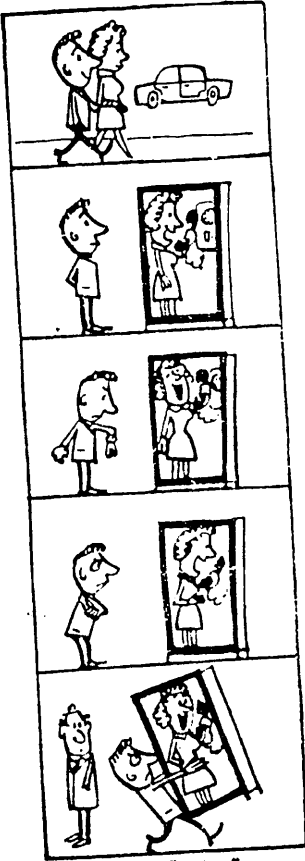
”اگلی بیس منٹ پہلے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فلاڈلفیا کے ایک گروہ کے سربراہ کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ اس وقت وہ اپنے پسندیدہ ریوٹروٹ میں کھانا کھانے کے لیے کار سے اتر رہا تھا۔“
اسی کے ساتھ ٹی وی اسکرین پر مشعل سربراہ کو دکھایا گیا۔ اٹاؤنسر کچھ اور بھی بتا رہا تھا مگر اکل نے سیٹ بند کر دیا۔ میں نے اکل کی طرف دیکھا۔ وہ جانتے تھے کہ میں نے اس آدمی کو پہچان لیا ہے۔ وہ کونسا جو آج صبح ہی اکل سے ملنے آیا تھا۔

”کیا ہوا تھا؟“ میں نے پوچھا۔
”میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ احمق آدمی ہے۔ کوئی اسے پسند نہیں کرتا۔ جلدیادیر کوئی نہ کوئی اسے مار دے گا۔“
”اور یہ ہے وہ دنیا جیسے کشیش والے چاہتے ہیں کہ آپ کنٹرول کریں؟“

”میں نے بھی تو یہی کہا ہے کہ میں اسے نہیں سنبھال سکتا۔ اس لیے میں دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔“
میں نے سونے کے لیے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو الما نے کہا وہ کچھ بات کرنا چاہتی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ باتیں پھر کبھی کر لیں گے۔ مجھے کل اس کی امریکی شہریت کی درخواست کے لیے سینٹریو بیوروٹ سے ملنا ہے اور کل جلدی اٹھنے کے لیے ضروری ہے کہ میں زیادہ دیر تک نہ جاؤں۔ چنانچہ میں اکل اور الما کو شب بخیر کہہ کر اپنے بیڈ روم کی طرف چل دیا۔

معلوم نہیں میں کتنی دیر سویا ہوں گا کہ اچانک ٹھنڈی ہوا کے تیز جھونکوں سے میری آنکھ کھل گئی۔ ہوا کھلی کھڑکی سے آ رہی تھی۔ الما دروازے کے بجائے کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوئی اور میرے بستر میں کھس گئی۔

”کیا بات ہے؟“ میں نے پوچھا۔
”میں تمہیں یہ بتانے آئی ہوں کہ ایڈا تمہارے کزن کی نہیں، تمہاری بیٹی ہے۔“
”میرا خیال ہے کہ اکل روکنے بھی یہی اندازہ لگایا ہے۔“



ہے آنکھوں میں گیس بھری ہو تو آپ کسی کو شوٹ نہیں کر سکتے۔
 ”الما اور میری پوتی کہاں ہیں؟“ انکل نے پوچھا۔

”میں نے انہیں ہاتھ دوم میں بند کر دیا ہے۔“
 ”اگر وہ تمہاری طرف آئے تو ہاتھ دوم کچھ نہیں کر سکے گا۔“
 انکل نے کہا ”میں وہاں سے نکال کر عقبی زینے سے مین فلور پر
 لے جاؤ۔ وہاں سیکورٹی کے آدمی ان کا خیال رکھیں گے۔“
 ”اور آپ کے بارے میں کیا کروں؟“

”پہلے انہیں مین فلور پر بھیج دو۔ پھر اگر تم ہیرو بننا چاہتے ہو تو
 میرے پاس آجانا۔“ انکل کے لیے میں طفر تھا۔

”تم ناراض نہ ہوں۔“ میں نے جواب دیا ”میں نے وعدہ کیا ہے
 کہ آپ کو گولیوں سے مرے نہیں دوں گا۔ اب بتائیے میں آپ
 کے کمرے تک کس طرح پہنچوں؟“

”تمہارے کمرے کے ٹیرس سے ایک بیرونی زینہ میرے
 کمرے تک آتا ہے کیا تمہارے پاس ریو اور ہے؟“
 ”ہاں۔ میں نے گاڑ کا ریو اور اٹھا لیا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ جب تم اوپر پہنچو تو بغیر کوئی وارننگ دیے ان
 بد معاشوں کو شوٹ کر دینا ورنہ انہیں موقع مل گیا تو وہ تمہیں نہیں
 چھوڑیں گے۔“

”میں آ رہا ہوں۔ آپ اپنے کمرے سے باہر نہ نکلیں۔“
 میں نے الما اور ایڈا کو عقبی زینے سے نیچے بھیج کے ٹیرس کا
 دروازہ کھولا تو پریشانی ہوا جسم سے کھرائی۔ زینے کی سیڑھیوں پر برف
 جمی ہوئی تھی۔ زینے کا ٹھنڈا آہنی جنگلا میری انگلیوں کو ٹھہرائے
 دے رہا تھا۔ سردی سے کانپتا میں اوپر پہنچا۔ ریو اور میرے ہاتھ میں
 بالکل برف کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ معلوم نہیں
 میری انگلیاں زنجیر بھی دبائیں گی یا نہیں۔

ٹیرس کے اوپری دروازے کے سامنے وہ دونوں میرے
 استقبال کے لیے موجود تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ اس وقت کون سی
 دغا خچے ان کی گولیوں سے بچا سکے گی۔ میں نے ان کے ریو اوروں
 سے شیلے نکلنے دیکھے مگر کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ شاید میں پہلے ہی
 مرحوم ہو چکا تھا۔ مگر پھر میں نے گولیوں کی ہلکی آواز سنی۔ گولیاں
 ٹیرس کی کھڑکی سے کھرائی تھیں۔ میں نے ان کے پیچھے انکل روکو کو
 اپنے بیڈ دوم سے ہاتھ میں شاٹ گن لیے نکلے دیکھا۔ اس سے پہلے
 کہ وہ دونوں کوئی حرکت کرتے ”انکل نے انہیں ٹھکانے لگا دیا۔ وہ
 منہ کے بل فرش پر گرے اور ساکت ہو گئے۔“

سردی دور کرنے کے لیے انکل نے سسلی کی خاص شراب کے
 دو گلاس بھر کے ایک خود اپنا دوسرا پیچھے دیا۔

”آپ کے باڈی گاڑ کہاں ہیں؟“ میں نے پوچھا ”وہ کہیں نظر
 نہیں آ رہے ہیں۔“

”وہ گاڑ ٹکی ہیں۔“ انکل نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔

”کیا مطلب؟“ میں نے پوچھا۔

”انہیں ہماری رقم دی گئی تھی۔“ انکل نے بتایا ”دولت ہر
 جہائی کی جڑ ہے اور اس نے انہیں برباد کر دیا۔“

”مگر انہیں کس نے رقم دی تھی؟“
 ”شاید کوئی نہ“ انکل نے جواب دیا ”مگر انہیں معلوم نہیں
 تھا کہ کوئی ہی ختم ہو چکا ہے۔ اگر انہیں معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ
 کرتے کیونکہ یہ کامیاب ہو جاتے تو کوئی انہیں رقم دینے والا نہیں
 تھا۔“

”کیا انکو آپ نے قتل کرایا ہے؟“

”نہیں“ انکل نے جواب دیا ”میں ان باتوں سے بہت بلند
 ہوں۔“

”میں حیران ہوں کہ آپ کو میری ضرورت کیوں ہے؟“ میں
 بولا ”آپ اپنے طور بھی بخوبی نٹ سکتے ہیں۔“

”مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ بزنس میں موجود رہنے کا مطلب
 ہے کہ جلد یا بدیر کوئی نہ کوئی مجھے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائے

گا۔ میں اس ہنگامہ آرائی کو مزید برواشت نہیں کر سکتا۔ میں اب پوزحہ ہو چکا ہوں۔ ذرا غور سے ان دونوں کو دیکھو۔ کیا یہ بھی زندگی گزارنے کا کوئی طریقہ ہے؟ تمہیں بہر حال ان حالات سے نکلنے میں میری مدد کرنی ہے۔“

”ہم ان لاشوں سے کیسے چھٹکارا پائیں گے؟“ میں نے پوچھا۔
”میرے کچھ دوست ہیں جو بڑی خاموشی سے اس معاملے کو دبا دیں گے۔“ انکل نے جواب دیا ”مجھے بس ایک سی بات کا افسوس ہے۔ فرش پر جو قالین بچھا ہے وہ بہت قیمتی ہے۔ مجھے اس کے لیے ڈیڑھ سو ہزار ڈالر خرچ کرنا پڑے تھے۔ ان بد معاشوں نے اس کا ستیا تاس کر دیا۔“

میں ایک اسٹول پر بیٹھا سلی کی اینٹیل شراب پی رہا تھا۔ انکل روکو کو فون پر باتیں کرتے سن رہا تھا۔ وہ اٹالین زبان میں گفتگو کر رہے تھے اور میں اس زبان سے باخبر تھا۔ کمرے میں کئی آدمی صفائی کرنے اور ہریز کو نال بنانے میں مصروف تھے۔ ریسپور رکھ کر انکل نے بتایا کہ الما اور ایڈا کو ان کے کمرے میں بھیج دیا گیا ہے۔

”مجھے بھی اب چلنا چاہئے۔“ میں نے کہا ”تعویذ نیند لے لوں تو بہتر ہے۔ مجھے لاس اینجلس کی فلائٹ پکڑنی ہے۔“
”تم کیس نہیں جا رہے ہو۔“ انکل مضبوط لہجے میں بولے ”کل یہاں ایک بہت اہم میٹنگ ہونے والی ہے۔“
”مگر کل مجھے اپنے آفس میں ریزرو پاسپل سے کنٹریکٹ مکمل کرنا ہے۔“ میں نے جواب دیا ”میں نے انہیں نصف بلین ڈالر بطور ڈیپازٹ دے رکھے ہیں۔ اگر میں نے دستخط نہیں کئے تو بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔“

”کوئی نقصان نہیں ہوگا۔“ انکل نے اتماد سے کہا ”البتہ کل میٹنگ میں شریک نہیں ہونے تو ضرور نقصان کر لو گے۔“
”میرا خیال تھا کہ آپ نے مجھے یہاں فیملی بزنس کے لیے بلایا ہے مگر یہ بات نہیں تھی۔ کیا تم؟“

”صوبی۔“ انکل نے میرے گلاس میں مزید شراب اڈیل دی۔
”آپ میرے انکل ہیں۔“ میں غصے سے بولا ”آج رات اگر مجھے آپ کے لیے جان بھی نہ پڑتی تو دے دیتا مگر آپ میرے ساتھ ایماندار ہی نہیں رہتے رہے ہیں۔ آپ گاؤ فادر کا مکمل کھیل رہے ہیں۔“

”اب یہاں کوئی گاؤ فادر نہیں ہے۔“ انکل نے سنجیدگی سے کہا ”ہم سب ایماندار بزنس میں ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔“

”اور بزنس کیا ہے؟“ میں نے تھری لیے میں پوچھا ”موت!“
”اسے میں نے شروع نہیں کیا۔ یہ کچھ ایسے مجڑبے ہوئے فوجو انوں کی حرکت ہے جو قلمیں بہت دیکھنے لگے ہیں۔“

”مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی میٹنگ کا میرے ریزرو پاسپل کے ساتھ ہونے والے معاہدے سے کیا تعلق ہے؟“
”میٹنگ یوروپین لوگوں کے ساتھ ہے۔“ انکل نے جواب دیا ”اور وہ ریزرو پاسپل پر زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ تمہاری سب سے بڑی حریف ڈیج کمپنی ہے، جو خود بھی ایسا ہی معاہدہ کرنا چاہتی ہے۔“

”میں جانتا ہوں۔ کوئی ایسی بات تین سال سے مجھے معلوم نہ ہو۔“
”تین سال قبل کے مقابلے میں اب ہوائی کمپنیوں کی تعداد تین گنا زیادہ ہے۔“ انکل نے کہا ”تم نے اچھا بزنس کیا کیونکہ تب ان لوگوں کو تمہاری ضرورت تھی لیکن آج کل ایک طرف اخراجات تیزی سے بڑھ رہے ہیں دوسری طرف مقابلے میں زندہ رہنے کے لیے ہوائی کمپنیاں کراہیوں میں کمی کرتی جا رہی ہیں۔“
”عقربہ وہ وقت آسکتا ہے کہ تمہارے پاس بے شمار پیارے ہوں مگر انہیں لیزر لینے والا کوئی نہ ہو۔“

”ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ مانگ برابر بڑھ رہی ہے۔“
”میں نے تم سے زیادہ زندگی گزار دی ہے۔“ انکل سنجیدگی سے بولے ”اور میں نے ایک سبق حاصل کیا ہے۔ زندگی ایک بھاری رولر کی طرح ہے۔ ہر وہ چیز جو اوپر جاتی ہے، نیچے ضرور آتی ہے۔“
”لیکن جلد یا بدیر وہ پھر اوپر پہنچ جاتی ہے۔“
”سچ ہے۔ لیکن جب کوئی نیچے ہو تو پورا خطرہ رہتا ہے کہ رولر اسے کچل نہ دے۔“

دروازہ کھلا اور چار آدمی ایک قالین اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ پہلے والا قالین اٹھا یا چکا تھا۔ اب جو انہوں نے نیا قالین بچھایا تو میں نے دیکھا کہ وہ بھی پہلے والے کی طرح تھا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا اور پھر انکل روکو کی طرف گھوما ”آپ تو کہہ رہے تھے کہ دنیا میں اس طرح کے صرف دو قالین ہیں۔“
”غلط نہیں کیا تھا۔“ انکل ہنسنے لگے ”میں نے امتیاز کے خیال سے دونوں خرید لئے تھے۔“

”جو قالین خراب ہو گیا ہے اس کا کیا کریں گے؟“
”میں اسے پاکستان بھیج دوں گا۔ یہ بنایا بھی وہیں کیا تھا۔ وہاں ایسے کارگر موجود ہیں جو اسے دھوکا صاف کر سکیں۔“

”میں اٹھا تو میرے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔“
”میں سونے جا رہا ہوں۔“ میں نے کہا۔
”اسی وقت الما کمرے میں داخل ہوئی اور انکل روکو کی طرف دیکھا۔ ”کیا تم خریدتے ہو؟“ اس نے پوچھا۔
”ہاں، کچھ ٹھیک ہے۔“

”ایڈا سو گئی ہے۔“ الما نے مجھ سے کہا ”تمہاری بہت تعریف کر دی گئی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ تم بہرہ ہو۔“
”ہاں، تم واقعی بہرہ ہو۔“ انکل نے تائید کی ”تم نے میری زندگی بچائی ہے۔“

”جبکہ آپ کو میری مدد کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔“

حسن مزاج

”یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جرمین میں حسن لطیف کا تھکان ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ یہاں اقوام کے بائیس بھی نہیں ہے۔ حقیقتاً ان میں وہ لطافت اور ہمدردی نہیں جو اکثر دوسری اقوام میں ملتی ہے۔ ان کے پی دی کے پروگرام پوری دنیا کے دیگر اقواموں سے برتر ہوتے ہیں۔ اسے آپ برٹش کی ملائیت سے یہ لوگ محروم کئے جاسکتے ہیں۔ ذبح لوگوں (جو جرمین کو پسند نہیں کرتے) کا کہنا ہے۔“

”ایک دفعہ کسی ایسی کتاب کی تلاش شروع ہوئی جو مکمل بری ہو اور مختصر ترین ہو۔ دنیا بھر کی لائبریریاں چھانی گئیں بالآخر جو کتاب ان شرلوک کے پوری آخری افسانے کا نام تھا ”جرمن مزاج کی دو صدیاں۔“

اسے کبھی نہیں دیکھو گی۔“
”ممکن ہے میں نہ دیکھوں مگر تمہیں اس سے ملنے سے کون روکے گا؟“

”میں بھی نہیں ملوں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔“
”وہ بہت خوبصورت ہے؟“

”ہاں۔ مگر گزرے ہوئے کل کا اسٹاک ہے جبکہ تم آج کا اسٹاک ہو۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔“
”مجھے افسوس ہے، ہم مسکرانے لگی۔“ میں جلدی غصے میں آجاتی ہوں۔“

”کیا سب لوگ آگئے ہیں؟“ میں نے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں سب آگئے ہیں۔ شپہرڈ اور اس کا وکیل گٹ لن اور میک ماس، پیج نری اور اس کا نائب خفرن۔ الما اور اس کا کنیڈین ٹیکر، ڈی بی اینڈ میڈل کی ٹیم، میلی ٹیم کی نمائندگی کرنے والا اٹارنی، ہمارے آفس سے جب ہیڈلے اور اکاؤنٹنٹ ڈیولس اور سیکریٹری کی حیثیت سے کام کرنے کے لیے ہیں۔“

”میرا خیال تھا کہ تم کسی نہ کسی طرح میٹنگ میں موجود رہنے کی کوشش کرو گی۔“ میں ہنسنے لگا۔

”میں یاگل نہیں ہوں۔“ ہم بولی۔ ”میں اس عورت کے ساتھ تمہیں ایک کمرے میں تمنا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔“

میٹنگ روم میں ان سب کے چروں پر تجسس کے تاثرات تھے۔

”مہربانوں اور معزز حضرات! سب سے پہلے میں ایک مختصر

”کیا آپ نے اسے بتا دیا کہ میں بھی اس کے ساتھ لاس اینجلس جا رہی ہوں؟“ الما نے انکل سے پوچھا۔
”مجھے یاد نہیں رہا۔“ انکل نے جواب دیا۔

دوسرے دن دوسرے پہلے میری آنکھ نہیں کھل سکی (یہ سب سسلی کی خاص شراب کا اثر تھا)۔ انکل روکو میرے بستر پر بیٹھے تھے۔ میرا سر درد سے پشما پڑ رہا تھا۔ منہ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے روٹی بھری ہو۔ پتا نہیں وہ کون سی دوا تھی جو انکل نے تقریباً زبردستی مجھے پلائی۔ دوا نے جادو کی طرح اثر کیا اور میں چند ہی لمحوں میں خود کو بہتر محسوس کرنے لگا۔

”کمال ہے!“ میں نے حیرت سے کہا ”آپ کو اس دوا کا فارمولا کس نے بتایا؟“
”میری ماں نے“ انکل مسکرائے۔

”میں ابھی تیار ہوا جاتا ہوں۔“ میں نے کہا ”آپ کی میٹنگ کب ہوگی؟“
”میٹنگ تو ہو چکی۔ تم اتنے بے خبر سو رہے تھے کہ تمہیں اٹھانا مشکل تھا۔“

”وہاں کیا ہوا؟“

”سب ٹھیک ہے۔ میں نے ان لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ تم اسے سنبھال لو گے۔“

”کسے سنبھال لوں گا؟“

”فین بیسی فلم کے کنٹرول کو۔“

”مجھے اس کام کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ میں اس کا کیا کروں گا؟“

”ان ہی لوگوں کو واپس کر دیتا۔“

”اور میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہوں تب؟“ میں نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

”جاؤں سے بھی یہی کرنا چاہا تھا۔“

”تب میرے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے۔“

”ہاں۔ میرے پاس بھی نہیں ہے۔ ہم دونوں محروم ہو جائیں گے۔“ انکل نے جواب دیا۔

میں کمرے میں داخل ہوا۔ ہم اکلی تھی اور وہ سگریٹ پی رہی تھی۔ میں نے بھی اسے دن میں سگریٹ پیتے نہیں دیکھا تھا۔
”تم نے مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ جڑیل بھی میٹنگ میں آ رہی ہے؟“ ہم نے غصے سے کہا۔

”میں نے بتایا تو تھا کہ سب لوگ موجود ہوں گے۔ الما نمایاں افراد میں سے ایک ہے۔ میں اسے روک نہیں سکتا تھا۔“

”مجھے اس پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔“

”ختم کرو۔“ میں نے کہا۔ ”یہ بزنس ہے۔ آج کے بعد تم

ہمیں یہ بتانے کے لیے تو نہیں بلائی ہوگی کہ کمپنی کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ اس کا اندازہ تو ہمیں کم و بیش تھا۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی اور بات بھی ہے؟“

”تمہارا خیال درست ہے۔“ میں مسکرایا۔

”کیا تم کمپنی کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہتے ہو؟“

”نہیں۔ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں۔“

”گویا تم مجھ سے زیادہ ناچاگل ہو۔“

”ممکن ہے میں زیادہ خوش قسمت ثابت ہوں۔“ میں نے

جواب دیا۔ ”کمپنی میں تمہارا جو بھی سرمایہ لگا ہے میں اس کا پچاس فیصد دینے کے لیے تیار ہوں۔“

”اس سے کام نہیں چلے گا۔“ شیپوڑ نے کہا۔ ”میں نے

جاروس کو اس کے اسٹاک کے لیے سو فیصد ادائیگی کا وعدہ کیا تھا۔“

”جاروس کا تو انتقال ہو چکا ہے۔“ میں بولا۔ ”البتہ مرز

جاروس عثمان ہے میری پیشکش پر غور کر لیں۔“

الما نے اپنے منہ کی طرف دیکھا۔ ”مرز کنارڈ! تمہارا کیا

مشورہ ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”کچھ نہ ملے سے پچاس فیصد ملنا زیادہ بہتر ہے۔“ کنارڈ نے

جواب دیا۔

”مجھے تمہاری پیشکش منظور ہے۔“ الما نے مجھ سے کہا۔

”تم نے مرز جاروس کی بات سن لی؟“ میں نے شیپوڑ کی طرف

دیکھا۔

”تم کیا کہتے ہو؟“ شیپوڑ نے گٹ لٹ سے پوچھا۔

”اس معاملے میں کچھ نہ کچھ ہالاکا چھپی ہوئی ہے۔“ گٹ

لٹ نے جواب دیا۔ ”مگر ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ اسے کرید

کیں۔ رقم تو اور قسط ختم کرو۔“

”شکریہ حضرات۔“ میں نے کہا ”میں دکان سے کون کا کر وہ

جلد سے جلد معاہدہ تیار کر لیں۔ میرے پاس ادائیگی کے لیے

ضروری رقم موجود ہے۔“

”تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔“ شیپوڑ نے غصے سے کہا۔ ”جبکہ

ہمارا خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرنے آتے ہو۔“

”میں مدد کرنے ہی آیا تھا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”لیکن مجھے

معلوم نہیں تھا کہ تم پہلے ہی ڈوب چکے ہو۔ جاروس پہلے ہی تمہاری

پٹہ میں خنجر مار چکا تھا۔ اگر میں نہ ہوتا تو تمہیں جو کچھ مل رہا ہے وہ

بھی نہ ملتا۔“

شیپوڑ خاموشی سے اٹھا اور جٹ گٹ لٹ کے ساتھ کمرے سے

باہر چلا گیا۔ اس کے بعد الما اور کنارڈ بھی چلے گئے۔ میں میز کی

طرف گھوما۔ بیچ ٹری اور اس کا نائب مجھے گھور رہے تھے۔

”تو اب بھی کمپنی کے صدر ہو۔“ میں نے بیچ ٹری سے کہا

”تمہاری کچھ خامیوں کے باوجود مجھے تمہاری صلاحیت پر اعتماد ہے۔

میں ایک سو ملین ڈالر کمپنی کے آپریٹنگ اکاؤنٹ میں منتقل کر رہا

فون پر آپ سب کے اس میٹنگ میں شریک ہونے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں گزشتہ چند مہینوں سے میں میلی ٹیم کی کارگزاری اور مشکلات کا جائزہ لے رہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ہم سب کو حقیقت کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ کمپنی کی حالت اتنا ہی حد تک خستہ ہے اور اس کی آمدنی اس کے دو ہفتے کے اخراجات بھی پورے نہیں کر سکتی۔ ان حالات میں سیکشن ٹو بھی ہماری کچھ مدد نہیں کر سکا۔ اندیشہ ہے کہ کہیں سب کچھ ختم نہ ہو جائے۔“

وہ سب کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر جٹ گٹ لٹ نے شیپوڑ سے کہا۔ ”اگر کمپنی دیوالیہ ہوتی ہے تو سب سے زیادہ نقصان مسٹر شیپوڑ اور مرز جاروس کو پہنچے گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے چار سو ملین ڈالر بھینے ہوئے ہیں۔“

”صحیح ہے۔“ میں نے کہا۔ ”مزید یہ کہ شیپوڑ میرا پچاسی ملین کا مقروض بھی ہے۔ میں حیران ہوں کہ وہ یہ رقم کہاں سے ادا کرے گا؟“

”مگر تم نے کہا تھا کہ تم اس کی مدد کرو گے۔“ جٹ گٹ لٹ نے

کہا۔ ”اور یہ مدد چار سو ملین ڈالر ہوگی۔“

”ایسی کوئی بات ضبط تحریر میں نہیں آئی اور نہ ہی کسی نے مجھے

یہ بتایا تھا کہ کمپنی کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں۔“

”ہم تم پر مقدمہ بھی کر سکتے ہیں۔“

”میرے پاس شیپوڑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی پچاسی ملین ڈالر کی

رہید ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مقدمے میں میرا پہلو تم سے

زیادہ بہتر ہوگا۔“

”ہم اس معاملے میں کس طرح آتے ہیں؟“ الما کے کنیزین

پیکر مسٹر کنارڈ نے کہا۔

”میں کچھ کہ نہیں سکتا۔“ میں بولا۔ ”قرض مسٹر جاروس

مرجوم کو دیا گیا تھا اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کمپنی میں اس کا اسٹاک

قرض کی آمد میں دے دیا گیا ہے۔“

”مگر تم نے تو کہا کہ کمپنی دیوالیہ ہو چکی ہے۔“

”میں سوائے اطمینان ہمدردی کے اور کیا کر سکتا ہوں؟“ میں

نے کہا۔

”جدا تم مکار اور فریبی ہو۔“ الما نے تیزی سے کہا ”میرا

خیال تھا کہ میں تم پر انحصار کر سکتی ہوں۔“

”ذاتی حیثیت میں تم ضرور کر سکتی ہو۔“ میں نے جواب دیا

”مگر یہ بدنس ہے۔“

میں دلی ہی دلی میں اس کی تعریف کرنے پر مجبور تھا۔ وہ ایسی

اداکاری کر رہی تھی کہ اسے اکیڈمی ایوارڈ دیا جاسکتا تھا۔ وہ

ہمارے ساتھ شامل تھی مگر غبار اس طرح گری تھی جیسے میں نے

اسے شدید نقصان پہنچایا ہو۔

”ذرا صبر۔“ شیپوڑ نے میری طرف دیکھا۔ ”تم نے میٹنگ

ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم جلد سے جلد پروڈکشن شروع کر سکو گے
میں جم ہیڈلے کو نائب صدر اور کمپنی کا مالیاتی آفیسر بنا رہا ہوں اور
تم دونوں سے توقع رکھتا ہوں کہ تم کمپنی میں جملہ خرابیاں دور کرنے
کی پوری کوشش کرو گے۔

”شکریہ جلد“ پیج ٹری نے کہا۔ ”اس نے اور جم ہیڈلے نے
مجھ سے ہاتھ ملایا اور کانفرنس دوم سے باہر نکل گئے۔

اب میں دون کی طرف متوجہ ہوا جو ڈیلی ایڈز ایل کے تین
رکئی وفد کا سربراہ تھا۔ ”گزشتہ دو سال سے میلی ٹیم کو ہر سال چار سو
ملین ڈالر کا خسارہ ہو رہا ہے۔“ دون نے کہا۔ ”میلی ٹیم نے کوئی
بٹ فلم نہیں بنائی اس کے علاوہ مائیک فوٹم بزنس سے کوئی خاص
دلچسپی بھی نہیں ہے مگر مائیک فوٹم پسند کرتا ہے اور تمہارے
ساتھ بزنس کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم میلی ٹیم اور اپنی کمپنی جنرل
ایوڈینس کا اشتراک کر لو تب وہ تمہیں پانچ ملین کا سرمایہ فراہم
کر سکتا ہے۔“

”جنرل ایوڈینس کو کسی مالی سارے کی ضرورت نہیں
ہے۔“ میں نے جواب دیا۔

”یہ محض ایک خیال تھا۔“ دون نے کہا۔ ”مائیک صرف
تمہاری مدد کرنا چاہتا ہے۔“

”میری جانب سے اس کا شکریہ ادا کر دیا۔“ میں نے معاف
کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ ”مگر مجھے اس قسم کی مدد کی ضرورت نہیں
ہے۔“

دون اور وفد کے تینوں ممبران چلے گئے۔ شرمین سڈلے میری
طرف متوجہ ہوا۔ ”میرا اور میکائلس کا خیال ہے کہ جی اور اے
تمہاری مدد نہیں کرے گا۔“ وہ بولا۔

”ایسا بک ہوا ہے کہ کسی بینک نے واقعی ضرورت کے وقت
قرض فراہم کر دیا ہو؟“

”مگر جی اور اے چالیس ملین ڈالر کا نقصان اٹھا چکا ہے۔“
بینکاس نے کہا۔

”کیا بات کر رہے ہو؟“ میں نے جواب دیا۔ ”گزشتہ سالوں
میں جی اور اے فلم انڈسٹری میں سیکڑوں ملین کا نقصان برداشت
کر چکا ہے۔ چالیس ملین تو دریا میں ایک قطرے کے برابر ہیں۔ اس
کے علاوہ تم نے میلی ٹیم کو صرف اس لیے قرض دیا تھا کہ تمہارا
خیال تھا، شیز ڈانچی آئل کمپنی کا اکاؤنٹ تمہیں دے دے گا۔ اب
تمہیں میرے ساتھ تعاون کرنے پر کیا اعتراض ہے؟“

”اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا؟“

”جنرل ایوڈینس کا تمام نیا بزنس۔“

”جی کہہ رہے ہو؟“

”میں ہمیشہ اپنے الفاظ کا پاس رکھتا ہوں۔“ میں نے جواب
دیا۔ ”بینکاس نے سڈلے کی طرف دیکھا۔ ”تم کیا کہتے ہو؟“

”پیج ٹری اپنے کام کو بہتر سمجھتا ہے۔ اگر شیز بڑے اس جیسے

مسودی عرب میں سرگزشت

کبھی کبھی نہیں ملتا۔ شاید آپ کو سرگزشت کے
مسی اور جون کے شمارے نہیں ملے ہوں۔ اگر آپ
چاہتے ہیں کہ سرگزشت آپ کو مستقل ملتا رہے تو
آپ سرگزشت کے سالانہ خریدار بن جائیں ایک
سال کا زر سالانہ 500 روپے اور دو سال کیلئے 900
روپے ہے۔ ہر رسالہ رجسٹرڈ انٹر میل سے بھیجا جائے
گا اس کے علاوہ اگر آپ کو مسی اور جون 1992ء
کے شمارے نہیں ملے ہیں تو یہ بھی تھمتاً بھیج دئے
جائیں گے۔ اس طرح آپ کو دو سال میں 24 کے
بجائے 26 سرگزشت ملیں گے جس میں خاص نمبر بھی
شامل ہوں گے۔ اگر آپ پاکیزہ، سپنس یا جاسوسی
ڈائجسٹ کے خریدار ہیں تو آپ کیلئے سرگزشت کا
رعایتی زر سالانہ صرف 400 روپے ہے، آپ چاہیں
تو ایک ہی ڈرافٹ کے ذریعے ایک سے زائد
رسالوں کے خریدار بن سکتے ہیں اس طرح آپ کو
ڈرافٹ فیس کی بھی بچت ہوگی اور ڈرافٹ بنوانے
میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ بھی بچے گا۔ آپ زر
سالانہ مدت خریداری ختم ہونے سے پہلے بھیج
سکتے ہیں۔ یہ ساری سہولتیں ہم نے اپنے غیر ملکی
قارئین کو اس لئے فراہم کی ہیں کہ ان کے پاس
وقت کی کمی ہوتی ہے اور پرچہ کبھی ملتا ہی نہیں ہے۔

آج ہی ان سہولتوں سے فائدہ اٹھائیے

ڈرافٹ پر اپنے پسندیدہ رسالے کا نام اور
اکاؤنٹ نمبر 94 حبیب بینک لیمنڈ ضرور لکھوائیں۔

جاسوسی ڈائجسٹ پہلی کیسٹرن

پوسٹ بکس 229 کراچی نمبر 74200

افراد کو پروڈکشن سپرد کی ہوتی تو کچھ کو کبھی نقصان نہ ہوتا۔
 ”جھیک ہے۔“ میکانکس نے مجھے مخاطب کیا۔ ”مجھے ہیڈ آفس
 سے بات کرنا ہوئی مگر میں سمجھتا ہوں معاہدہ ہو جائے گا۔“
 ”شکریہ۔“ میں نے کہا۔

”جاؤس بھی پیچ نہی سے کام لینا چاہتا تھا مگر اسے موقع ہی
 نہیں مل سکا۔“ سڈلے نے مجھ سے کہا ”اس کی دوسری غلطی یہ
 تھی کہ اس نے ایک فلف لڑکی پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ لاس ویگاس کا ایک
 بد معاش اس لڑکی کا دوست ہے۔“
 ”مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم مسز جاؤس کو جانتے ہو۔“
 میکانکس نے کہا۔

”کافی مدت پہلے الما نے میرے ایک کزن سے شادی کی
 تھی۔“

”جاؤس نے مجھے میلی ٹیم میں مشیر کی جاب آفر کی تھی۔“
 سڈلے نے کہا۔

”مگر تم اس میں دلچسپی رکھتے ہو تو وہ جاب تمہیں مل جائے
 گی۔“

سڈلے اور میکانکس بھی مطمئن و مسرور ہاتھ ملا کر چلے گئے
 مینٹک آخر کار ختم ہو گئی۔ میں اپنے آفس میں واپس آیا۔ کم بھی
 میرے ساتھ تھی۔ وہ پوری مینٹک کے دوران خاموشی سے ہونے
 والی کنفلکٹ نوٹ کرتی رہی تھی۔

”کیسا محسوس کر رہے ہو؟“ اس نے پوچھا۔

”تمہارا تھک گیا ہوں۔“ میں نے ایک گلاس میں اسکاچ
 و سکی ایڈ میلٹے ہوئے جواب دیا۔ ”زرا انکل روکو سے رابطہ
 کرو۔“

”تمہیں ان سے کیا کام ہے؟“

”انہوں نے مجھ سے پانچ سو ملین ڈالر کا وعدہ کیا تھا۔“ میں نے
 کچھ غصے سے کہا۔ ”اور ابھی تک ایک سینٹ بھی نہیں دیا ہے۔“

میں لچکھا کر واپس آیا تو وہ میرا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر
 کھڑا ہو گیا اور اپنا کارڈ دیا جس پر اس کا نام لیونارڈو ڈاؤنسی تحریر
 تھا۔ نیز یہ کہ وہ ایک مالیاتی ادارے کا ڈائریکٹر ہے۔

”محذرت خواہ ہوں مسٹر اسٹیوڈ۔“ وہ بولا۔ ”میرا مقصد آپ
 کے آفس میں مداخلت کرنا نہیں تھا مگر مسٹر ڈی اسٹیفانو نے آپ کی
 سیکرٹری سے کہا کہ اگر میں آفس میں بیٹھ کر انتظار کروں تو کوئی
 مضائقہ نہیں ہے۔“

میں نے انکل روکو کو فون کیا۔

”مبارک ہو۔“ وہ رابطہ قائم ہوتے ہی بولے۔ ”میں نے سنا
 ہے کہ تم نے ان لوگوں سے معاہدہ کر لیا ہے۔“

”کیا آپ نے میرے دفتر میں اپنے جاسوس چھوڑ رکھے ہیں؟“
 میں ناگواری سے بولا۔ ”میں ابھی کھانا کھا کر واپس آیا ہوں کہ

آپ کو معاہدے کا علم ہو گیا۔ مزید یہ کہ آپ نے میری اجازت کے
 بغیر ایک آدمی کو میرے آفس میں مدعو کر رکھا ہے۔ کیا آپ کسی کی
 پرائیویسی کا بالکل خیال نہیں رکھتے؟“

”یہ خاندان کا معاملہ ہے اور خاندان میں پرائیویسی جیسی کوئی
 چیز نہیں ہوتی۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”اس کے علاوہ اس کا
 پرائیویسی سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ لیونارڈو کو میں نے تمہارے
 مالی معاملات متوازن کرنے کے لیے بھیجا ہے۔“

”وہ کس طرح؟“

”پریشان مت ہو۔ اس معاملے کو لیونارڈو پر چھوڑ دو۔“ انکل
 نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

لیونارڈو نے اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر مجھے دیا۔
 اندر ایک کاغذ پر مکمل اکاؤنٹ موجود تھا۔ اس میں وہ تمام پیشگی
 رقومات تحریر تھیں جو میں نے شیپز کو دی تھیں اور وہ ساری
 رقومات بھی شامل تھیں جن کا میں نے میلی ٹیم فلرز کے سلسلے میں
 دینے کا وعدہ کیا تھا۔ کل رقم پانچ سو پچانوے ملین ڈالر بنتی تھی۔

”کیا تمام اعداد و شمار درست ہیں؟“ لیونارڈو نے پوچھا۔

”ہاں۔“ مگر مجھے حیرت ہے کہ تم نے انہیں اتنی جلدی کیسے
 معلوم کر لیا؟“

”یہ سب ہمارے بزنس کا حصہ ہے۔“ اس نے جواب دیا۔
 ”اب جبکہ آپ نے رقومات سے اتفاق کر لیا ہے تو ہم اکاؤنٹ
 سیٹل کرنا شروع کرتے ہیں۔“

”یہ بات جم ہیلڈ کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔“ میں بولا۔ ”وہ
 میرا مالیاتی مشیر ہے۔“
 ”بہت خوب!“

”تم جو چیک ہمیں دو گے وہ امریکن بیٹکون کے ہوں گے یا غیر
 ملکی؟“ میں نے پوچھا۔

”چیک اب پرانے فیشن کی بات ہو گئی ہے۔“ لیونارڈو نے
 جواب دیا۔ ”ہم براہ راست تمہارے بینک اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر
 کر دیں گے۔“

اس نے اپنے بھاری بھرکم اپنی کیس سے ایک کمپیوٹر نکال
 کر سیٹ کیا اور بقول خود ”سیٹلائٹ کے ذریعے کمپیوٹر کا رابطہ
 مطلوبہ بیٹکون سے قائم کیا۔ کمپیوٹر کی اسکرین براڈوا سکاٹی نمبر ۲۱ کے
 الفاظ نمودار ہوئے۔ اس دوران ہیڈلڈ بھی اُٹھیا۔ میں نے دونوں
 کو متعارف کرایا۔

”مسٹر ڈی اسٹیفانو کا انٹرو اسکاٹی سے کیا تعلق ہے؟“ میں نے
 لیونارڈو سے پوچھا۔ ”اور انٹرو اسکاٹی میلی ٹیم سے بزنس کیوں کرتا
 چاہتی ہے؟“

”جہاں تک میں جانتا ہوں۔“ لیونارڈو نے جواب دیا۔ ”مسٹر
 ڈی اسٹیفانو انٹرو اسکاٹی کے حصے دار ہیں اور انٹرو اسکاٹی ایک نئی
 کمپنی ہے جو یورپ میں انٹرنیشنل اوپن مارکیٹ کے لیے قائم کی گئی

”میں چاہتا ہوں کہ تم دوبارہ میری پیکش پر غور کرو۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”بہت بدی انویسٹمنٹ کارپوریشن ہے۔ تم اس میں شامل ہو کر فائدے میں ہی رہو گے۔“

”کیا اس کارپوریشن نے انڈیا اسکاٹی میں بھی سرمایہ لگایا ہے؟“ ”جی ہاں۔ وہ ساری کمپنی ہی ہماری ہے۔ یورپ کے اہم موٹو کچر اور براؤڈ کاسٹنگ کے ادارے انڈیا اسکاٹی سے وابستہ ہیں۔“

”اس پر آپ کو کتنا سرمایہ لگانا پڑا؟“

”تقریباً گیارہ ملین ڈالر مگر ہمیں اس کا پچاس فیصد سے زیادہ واپس مل جائے گا۔ ہم اپنے سٹلائٹس پر یورپ کی ٹیلیفون اور دوسری کیونیکشن کمپنیوں کو جگہ کرائے پر دیں گے اور ان سے ہمیں ایک ملین سالانہ کی آمدنی ہوگی۔“

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ کو میری ضرورت کیوں ہے؟“ میں ہنسنے لگا۔ ”آپ تمام کام کر رہے ہیں۔“

رکم نے پہلے سے فون کر کے میزبند کرائی تھی اس لیے ہمیں دی پامز میں جگہ کی کوئی پرالیم پیش نہیں آئی۔ میں نے لیوٹارڈو کو بار کے پاس کھڑے دیکھا۔ وہ میری طرف بڑھا تو اس کے چہرے پر فکر مندی کا تاثر تھا۔

”کیا گزشتہ ایک گھنٹے میں تمہاری مسٹرڈی اسٹینانو سے بات ہوئی ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے تمہارے جانے کے بعد انہیں فون کیا تھا۔“

اس کے بعد سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ ”میں نے جواب دیا۔“

”میں نے انہیں کئی مرتبہ فون کرنے کی کوشش کی مگر ان کے اپارٹمنٹ سے کوئی جواب نہیں ملا۔“

”عجیب بات ہے۔ ورنہ ان کے اپارٹمنٹ میں کوئی نہ کوئی موجود رہتا ہے۔“ میں نے کہا۔ ”میں فون کر کے دیکھتا ہوں۔“

اسی وقت جب میں رکے ہوئے بھرے آواز آئی۔ میں نے اسے نکال کر دیکھا۔ اس کے اسکرین پر ایک ٹائٹل تھا۔

”میں نے کم سے کم کہ وہ لیوٹارڈو کے ساتھ بار میں جا کر کچھ پیئے۔“

میں اس نمبر پر جوابی کال کر کے انکل سے بات کروں گا جس میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ میری کار میں فون لگا ہوا تھا۔ پہلے

میں نے انکل کا نمبر ڈائل کیا مگر چھ سات مرتبہ کھنٹی بجتے کے بعد بھی کسی نے ریسپونڈ نہیں اٹھایا۔ اس کے بعد میں نے سپر کی اسکرین پر

آنے والے نمبر کو ڈائل کیا۔ جواب میں مجھے انکل کی آواز سن کر حیرت ہوئی۔

”تمہیں رابطہ قائم کرنے میں اتنی دیر کیوں لگی؟“ انکل نے

پوچھا۔

”کیا معاملہ ہے؟ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں؟“

”میں ازفراس کے فرسٹ کلاس لاونج میں ہوں۔“

”ہے۔ اور ملٹی ٹیم وہ آخری کمپنی ہے جس کے پاس چندہ سو سے زیادہ فلیپر فلیپس ڈسٹری بیوشن کے لیے موجود ہیں۔“

”اسے اپنے اکاؤنٹ نمبر بتا دو۔“ میں نے ہیڈ لے سے کہا۔

”لیوٹارڈو گریٹر ٹریس مختلف نمبر اور اعداد و شمار فیڈ کرتا رہا۔ پھر

تقریباً چندہ منٹ کے بعد اس نے میری طرف دیکھا۔“

”مذہوری رقوم تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دی گئی ہیں۔“

اس نے بتایا۔

”ہمیں کیسے معلوم ہو؟“ ہیڈ لے نے کہا۔ ”کسی قسم کی تصدیق

بھی تو نہیں ہوئی ہے۔“

”ٹھیک ہے“ اپنے تمام ٹیکوں کو فون کرو۔ وہ تصدیق کر دیں

گے۔ ”لیوٹارڈو نے جواب دیا۔“

اس کام میں ہیڈ لے کو بیس منٹ لگے۔ ہر ٹیک سے یہ تصدیق

ہوئے پر کہ ہمارے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر ہو چکی ہے، وہ کچھ زیادہ

متاثر نظر آ رہا تھا۔

”پچاسی ملین ڈالر جو آپ نے شیپرڈ کو دیے تھے۔“ اس نے

مجھے بتایا۔ ”آپ کا اپنا سرمایہ تھا، اس لیے میں نے اسے ریزرو

اکاؤنٹ میں رکھنے کی ہدایت کر دی ہے۔“

”ٹھیک ہے۔“ میں بولا۔

”اس کے بعد ہم وہ رقوم ادا کریں گے جن پر بینکنگ میں

اتفاق ہو چکا ہے۔“ ہیڈ لے نے کہا۔ میں نے ادا کیوں کی فرسٹ

اسے دے دی۔

”ہمز جارجس اور مسٹر بریڈلے کو، جیسے ہی ان کے کاغذات

تیار ہوں ادا کیے گا۔ اور جیسا کہ میں نے پیج ٹری سے وعدہ کیا

ہے ایک سو ملین کمپنی کے پروڈکشن اکاؤنٹ میں جمع کرانا ہیں۔“

”ٹھیک ہے“ سمجھ گیا۔ اب میں آفس جا کر اپنا کام شروع کرتا

ہوں۔“ ہیڈ لے نے جواب دیا۔

وہ چلا گیا۔ اتنی دیر میں لیوٹارڈو نے کپیڈیز اور متعلقہ آلات

دوبارہ اپنی کیس میں رکھ دیے تھے۔

”کافی دیر ہو گئی ہے۔“ وہ اپنی رسٹ وایج دیکھتے ہوئے بولا۔

”تقریباً پانچ بج رہے ہیں۔ اگر آج رات کے لیے تمہارا کوئی

پروگرام نہ ہو تو میں تمہیں کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔“

”میرا کوئی پروگرام نہیں ہے۔“ میں نے کہا۔

”میرا ہم آٹھ بجے ساناٹا مونیکا بلیوارڈ پر واقع دی پامز

ریسٹورنٹ میں ملیں گے۔“

”ٹھیک ہے۔ مگر میرے ساتھ ایک لڑکی بھی ہوگی۔“ میں نے

کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میں بھی اکیلا نہیں آؤں گا۔“ اس نے

کہا اور مسکراتے ہوئے رخصت ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے انکل روکو کو فون کیا۔ ”سارا

کام ہو گیا ہے۔“ میں نے بتایا ”اب ہمیں کیا کرنا ہے؟“

جواب دیا۔

”کیا تب وہ جباروس کی بیوی تھی؟“

”نہیں۔ جب اس نے جباروس سے شادی کی تو میں نے انرواسکاٹی میں ملازمت کر لی تھی۔ پھر ہمارا رابطہ ختم ہو گیا۔“

”تم انرواسکاٹی میں کیسے پہنچے؟“

”میں ایک ایسے جنٹلمن کی ضرورت تھی جو کمپیوٹر پر بھی کام کر سکتا ہو۔ تب یورپ میں کمپیوٹر کا کام جاننے والے بہت کم افراد تھے۔“

”کیا انرواسکاٹی نے جباروس کو میٹلیم فلٹرز کے سلسلے میں قرض نہیں دیا تھا؟“ میں نے پوچھا۔

”اگر انہوں نے دیا بھی تھا تو مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔“ اس نے کہا۔ ”کیونکہ مجھے یہ پروجیکٹ صرف دو ہفتے قبل دیا گیا ہے۔“

چند افراد اپنی میزوں کی طرف جاتے ہوئے ہمارے پاس سے گزرے۔ ان میں سیاہ فام مگر خمیں بھی شامل تھی، جسے میں نے بریڈلے کی پارٹی میں دیکھا تھا۔ گروپ کا ایک آدمی ہماری میز کے پاس رک گیا۔ اس کی نظریں لیونارڈو پر جمی ہوئی تھیں۔

”لیونارڈو!“ اس نے کہا۔ ”مجھے اتنی جلدی تمہارے یہاں آنے کی توقع نہیں تھی۔“

”مجھے کچھ ضروری کام تھا۔“ لیونارڈو نے جواب دیا۔ ”میں کل صبح تم سے رابطہ قائم کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔“

”تم کل مجھ سے ملنے ہوئل آ سکتے ہو۔ سہ پہر کو میں واپس لا اس انجیلس چلا جاؤں گا۔“

گروپ آگے بڑھ گیا۔ میں نے لیونارڈو کی طرف دیکھا۔ مجھے یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ اس نے اپنے دوست سے میرا تعارف نہیں کرایا۔

”وہ سیاہ فام لڑکی تھیں؟“ کم نے مجھ سے کہا۔ ”اس کا ریکارڈ فروخت کے سلسلے میں ٹاپ پر ہے مگر میں نے سنا ہے کہ لا اس ویگاس کا کوئی ٹیکنیٹر اس کا ہوائے فریڈ ہے۔“

کھانے کا بل لیونارڈو ادا کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اسے روک دیا کہ یہ میرا شر ہے، اس لیے میری بانی کا حق مجھے پہنچنا ہے۔ بل ادا کر کے ہم ریسنوٹ سے باہر آئے۔ لیونارڈو نیکی کے ذریعے جانا چاہتا تھا مگر میں نے اسے چھوڑنے کی پیشکش کی۔ وہ ہولڈی ریڈو ہوئل میں ٹھہرا ہوا تھا۔ میں نے اسے ہوئل کے سامنے اتار دیا۔ اس نے اگلے دن ملنے کا وعدہ کیا اور چلا گیا۔

”وہ آپہ بٹلی ہوٹل میں رہا اور لمبے پھر رہا ہے۔“ میں نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کم کو بتایا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا؟“ کم نے پوچھا۔

”جب وہ کار سے اتر رہا تھا تو میں نے خود دیکھا مگر یہ بات مجھ میں نہیں آئی کہ ایک جنٹلمن کو اپنے پاس رہا اور رکھنے کی کیا ضرورت

”وہاں آپ کیا کر رہے ہیں؟“

”مجھے اطلاع ملی تھی کہ کسی کرائے کے قاتل سے مجھے مارنے کے لیے کنٹرکٹ کیا گیا ہے۔“

”کیا آپ جانتے ہیں کہ قاتل کی خدمات کس نے حاصل کی ہیں؟“ میں نے پوچھا۔

”صرف ایک اندازہ ہے۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”چنانچہ میں یورپ جا رہا ہوں، جہاں مجھے چھپ کر رہنا ہو گا۔ میرا ارادہ جنوبی فرانس میں ایک بوٹ کرائے پر لینے کا ہے اور جب تک معاملات درست نہ ہو جائیں، میں بوٹ پر ہی رہوں گا۔“

”میں آپ سے کس طرح رابطہ قائم کروں گا؟“

”میں تمہیں اطلاع دوں گا کہ میں کہاں ہوں۔ تم جلد سے جلد مجھ سے وہاں آکر ملنے کی کوشش کرنا۔“

”آپ نے تو کہا تھا کہ آپ اس پرنس کو چھوڑ چکے ہیں۔ میں نے پوچھا۔

”میں نے واقعی پرنس چھوڑ دیا ہے۔“ انکل نے بتایا۔ ”مگر مشکل یہ ہے کہ کچھ احمق لوگوں کو یقین نہیں آتا، وہ اسے مارنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں چاہتا تھا کہ تم انہیں یہ بات سمجھا دو۔“

”ابھی بات ہے انکل، میں آپ کے فون کا انتظار کروں گا۔ اپنا خیال رکھیے گا۔“

میں واپس ریسنوٹ میں پہنچا لیونارڈو نے میری طرف دیکھا۔

”کیا تم نے مسز ڈی ایشٹافو سے بات کرنے کی کوشش کی؟“

”مجھے بھی کوئی جواب نہیں ملا۔“ میں نے کہا۔ ”چلو کھانا کھالیں۔ میرا خیال ہے کہ کل سے پہلے انکل سے بات نہیں ہو سکی۔“

”تمہارے خیال میں وہ کہاں ہوں گے؟“ لیونارڈو نے پوچھا۔

”میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی۔“

”مسز ڈی ایشٹافو اوپر اہند کرتے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”وہ غالباً بین میں ہیں میٹرو پولیٹن اوپر اویکھنے چلے گئے ہیں۔“

دی پانز کے میجر نے ہماری میز تک رہنمائی کی۔ ہم نے مشروبات کا آرڈر دیا۔

”تم تو تیار رہے تھے۔“ میں نے لیونارڈو سے پوچھا۔ ”کہ اپنے ساتھ کسی لڑکی کو بھی لاؤ گے؟“

”میں نے مسز جباروس کو دعوت دی تھی۔“ لیونارڈو نے جواب دیا۔ ”مگر عجیب بات ہے۔ میں اس سے بھی فون پر رابطہ قائم نہیں کر سکا۔“

دی پانز کا لڈیز اور خوش ذائقہ کھانا کھاتے ہوئے میں نے لیونارڈو سے پوچھا۔ ”مسز جباروس سے تمہاری ملاقات کس طرح ہوئی؟“

”میں پرنس میں اس کے بینک کا اکاؤنٹ میجر تھا۔“ اس نے

ہے؟“ ”تم بہت تھکے ہوئے ہو۔ مگر پہنچ کر غسل کرو اور آرام سے سو جاؤ۔“ ”مکرم نے کہا۔“

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ میں نے اب بھی اسے یہ نہیں بتایا کہ اکل ملک سے باہر چلے گئے ہیں۔ اچانک مجھے کچھ خیال آیا ”ذرا الما کے ہوش میں اسے فون کرو اور کوکو کے میں ابھی اس سے کچھ ضروری گفتگو کرنے آ رہا ہوں۔“ میں نے کم سے کم کیے کم نے کار کے فون کا ریسیور اٹھا کر الما کے نمبر ڈائل کیے رابطہ قائم ہونے پر اس نے ڈیٹک کلرک سے مسز جادوس سے کنکشن مانے کے لیے کہا۔ ڈیٹک کلرک نے کچھ جواب دیا۔ کم نے ریسیور رکھتے ہوئے میری طرف دیکھا۔ ”وہ ہوش چھوڑ کر جا چکی ہے۔“ اس نے بتایا۔

ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ میں اور کم غسل سے فارغ ہو کر سونے کا ارادہ کر رہے تھے۔ اچانک کم بولی۔ ”میں نے ملازمت چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“

”مکرم کیوں؟“ میں نے حیرت سے پوچھا۔

”مجھے جاب کی شیں قلبی تعلق کی ضرورت ہے۔“ کم نے غصے سے جواب دیا۔ ”میرا خیال تھا کہ یہ تعلق مجھے حاصل ہے مگر اب احساس ہوتا ہے کہ وہ محض ایک جسمانی رشتہ ہے۔“

”تم میری مشکلات کو نہیں سمجھ رہی ہو۔“ میں نے عذر کیا۔ ”جب تم نے اپنا بزنس شروع کیا تھا تو مشکلات اب سے کہیں زیادہ تھیں مگر اس کے باوجود تم میرے لیے وقت نکال لیتے تھے۔“ ”ہمیں وقت ضرور ملے گا، بس تھوڑا سا انتظار اور کرلو۔“

”ایک سال بعد میری عمر تیس سال ہو جائے گی اور میری ماں کا کہتی تھی کہ اگر اس وقت تک کسی کی شادی نہ ہو سکے تو پھر زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ کنواری ہی اس دنیا سے رخصت ہو۔“ کم نے کہا۔

”کیا بات کر رہی ہو، تم تو ابھی ٹھیک سے جوان بھی نہیں ہوئی ہو۔“ میں یوں۔

”تم کچھ بھی کو، میرے خیال سے وقت آگیا ہے کہ ہم سوچیں، ہمارا مستقبل کیا ہوگا۔“

”میں جانتا ہوں، ہمارا مستقبل کیا ہوگا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”ہم شادی کر لیں گے، جس طرح سب کرتے ہیں۔“

”ایمانداری سے کہہ رہے ہو؟“

”یقیناً۔ بس تم مجھ پر دباؤ ڈالنا چھوڑ دو۔“

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کم نے ریسیور اٹھایا اور کچھ دیر تک سنی رہی، پھر میری طرف دیکھا۔ ”تمہاری بیٹی ایڈا ڈی اسٹیفانو آئی ہے۔“ اس نے بتایا۔

چند لمحے بعد ایڈا میرے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے پیچھے

ہوٹل بوائے دو بیگ اٹھائے ہوئے تھا۔

”اکل جڈ۔“ ایڈا نے جیسے چھپاتے ہوئے کہا۔

”ہاں سوئی۔“ میں نے جواب دیا۔

”میری مٹی نے کچھ دن مجھے تمہارے پاس ٹھہرنے کے لیے کہا ہے۔ کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟“ ایڈا انہیں جانتی تھی کہ اسے خوش آمدید کہا جائے گا یا نہیں۔

”جب تک جاہو ٹھہر سکتی ہو۔“ میں نے نرمی سے کہا۔

”تمہاری مٹی کہاں ہیں؟“

”میں ایک بزنس ٹرپ پر جانا پڑ گیا ہے۔“

”کہاں؟“ میں نے پوچھا۔

”شاید فرانس۔“ ایڈا نے کم کی طرف دیکھا۔ ”کیا یہ تمہاری بیوی ہیں؟“

”یہ میری سگتیر ہیں۔“ میں مسکرایا۔ ”جلدی ہی ہماری شادی ہونے والی ہے۔“

”بہت خوبصورت خاتون ہیں۔“ ایڈا نے کہا۔

میں نے کم اور ایڈا کو ایک دوسرے سے متعارف کرایا۔

”کیا تم نے کھانا کھایا ہے؟“ کم نے ایڈا سے پوچھا۔

”ہاں۔ مگر کچھ زیادہ نہیں۔“

”میرے ساتھ آؤ، میں تمہیں پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گی۔“ کم نے کہا اور ایڈا کو ساتھ لے کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

کم مہمانوں کے کمرے میں ایڈا کو سٹالنے لے گئی تھی۔ نصف رات کا وقت تھا۔ میں نے بیچ ٹری کوفون کیا اور ناوقت زحمت دینے پر معذرت کرتے ہوئے کہا۔ ”مجھے کچھ معلومات درکار ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ تم تھیں کو بریلے کی پارٹی میں اپنے ساتھ لائے تھے۔“

”درست ہے۔“ بیچ ٹری نے جواب دیا۔

”میں نے سنا ہے کہ لاس ویگاس میں مافیا کا ایک گینگسٹر اس کا بوائے فرینڈ ہے۔“

”یہ بھی سچ ہے۔ اس کا نام جی پیلیگی ہے اور وہ لاس ویگاس میں سام گیا کٹانی کا نمائندہ ہوا کرتا تھا۔“

”کیا اس کا اب بھی کیسینو سے کوئی تعلق ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”میرے خیال سے تو نہیں ہے۔“

”جب تمہارے خیال میں وہ ویگاس میں کیا کر رہا ہے؟“

”جہاں تک میں نے سنا ہے، وہ تاجاز مشیات اور قحبہ خانوں کا بزنس کر رہا ہے۔ بہت سخت آدمی ہے۔ لوگ اسے جی پلو آئیز کہتے ہیں۔“

”کیا تم لیو مارڈوڈاؤنسی نام کے کسی آدمی کو جانتے ہو؟ وہ اپنے آپ کو شیگر کہتا ہے اور غالباً جی پیلیگی کو بھی جانتا ہے۔“

”نہیں۔ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں۔“ بچہ بڑی نے جواب دیا۔

میں نے شکریہ ادا کر کے ریسپور رکھ دیا اور پہلی مرتبہ کچھ پریشانی محسوس کی کہ میں انکل روکو سے رابطہ نہیں قائم کر سکتا۔ ایک عجیب سیٹ آپ ترتیب پارہا تھا۔ مجھے اب معلوم ہوا تھا کہ جی پلو آئیز منشیات کا بزنس بھی کرتا ہے اور مجھے یاد تھا کہ الما کا تعلق بھی اس کاروبار سے رہ چکا تھا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ لیونارڈو نے ان دونوں سے رابطہ قائم کیا تھا۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہو رہا تھا مگر کیا؟ اس کا کوئی جواب میرے پاس نہیں تھا۔

”تمہارے خیال میں الما اتنی جلالت میں فرانس کیوں مٹی ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مگر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ تعلق انکل روکو سے ہے۔ وہ بھی آج فرانس جا چکے ہیں۔ ممکن ہے وہ کسی حقیقی پریشانی میں مبتلا ہوں۔“

کافی پیتے ہوئے ہم نے مجھ سے کہا کہ کسی کو ایڈا کی مگرانی کے لیے موجود ہونا چاہیے کیونکہ دفتر جاتے ہوئے ہم اسے گھر میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ یہ لیونارڈو تھا۔ ”کیا تمہاری الما سے کوئی بات ہوئی؟“ اس نے پوچھا۔ ”بالکل نہیں۔“

”مجھ سے ہوئی ہے۔“ اس نے بتایا۔ ”وہ تباہی تھی کہ اس نے اپنی بیٹی کو تمہارے پاس چھوڑ دیا ہے مگر اس نے یہ پھر بھی نہیں بتایا کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ کیا ایڈا کو کچھ معلوم ہے؟“ ”جہاں نہیں۔ مگر اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔“ میں نے جواب دیا۔

”میرے پاس الما کے دو بیگ ہیں جو مجھے اسے دینے تھے۔ اب میری کچھ میں نہیں آ رہا ہے ان کا کیا کروں۔“ ”ان بیگوں میں کیا ہے؟“

”معلوم نہیں۔ کوئی حرج نہ ہو تو میں انہیں تمہارے گھر چھوڑ جاؤں؟ جب الما واپس آئے تو تم اسے دے دینا۔“ ”جیسے تمہاری مرضی۔“ آخر وہ ایڈا کو لینے تو آئے گی۔

ہم نے ایڈا کے سلسلے میں اپنی ایک بہن کو فون کیا جو تین بچوں کی ماں تھی۔ پھر اس نے مجھے بتایا کہ اس کی بہن ایک لڑکی کو بھیج رہی ہے جو ایڈا کا خیال رکھے گی۔ اتنی دیر میں خود ایڈا ابھی آگئی۔ ہم نے اسے ناشتا کرایا اور اسے سمجھایا کہ چونکہ مجھے اور کم کو دفتر چاکر کام کرنا ہے اس لیے اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک لڑکی کا انتظام کر دیا ہے جو بس آتی رہی ہوگی۔

کم میرے بعد آفس پہنچی اور بتایا کہ لڑکی آگئی تھی اور اس نے

ایڈا کو لڑکی کے ساتھ سیر کرنے بھیج دیا ہے۔ پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ لیونارڈو آیا تھا اور وہ دو بیگ اس کا ایک کے ساتھ چھوڑ گیا ہے کہ الما کی واپسی تک اسے لیے جائیں۔

”اس نے کچھ اور بھی کہا تھا؟“ میں نے پوچھا۔ ”صرف یہ کہ وہ آج سہ پہر کی فلائٹ سے یورپ جا رہا ہے۔“

کم نے جواب دیا۔

انٹرکام کی گھنٹی بجی۔ میری دوسری سیکرٹری نے بتایا کہ کسی مسٹر پیلیگی کا فون ہے۔ میں نے ریسپور اٹھالیا۔

”کل رات ہمارا باقاعدہ تعارف تو نہیں ہوا تھا۔“ پیلیگی کی آواز ابھری۔ ”مگر میں نے تمہیں لیونارڈو کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ شاید تمہارے پاس اس کا نمبر ہو۔“

”میرے پاس اس کا نمبر نہیں ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ ”اور جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ آج یورپ جا رہا ہے۔“

”اچھا تو کیا تمہارے پاس مسز جاردوس کے بارے میں کوئی اطلاع ہے؟“

”نہیں۔“

”میں تمہارے انکل کا دوست ہوں۔“ قدرے خاموشی کے بعد پیلیگی نے کہا۔ ”ہم دونوں ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں۔ میں نے ان کی ایک کمپنی میں سرکاری بھی لگایا ہے اور میرے لیے بہت ضروری ہے کہ تمہارے انکل سے رابطہ قائم کروں۔“

”جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، وہ الاما تک شئی میں ہیں۔“ میں نے کہا۔

”مگر مجھے ان کے اپارٹمنٹ سے کوئی جواب نہیں مل رہا ہے۔“

”اگر میرا ان سے کوئی رابطہ ہوا تو میں ان سے کون کا کسہ تمہیں فون کر لیں۔“

”شکریہ۔“ پیلیگی نے جواب دیا اور پھر ہچکچاتے ہوئے بولا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ الما کے شوہر جاردوس نے بریلے کی پارٹی والی رات میری گرل فرینڈ تھیجو کو بے عزت کرنے کی کوشش کی تھی؟“

”نہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔“ میں نے جواب دیا اور حقیقت بھی یہی تھی۔

”وہ بد معاش خوش قسمت تھا کہ کاربم نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اگر وہ کہیں میرے ہاتھ آجاتا تو اس کی موت اتنی آسان نہ ہوتی۔“

”جو ہوتا تھا وہ ہو چکا، اب ہم کو چاہیے کہ اپنے اپنے ہاتھ صاف رکھیں۔“ میں نے کہا۔

”میں نہیں پسند کر لگا ہوں۔ تم بالکل اپنے انکل کی طرح ہو۔“ پیلیگی نے ہنسنے ہوئے کہا ”آئندہ تم مجھے بھی پلو آئیز کے کام سے پکار سکتے ہو۔“

سوال

ایک صاحب نے کسی سے اُدھار لے رکھا تھا اور اس سے منہ چھپائے رہتے تھے۔ ایک روز کہیں اُس نے انہیں دیکھ لیا۔ یہ تیزی سے گھر کی سمت چلے اور گھر میں گھر کر دروازہ بند کر لیا۔ قرض خواہ پہنچے تھا اس نے آکر دروازہ بجایا۔ انہوں نے اپنے بچے سے کہا کہ جب کوئی مجھے پوچھے تو کہہ دینا، گھر میں نہیں ہیں۔ بچے نے قرض خواہ کے سوال پر یہی بات کہی تو وہ ٹھہر ہو گیا اور کہنے لگا "میں نے خود انہیں ابھی گھر میں گھسنے دیکھا ہے۔ جب اس میں اور بچے میں یہی بحث ہو رہی تھی تو دروازے کے اوپری منزل والی کھڑکی سے ان صاحب نے نیچے جھانکا اور قرض خواہ کی سمت گردن بڑھاتے ہوئے بولے "تم سے زیادہ کوڑھ مغز غصہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ ٹھیک ہے، تم نے مجھے گھر میں گھسنے دیکھا تھا۔ تو کیا میں مکان کے عقبی دروازے سے باہر نہیں جاسکتا؟ تم کس منطق کی بنا پر کہہ سکتے ہو کہ میں گھر میں موجود ہوں؟"

کہا "پھر پوچھا۔" تم ٹھہرے کہاں ہو؟

"انچی تک تو کہیں نہیں۔ سوچا تھا، تم سے ملاقات کر کے کسی ہوٹل میں جب تلاش کروں گا۔ گونزٹا نے جواب دیا۔
"بس تو میرے ساتھ گھر چلو، کھانا کھاؤ، پھر تمہارے قیام کے بارے میں سوچیں گے۔"
"کیا تم اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہو؟" اچانک گونزٹا نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ مگر تم نے کیوں پوچھا؟"

"ایک سیاہ فورڈ کار میں دو آدمی تمہارے آفس سے تعاقب میں لگے ہوئے ہیں۔"

میں نے اپنے عقبی آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ گونزٹا نے اپنی جیکٹ کھول کر مجھے روپو اور دیا کہ شاید ضرورت پڑ جائے مگر ہوٹل پہنچنے تک کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں گونزٹا کے ساتھ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو ایڈا گونزٹا کو دیکھ کر مسکرائی اور اپنی زبان میں کچھ کہا۔ گونزٹا نے جب کہ اسے پیار کیا اور انگریزی میں جواب دیا۔

"اب تم بڑی ہوتی جا رہی ہو۔"

میں نے دم کو جھڑک کر گونزٹا سے متعارف کرایا۔ ہم نے روم سروس کو کھانے کا آڈر دیا۔ میں اور گونزٹا ڈرکس پی رہے تھے کہ جی پلو آئیز کا فون آیا۔

دفتر سے رخصت ہونے میں مجھے کافی تاخیر ہو گئی تھی۔ کم پہلے ہی جا چکی تھی۔ میں نیچے آکر پارکنگ لاٹ میں اپنی کار میں بیٹھا اور اس کا رخ سٹیجری بلیڈز کی طرف کر دیا۔ اچانک کار کی پچھلی سیٹ سے آواز آئی۔

"سیئور اسٹیوڈن! آج کافی عرصے کے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔"

میں نے عقبی آئینے میں جھانکا۔ آخری مرتبہ میں نے اس چہرے کو بچہرو میں دیکھا تھا۔

"کیپٹن گونزٹا! میں نے قدرے حیرت سے کہا۔ وہ مسکرایا۔
"تمہیں نام تو ٹھیک یاد ہے مگر اب میں کیپٹن نہیں ہوں۔"

"مبارک ہو۔" میں نے جواب دیا "مگر تم آفس میں کیوں نہیں آگئے؟"

"میں کسی کو بتانا نہیں چاہتا تھا کہ میں یہاں تمہارے ساتھ ہوں۔ گونزٹا مسکرایا۔ "سیئور ٹیڈا گاس نے کل مجھے فون کیا تھا اور کہا تھا کہ میں تم سے رابطہ قائم کروں، کچھ پریشانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔"

میں نے کار ایک سائڈ میں روک کر گونزٹا کو اگلی سیٹ پر بلا لیا۔

"کیا الما نے بتایا تھا کہ پریشانیوں کی نوعیت کیا ہے؟" میں نے دوبارہ کار اشارت کرتے ہوئے پوچھا۔

"انہوں نے زیادہ تفصیل سے بات نہیں کی مگر میں جانتا ہوں کہ اس کا تعلق کوئین سے ہے۔"

"میرا تو خیال تھا کہ الما نے یہ کام چھوڑ دیا ہے۔ اس نے بہر حال ایک دولت مند آدمی سے شادی کی تھی اور اب خود بھی کافی مالدار ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے مگر ان پر ایف اے کی طرف سے بہت دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ سیئور ٹیڈا جنوبی امریکیوں سے دوبارہ رابطہ بحال کریں۔"

"معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کچھ نہیں بد لے گا۔" میں نے گری سانس لی۔

"انہوں نے کہا تھا کہ وہ تمہیں فون کر کے بتائیں گی کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" گونزٹا نے کہا۔

"کیا تم میرے اٹکل مسٹر ڈی ایٹھانو کو جانتے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"میں ان سے واقف ہوں مگر کبھی ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔"

"میرا خیال ہے کہ الما اور میرے اٹکل دونوں یورپ میں ہیں اور کچھ انجمنوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" میں نے

”اے انکل سے تمہارا رابطہ ہوا؟“ اس نے پوچھا۔

”ابھی تک تو نہیں ہوا۔“

”میں نے تمہارے ساتھ دو باڈی گارڈ لگا دیے ہیں۔ امید ہے گرا نہیں مانو گے۔“ تو یہ بات سنی۔ میں نے دل میں سوچا۔ وہ بھی کے آدمی تھے۔

”مگر مجھے باڈی گارڈ کی ضرورت کیا ہے؟“ میں نے اعتراض کیا۔

”ٹیوٹارڈو تمہیں مارنا چاہتا ہے۔“ جی پلو آئیز نے جواب دیا۔

”کیا کہہ رہے ہو؟ وہ تو شخص ایک بیگم ہے۔“

”وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ ایک قابل ہے۔“

”مگر اس نے مجھے تو بالکل پریشان نہیں کیا۔“

”اے پہلے تمہارے انکل کی فکر ہے۔“ جی نے کہا۔ ”اسی لیے وہ یورپ گیا ہے۔ میرا خیال یہ بھی ہے کہ تمہارے انکل کمیشن سے بات کرنے سسلی گئے ہیں۔ لیونارڈو نے تمہارے پاس کوئی چیز تو نہیں چھوڑی ہے؟“

”وہ میاں دو بیگ چھوڑ گیا ہے جن کے بارے میں اس کا کہنا تھا کہ الما کے ہیں۔“ میں نے بتایا۔

”میں ابھی آ رہا ہوں۔“ جی نے کہا اور لائن خاموش ہو گئی۔ ہم کھانا کھا رہے تھے کہ ڈیک کلرک نے فون پر اطلاع دی کہ کوئی مسٹر پیلیگے ملنے آئے ہیں۔ میں نے کہا: ”انہیں اوپر بھیج دو۔ چند لمحوں کے بعد جی اندر داخل ہوا۔ اس نے گونزٹلا کو دیکھا اور پوچھا:

”یہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ الما کا دوست جزل گونزٹلا ہے۔ ہم اس سے بیرو میں مل چکے ہیں۔ قابل اعتماد آدمی ہے۔ جی نے اپنے

دو باڈی گارڈ کو بھی اندر بلا لیا اور مجھ سے پوچھا کہ لیونارڈو جو بیگ چھوڑ گیا ہے وہ کہاں ہیں۔ کم نے بتایا کہ اس نے انہیں مہمانوں کے کمرے کی الماری میں رکھوا دیا ہے۔ ایڈا کھانا کھا چکی تھی۔ کم

نے اسے اپنی بسن کی بیبی ہوئی لڑکی ننی کے ساتھ اس کے کمرے میں بھیج دیا۔ میں نے الماری کھول کر بیگ نکالے۔ جی نے اپنے

ایک آدمی کو انہیں کھولنے کی ہدایت کی۔ اس نے بیگ کا قفل توڑ کر اسے کھول دیا۔

ہم نے اندر دیکھا۔ دو سیلفین کی تھیلیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر

تھیلی میں سفید پاؤڈر نظر آ رہا تھا۔ جی نے ایک تھیلی کھول کر پاؤڈر کا

ذائقہ چکھا۔

”یہ بیروئن ہے۔“ اس نے بتایا۔

”کیا تم جیل جانے کی تیاری کر رہے ہو؟“ کم نے میری طرف

دیکھا۔

”میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ میں نے اسے جواب

دیا اور جی سے پوچھا۔ ”اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“

”یہ معاملے کا ایک حصہ ہے۔“ جی نے جواب دیا۔

”ٹیوٹارڈو کو سسلی سے بیروئن لانا تھی۔ بدلے میں اسے کو لیبیا کی

کو کین دی جائے گی یا سیدی جی ہوگی۔“

”اس کا انکل روکے کیا تعلق ہے؟“ میں نے پوچھا۔

”تمہارے انکل مدت ہوئی یہ برنس ترک کر چکے ہیں۔“ جی

نے جواب دیا۔ ”مگر کچھ لوگ ہیں جو انہیں واپس لانا چاہتے

ہیں۔“

جی نے اپنے آدمیوں کو دونوں بیگ لے جانے کے لیے کہا۔

”اس بیروئن کی مالیت کتنی ہوگی؟“ میں نے سوال کیا۔

”ریشیل مارکیٹ میں کم سے کم ایک سو پچاس ملین ڈالر اور

تھوک مارکیٹ میں سات ملین ڈالر۔“

”اب اس کا کیا ہو گا؟“

”میں اسے سنبھال لوں گا۔“ جی نے کہا اور پھر پوچھا۔ ”کیا

تمہارا فون استعمال کر سکتا ہوں؟“

میں نے اجازت دے دی۔

چند منٹ بعد وہ کسی سے اٹالین زبان میں بات کر رہا تھا۔ کچھ

دیر کے بعد اس نے ریسپورڈر رکھ دیا۔

”ٹیوٹارڈو سسلی پہنچ چکا ہے۔“ جی نے مجھے بتایا۔ ”یہ ضروری

ہے کہ جیسے ہی تمہارا انکل سے رابطہ قائم ہو“ انہیں یہ بات بتادی

جائے۔“

اس نے معاملے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

”میں اپنے دو آدمی چھوڑ جاؤں گا۔“ اس نے کہا۔ ”تہیں

ان کی مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ نئے لوگوں کا ایک بڑا گروپ

میدان میں آ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ سسلی کمیشن کے پیچھے

پڑے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کے بغیرہ برنس کو کنٹرول نہیں

کر سکتے۔“

جی پلو آئیز کے جانے کے بعد میں نے جزل گونزٹلا کی طرف

دیکھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے؟“ میں نے پوچھا۔ اس کے ہونٹوں پر

ایک پراسرار مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

”یہ سب کے سب مکار اور دھوکے باز ہیں۔“ اس نے

خجیدگی سے جواب دیا۔

ہم کھانے سے فارغ ہو کر کافی پی رہے تھے۔

”تمہارے پاس کوئی رپورٹور ہے؟“ اچانک گونزٹلا نے پوچھا۔

”نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میاں مجھے رپورٹور کی کیا

ضرورت ہے؟“

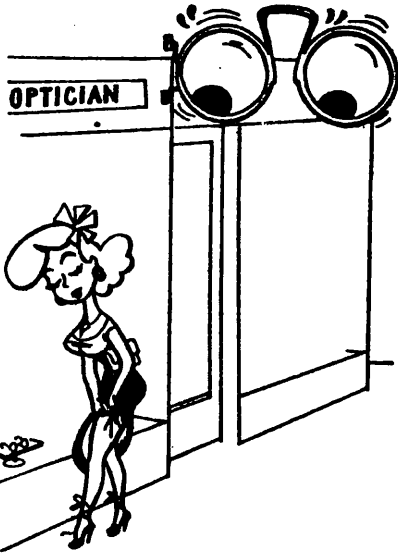
”میرے خیال سے ہے۔“ گونزٹلا نے اپنی جیکٹ سے ایک

رپورٹور نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا ”اقتیاد کے طور پر اسے پاس

رکھو۔“

”کیا تمہارے خیال میں پریشانی کا امکان ہے؟“

”مجھے کچھ ایسا احساس ہو رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ گزیر ضرور



ہے۔
”کیسی گزری؟“

”جی کو اس بات پر کوئی تعجب معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ہیروئن
تمہارے ایئر مشن پر تھی۔ اسے وہ بیک ٹھکانے لگانے میں زیادہ
دیر نہیں لگے تھی۔ ایک رات میں کم سے کم سات ملین ڈالر کی
آمدنی کچھ بری تو نہیں۔“

”کیا مطلب ہے تمہارا؟“ میں نے پوچھا۔

”وہ کہہ رہا تھا کہ ہیروئن کے تبادلوں میں کوکین ملے گی۔
گوگنڈا نے جواب دیا۔ ”مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ یہ کوکین کہاں
سے آئے گی۔ میرا خیال ہے کہ ہم جلد ہی اس بارے میں کچھ اور
بھی سنیں گے۔“

”اس نے کہا تھا کہ وہ ہاڈی گاڑ بھی چھوڑ جائے گا۔“ میں
بولی۔

”مجھے معلوم نہیں کہ وہ ہاڈی گاڑ ہیں یا قاتل۔ انہیں ہماری
حفاظت کے لیے چھوڑا گیا ہے یا ہمیں ٹھکانے لگانے کے لیے۔ اگر
میں اس کی جگہ ہوتا تو کوئی گواہ چھوڑنا پسند نہ کرتا۔“

”شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ میں نے سوچتے ہوئے جواب
دیا۔

”فون کی کھنٹی بجتی تھی۔ کم نے ریسور اٹھایا۔ پھر مجھے بتایا کہ
دوسری طرف سے آئی روزنا بات کر رہی ہیں۔“

”آئی روزنا۔“ میں نے ریسور کان سے لگاتے ہوئے کہا
”بڑی مدت کے بعد آپ کو میری یاد آئی۔ آپ کیسی ہیں؟“

”میں ٹھیک ہوں۔“ آئی روزنا نے جواب دیا۔ ”مجھے ابھی یاد
آتا کہ تمہارے والد تمہارے دادا کی برسی کے موقع پر جو کہ پارمو
میں منایا جاتی ہے، ہمیشہ پھول بھجھا کرتے تھے۔ میرے خیال میں یہ
ہمت ابھی بات ہوگی کہ اگر اس سال تم پھول بھیج دو۔“

میں نے ایک لمحہ غور کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں اس طرح کی
کوئی بات سن رہا تھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے آئی روزنا مجھے کچھ
بتانے کی کوشش کر رہی ہیں۔

”ضرور آئی! ضرور۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مجھے پھول کب
بھیجتا ہوں گے؟“

”برسی کی تقریب پارمو میں تین دن بعد ہونے والی ہے۔“
آئی روزنا نے بتایا۔ ”تمہارے ایک عزیز کی گرائیڈ ہوٹل کے پاس
پھولوں کی دکان ہے۔ اسے معلوم ہے کہ پھول کہاں بھیجے جاتے
ہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی انتظام کئے رہتا ہوں۔“
”جھوٹا نہیں۔“ آئی روزنا کے لہجے میں کمری سنجیدگی تھی۔

”یہ ہمت ضروری بات ہے۔“
”آپ پریشان نہ ہوں، جیسا آپ نے کہا ہے وہ سب ہی ہوگا۔“
”ریسور واپس رکھ کر میں نے کم اور گوگنڈا کی طرف دیکھا۔“

”ہمیں پتا چل گیا ہے کہ انکل روکو سے کہاں ملاقات ہو سکتی
ہے۔“ میں نے کہا۔ ”ہمیں تین دن کے اندر پارمو پہنچنا ہے۔ ہنتر
ہے اب آرام کریں۔ صبح اٹھ کر سفر کا پروگرام طے کریں گے۔“
تین بجے فون کی کھنٹی ایک بار پھر بجتی تھی۔ اس مرتبہ بات
کرنے والی الما تھی۔

”کیا ایڈا تمہارے ساتھ ہے؟“ اس نے پوچھا۔

”ہاں۔“

”وہ خیریت سے ہے؟“

”بالکل خیریت سے ہے۔ مگر تم کہاں ہو؟“

”میں عیس سے بات کر رہی ہوں۔ کیا جنرل گوگنڈا پہنچ گیا
ہے؟“

”وہ میرے ساتھ موجود ہے۔“

”ذرا اسے فون دو۔“ الما نے کہا۔ میں دوسرے کمرے میں گیا
جہاں گوگنڈا جاگ رہا تھا۔ میں نے اسے الما کے فون کے بارے
میں بتایا۔

میں نے ان دونوں کی باتیں سنیں۔ وہ ہیرو کی اچھٹی زبان بول
رہے تھے۔ آخر گوگنڈا نے بات ختم کر کے مجھے بتایا کہ الما نے ایک
بوٹ کرائے پر لی ہے جس میں وہ اور انکل روکو پارمو جائیں گے۔
ان کے خیال میں یہ سفر کے محفوظ طریقہ ہے۔ نیز الما نے آئی
روزنا کے پیغام کی بھی تصدیق کی ہے۔

”جہاں تک میرا خیال ہے“ انکل رٹار ہو کر مکمل طور پر غلط ہونا چاہتے ہیں۔“
 ”مگر وہ لوگ انہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے۔“ جی نے کہا۔
 ”تمہارے انکل بہت کچھ جانتے ہیں۔“
 ”وہ اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”میرا اندازہ ہے کہ وہ لوگ انہیں باقی زندگی سکون سے گزارنے کی اجازت دے دیں گے۔“

ہم کھانا کھا رہے تھے کہ کچھ خطرے کا احساس ہوا۔ جی نے پلٹ کر دیکھا۔
 ”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ وہ بولا۔ اس کی نظریں اپنے باڈی گارڈوں پر تھیں۔
 میں نے اور گونزٹا نے بھی گھوم کر دیکھا۔ دو آدمی ہماری طرف آرہے تھے۔ باڈی گارڈ ایک دم خوفزدہ نظر آئے اور ہٹاگ کھڑے ہوئے۔ جی نے اپنی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ میں نے جلدی سے کم کو کرسی سے اٹھایا اور ہم دونوں فرش پر لیٹ گئے۔ مجھے مطمئن نہیں کہ جی اپنی جیب سے دیو اللور نکالنے میں کامیاب ہوا یا نہیں مگر ان دو آدمیوں کی گولیوں نے اسے چھلی کر دیا۔ پھر وہ ہماری طرف حوجہ ہوئے مگر گونزٹا ان سے زیادہ پھرتا تھا۔ ایک دم سے اس کے ہاتھوں میں دو دیو اللور نظر آئے۔ دوسرے لمبے وہ دونوں بد معاشوں کی پٹنائیوں کو نشانہ بنا چکا تھا۔
 ”یہ گھر ہے تھے۔“ اس نے کہا۔ ”اگر وہ مارنا ہی چاہتے تھے تو انہیں بیک وقت سب کو نشانہ بنانا چاہیے تھا۔“

میں نے کم کو سہارا دے کر اٹھایا۔ اس کا چہرہ بالکل زرد پڑ چکا تھا۔ گونزٹا نے کہا کہ ہمیں پولیس کے آنے سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ میں نے جی کی طرف دیکھا وہ منہ کے بل فرش پر پڑا تھا اور اس کے جسم پر گولیوں کے بے شمار زخم تھے۔ میں نے حملہ آوروں کی طرف دیکھا۔ ان میں سے ایک جیسی طور پر لیوٹارڈو تھا۔ ہم باہر کی طرف چلے تو کسی نے ہمیں روکنے کی کوشش نہیں کی۔ جی کی سرسبز کار جس میں ہم اس کے ساتھ آئے تھے باہر کھڑی تھی۔ چابی سوچ میں گئی تھی۔
 ہم اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے تو گونزٹا نے کہا۔ ”میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسے مارنے آئے تھے۔ جی پلو آئیز کو یا تمہیں۔“

دوسرے دن شام کو سات بجے انکل رو کو ہم سے ملے ہوٹل آئے۔

”کو تمہارا ٹرپ کیا رہا؟“ انہوں نے پوچھا۔
 ”ٹرپ تو اچھا تھا۔“ میں نے جواب دیا۔ ”مگر مجھے اندازہ نہیں تھا کہ میں میدان کارزار میں قدم رکھ رہا ہوں۔“
 ”مجھے بھی اس کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔“ انکل نے سر

”ٹھیک ہے، میں کل طیارے میں سیٹ بک کرالوں گا۔“
 میں نے جواب دیا۔
 ”باہر جو باڈی گارڈ ہیں، ان کا کیا کرنا ہے؟“ گونزٹا نے پوچھا۔
 ”اگر وہ ہمارے لیے درد سر نہیں بنیں گے تو ہم بھی انہیں کچھ نہیں کہیں گے۔“

انکل رو کو سے ملاقات کرنے سے ایک دن قبل ہم ہمارا موہج گئے۔ ہم نے جس ہوٹل میں قیام کیا وہ کافی آرام دہ تھا۔ راہداری میں ہمارے کمرے کے سامنے گونزٹا کو بھی ایک کراٹل کیا۔ دوسرے کو ہم نے ایک ریسٹورنٹ میں لٹچ لٹچایا جو ہوٹل سے قریب ہی تھا۔ رات کا کھانا ہوٹل میں کھانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ہم ہوٹل میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے میرا نام لے کر آواز دی۔ پلٹ کر دیکھا تو جی پلو آئیز اپنے دو باڈی گارڈوں کے ساتھ کھڑا تھا۔
 ”مجھے تم سے یہاں ملنے کی امید نہیں تھی۔“ وہ بولا اور ہماری میز پر آکر بیٹھا۔

”نہی مجھے تم سے ملنے کی توقع تھی۔“ میں نے جواب دیا۔
 ”کیا تم اپنے انکل سے ملنے آئے ہو؟“
 ”مجھے ان کی طرف سے کوئی پیغام نہیں ملا۔“ میں نے کہا۔
 ”میں یہاں اپنے دادا کی برسی میں شریک ہونے آیا ہوں۔ مگر تم کیسے آئے؟“

”برنس کے سلسلے میں۔“ اس نے کہا۔ میں نے برنس کی نوعیت کے بارے میں سوال نہیں کیا۔
 جی نے ہمیں رات کا کھانا اپنے ساتھ کھانے کی دعوت دی جسے میں منظور کر لیا۔

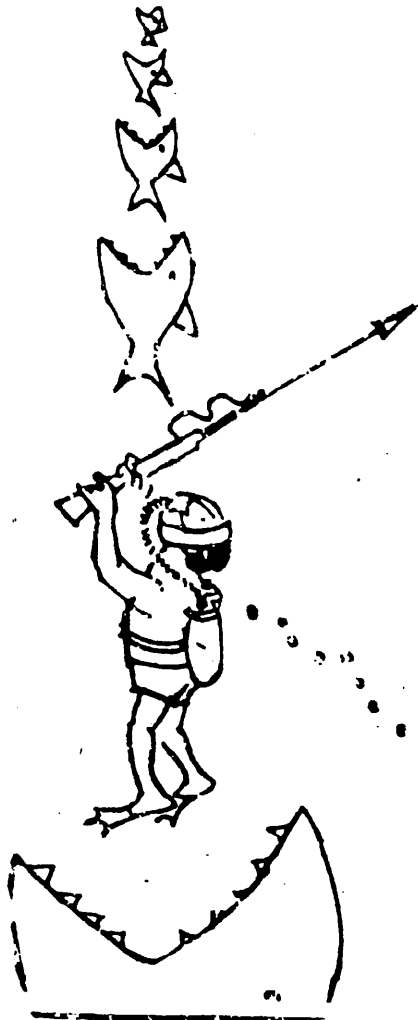
”ہاں یاد آیا۔“ میں نے جی کو مخاطب کیا۔ ”تم بتا رہے تھے کہ لیوٹارڈو بھی اٹلی پہنچ گیا ہے۔ کیا تمہارے خیال میں وہ یہاں ہو گا؟“

”میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔“ جی نے جواب دیا۔ ”مگر ممکن ہے کہ ہو۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنا چاہئیں۔ تو پھر میں شام ساڑھے آٹھ بجے تمہیں ہوٹل کی لابی سے ملے لوں گا۔“ وہ اٹھ کر اپنے باڈی گارڈوں کے ساتھ چلا گیا۔

میں نے گونزٹا کی طرف دیکھا۔ ”تمہارا کیا خیال ہے؟“ میں نے اس سے پوچھا۔ وہ غور مند نظر آ رہا تھا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہیں اور ہمیں کچھ اندازہ نہیں کہ کون ہمارا دشمن ہے اور کون دوست۔“

جی پلو آئیز ہمیں شہر سے کافی فاصلے پر واقع ایک ریسٹورنٹ میں لے گیا۔ باتوں باتوں میں اس نے پوچھا۔ ”تمہارے خیال میں اب تمہارے انکل کیا کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں؟“



ہلایا۔ ”مجھے افسوس ہے۔“
 ”آپ کو اس بارے میں کسے معلوم ہوا؟“
 ”کیشن کے ذریعے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ لیونارڈو تمہیں اور
 جی دونوں کو قسم کٹا چاہتا تھا؟“
 ”وہ میرے بچے کیوں بڑ گیا تھا؟“ میں نے پوچھا۔
 ”ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح وہ مجھ تک پہنچ سکیں گے
 مگر اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”میں نے ہر
 بات لے کر دی ہے۔ میں سسلیس کیشن سے ملتا تھا جس میں سسلی
 کے تمام اہم خاندانوں کے سربراہ شامل ہیں۔ انہوں نے نیویارک
 کے پانچ خاندانوں سے کہہ دیا ہے کہ مجھ سے کوئی تعرض نہ کیا
 جائے۔“

”اس کا مطلب کیا ہوا؟“
 ”یہ کہ میں باہر نکل آیا ہوں۔ اب مجھے اور تمہیں صرف
 انٹورلڈ انویسٹمنٹ کا بزنس کرنا ہے۔“
 ”تب پھر میں سسلی کیوں آیا تھا؟ کیا اس لیے کہ لوگ مجھے
 گولیوں کا نشانہ بنانے کی کوشش کریں؟“
 ”آج رات تمہارے اعزاز میں ایک ڈنر دیا جا رہا ہے۔“
 انکل نے بتایا۔ ”کیشن تم سے ملنا چاہتا ہے۔“
 ”اگر انہوں نے مجھے پسند نہیں کیا تو کیا ہوگا؟ کیا وہ مجھے
 مار ڈالیں گے؟“

”بیکاریا میں مت کرو۔ یہ ایک بہت خوشگوار تقریب ہوگی۔“
 ”آپ مجھے ایک مشین مکن بے دس تو میں زیادہ اطمینان
 محسوس کروں گا۔“ میں نے کہا۔ انکل مسکرائے لگے۔
 ”تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہمیں ہر قسم کا تحفظ
 فراہم کیا جائے گا۔“
 ”میں سینورٹا درگاس سے ملنا چاہتا ہوں۔“ گونزٹا نے انکل
 سے کہا۔

”میں پوٹ پر واپس جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا۔ الما دیں
 ہے۔“ انکل نے جواب دیا۔
 ”ہاں کتنے افراد ہوں گے؟“ میں نے انکل سے پوچھا۔
 ”چھ نہیں پچیس آدمی ہوں گے۔ ان میں سے کئی تمہارے والد
 کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔“

”اور یہ دعوت کہاں ہوگی؟“
 ”اسی ہوٹل میں۔ مگر کیا بات ہے، تم زیادہ خوش معلوم نہیں
 ہوتے۔“

”میں اس دعوت سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔ وہاں
 خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔“
 ”چیرٹان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اتنا یاد رکھو کہ
 میں اور تم ایک ہی خاندان سے ہیں۔“
 انکل روکو واپس گئے تو جرنل گونزٹا بھی ان کے ساتھ تھا۔

 میں اور کم دعوت میں جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ انکل
 نے جانے وقت بتایا تھا کہ کھانا رات کے بارہ بجے شروع ہوگا۔
 ابھی گیارہ بجے تھے۔ اس حساب سے ایک گھنٹا باقی تھا۔ دوواڑے
 پر دستک دی گئی۔ دوواڑہ کھولا تو انکل تھے۔
 ”الما اور گونزٹا کہاں ہیں؟“ میں نے پوچھا۔
 ”وہ دعوت میں نہیں آ رہے ہیں۔“ انکل نے جواب دیا۔

”سلی میں برنس ڈنر کے مواقع پر خواتین کو مدعو نہیں کیا جاتا۔“
”تب میں کیوں جا رہی ہوں؟“ کم نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ تم امریکن ہو۔ دوسری بات یہ کہ میں نے ان لوگوں کو بتا دیا ہے کہ تم جڈ کی مگھیر ہو اور یہ کہ تم اٹالین سمجھ لینی ہو جس سے جڈ کو مد ملے گی۔“

باہر پہنچے سے چند منٹ قبل ہم اس کمرے میں کھڑے تھے جہاں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ ٹھیک باہر بجے دوسرے صمان بھی آنا شروع ہو گئے۔ انکل و کو نے مجھے ان سب سے حصارف کرایا۔

چار آدمی جو بہت زیادہ بوڑھے تھے، پیٹوں والی کرسی پر بیٹھ کر آئے تھے۔ کھانے کی میزوں کو انگریزی کے حرف یو کی شکل میں ترتیب دیا گیا تھا۔ مرکزی جگہ پر انکل کی نشست تھی، ان کے بائیں جانب میں تھا اور میرے بعد کم کی کرسی تھی۔ انکل کے داہنے ہاتھ پر ایک

بوڑھا آدمی مع اپنی پیٹوں والی کرسی کے موجود تھا۔ اگرچہ مجھے سب سے حصارف کرایا گیا تھا مگر مشکل یہ تھی کہ جب وہ مجھ سے بات کرتے تھے تو میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ کم نے میری مدد کرنے

کی کوشش کی مگر وہ صرف اٹالین جانتی تھی اور وہ سلی کی زبان میں بات کر رہے تھے۔ آخر وہ لوگ ہماری پریشانی محسوس کرتے ہوئے اٹالین میں گفتگو کرنے لگے۔ میں نے جس سے بھی بات کی، اس

نے میرے والد کی بہت تعریف کی کہ وہ ان چند افراد میں سے ایک تھے جو اپنا راستہ خود بتاتے ہیں۔ کم نے بھی مجھ سے کہا کہ یہ لوگ

تمہارے والد کے بارے میں بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ ضرور کہ رہے ہوں گے۔ میں نے جواب دیا۔ ”مگر یہ بات مت بھولنا کہ یہ

سب غالباً قاتل رہ چکے ہیں۔“
کھانا رات کے دو بجے ختم ہوا اور سب ایک دوسرے کا جام صحت پینے لگے۔ انکل و کو نے تقریر بھی کی۔ انہوں نے کیا کچھ کہا

وہ تو سمجھ میں نہیں آیا مگر اندازہ لگایا کہ وہ اپنے عزت کے ساتھ رشتہ بڑھانے پر ان کا شکر یہ ادا کر رہے ہیں۔ دائیں طرف جو آدمی

پیٹوں والی کرسی پر بیٹھا تھا، اس نے کچھ کہا اور انکل کو ایک ٹیلی ڈیا دیا۔ انکل نے ڈیا کھولا، اس میں سوجا ہارٹ سے مڑن جیسی گھڑی

لگی۔ انکل نے اس آدمی کے دونوں گالوں پر ہوس دیتے ہوئے اس

خفے کا شکر یہ ادا کیا۔ میرے لیے یقین کرنا مشکل تھا مگر میں دیکھ رہا تھا کہ انکل کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ سب لوگ تالیاں

بجاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی وقت ایک نوجوان آدمی انکل کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس نے خت لب و لہجے

میں کچھ کہا اور اپنی جیکٹ سے ریو اور نکال کر انکل پر گولی چلا دی۔ میں نے ایک جست مار کر اس نوجوان کو روک دیا۔ اسی وقت

دو اور آدمی نمودار ہوئے۔ ان میں سے ایک نے نوجوان کے ہاتھ

سے ریو اور جیمین لیا۔ میں جلدی سے انکل کی طرف بڑھا۔ وہ کم کا

سارا لہجہ کھڑے تھے اور چوڑا زور دے رہا تھا۔ میں نے چیخ کر ڈاکٹر کو

بلانے کے لیے کہا۔ ان دو آدمیوں نے حملہ آور کو پکڑ رکھا تھا۔ وہ

بوڑھا آدمی جو انکل کے قریب پیٹوں والی کرسی پر بیٹھا تھا، کھٹ لہجے میں اس نوجوان سے کچھ کہہ رہا تھا۔ پھر اس نے جیب سے

ریو اور نکالا اور اس آدمی کو شٹ کر دیا۔ گولی پیشانی پر لگی تھی۔ میں نے انکل و کو کی جیکٹ کھول کر گولی کے زخم کو دیکھا۔

”میں آرام سے اپنے بستر پر رہا چاہتا تھا۔“ انکل نے مجھ سے کہا۔ ”کسی حتمی کی چلائی ہوئی گولی سے نہیں۔“

”آپ اس زخم سے مرے گئے نہیں۔“ میں مسکرایا۔ ”گولی صرف کندھے میں لگی ہے۔“

پیٹوں والی کرسی میں بیٹھے آدمی نے میری طرف دیکھا اور مجھے تعجب ہوا جب اس نے بڑی شستہ انگریزی میں مجھ سے کہا۔ ”میں

تم سے معذرت خواہ ہوں۔ ایسے ہی کم مشکل نوجوان ہم سب کی ذلت و بدنامی کا سبب بنے ہیں۔“

ڈاکٹر نے انکل کے کندھے سے ریو اور کی گولی نکال کر پٹی باندھ دی۔ پھر گردن سے ایک کھوئی پٹی باندھ کر انکل کا بازو اس

میں لٹکا کے ہسپتال کا انجینشن دیا اور دو درے لیے ہر چار گھنٹے کے بعد دو اسپرن کی گولیاں کھانے کی ہدایت کی۔ ڈاکٹر بھی اٹالین میں

بات کر رہا تھا۔ کم مجھے اس کا مطلب سمجھائی جا رہی تھی۔ میں نے فیس کے بارے میں پوچھا۔ کم نے ڈاکٹر سے معلوم کیا تو ڈاکٹر مسکرایا

اور انگریزی میں جواب دیا۔ ”ایک ہزار ڈالر۔“

”یہ ڈاکٹر تو بڑا منگا ہے۔“ میں نے کم سے کہا۔ ڈاکٹر میری بات سمجھ گیا۔

”میں نے اس کی اطلاع پولیس کو نہیں دی ہے۔ اور صرف یہی بات ہزار ڈالر سے زیادہ جیتی ہے۔“

میں نے انکل و کو کی جیکٹ سے ان کا بڑا نکالا اور سو ڈالر کے دس نوٹ ڈاکٹر کو دے دیے۔ وہ شکر یہ ادا کر کے چلا گیا۔

”تمہیں اتنی زیادہ رقم اسے دینے کی ضرورت نہیں تھی۔“ انکل نے مجھے گھورا۔ ”وہ اس سے نصف پر بھی آمادہ ہو جاتا۔“

سلی میں تمہیں بیشہ بحث و تکرار کے بعد رقم ملے کرنا چاہیے۔“

”مجھے کوئی بحث کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“ میں مسکرایا۔

”رقم میری جیب سے نہیں، آپ کی جیب سے جاؤ گی بھی۔“

میں کرسی ٹھیک کر انکل کے بستر کے پاس بیٹھ گیا۔

”آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ آج یہاں کیا ہو رہا تھا؟“ میں

نے کم کا ”جب بھی میں آپ کے ساتھ ہوں تو آپ کوئی نہ کوئی آپ کو

شوٹ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ میں بھی

نشانے کی زد پر ہوں تو ہوں۔“

”وہ حتمی ہیں۔“

”وہ کیا ہیں؟“ مجھے اس کی پروا نہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ

ہیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟
 ”کچھ نہیں۔“ انکل نے نفی میں سر ہلایا۔ ”کیشن کے باعث
 افراد خود ان کا انتظام کر لیں گے۔“
 ”یہ آپ یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟ ممکن ہے اصل میں وہی
 لوگ آپ کے پیچھے پڑے ہوں۔“
 ”یو فونی کی باتیں مت کرو۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”اپ ہم
 سب لوگ جائزہ دیا کریں گے۔“
 ”آپ رات کو یہاں ہوٹل میں رہیں گے یا اپنی بوٹ پر واپس
 جائیں گے؟“ میں نے پوچھا۔
 ”میرے خیال سے رات کو یہیں رہ جاؤں تو بہتر ہے۔“ انکل
 نے کہا۔ ”الما اور گونزیلا سے کل بات کر لیں گے۔ زخم
 تھوڑا ٹھیک ہو جائے تو امریکا واپس چلیں گے مگر تمہیں نیوا راک
 میں انٹروڈیوٹو سینٹ کے آفس ٹھہر کر ان لوگوں سے متعارف
 ہونا ہے۔“

اصلی صبح ڈاکڑ نے زخم کی دوبارہ بنی کرتے ہوئے بتایا کہ زخم کی
 حالت بہت بہتر ہے۔ ہسپتال میں ایک اور انجین لگانے کے بعد
 ڈاکٹر چلا گیا تو انکل نے مجھ سے الما اور گونزیلا کے بارے میں
 پوچھا۔ مگر انہوں نے فون تک نہیں کیا تھا۔ انکل کو یہ بات کچھ
 عجیب معلوم ہوئی۔ انہوں نے مجھے فون کرنے کے لیے کہا۔ میں نے
 ان سے نمبر لے کر ہوٹل کے ٹیلیفون آپریٹر کو بتایا۔ تقریباً پانچ منٹ
 کے بعد آپریٹر نے کہا کہ وہاں سے کوئی جواب ہی نہیں مل رہا ہے۔
 میں نے خیال ظاہر کیا کہ شاید الما اور گونزیلا یہاں آنے کے لیے
 چل پڑے ہوں اور ابھی راستے میں ہوں مگر انکل خود جا کر حالات
 معلوم کرنے پر مقرر رہے۔

پندرہ منٹ بعد ہم ساحل سمندر پر بوٹ کے سامنے کھڑے
 تھے۔ بوٹ پر کسی طرح کی نقل و حرکت کے کوئی آثار نہیں تھے۔
 انکل، میں اور ہم کار سے اترے۔ انکل نے اپنا ریو الور نکال لیا اور
 ہم سے کہا کہ وہ یہیں ٹھہرے۔

”کیوں؟“ ہم نے پوچھا۔ ”کیا آپ کو کسی گڑبڑ کا اندیشہ ہے؟“
 ”معلوم نہیں۔“ مگر میں کوئی خطہ مول لیتا نہیں چاہتا۔ ”انکل
 نے جواب دیا اور میری طرف دیکھا۔ ”کیا تمہارے پاس ریو الور
 ہے۔“

میرے پاس گونزیلا کا دیا ہوا ریو الور موجود تھا۔ میں اور انکل
 آگے پیچھے بوٹ پر بیٹھے۔ بوٹ کے وکیل کے پاس ایک ملاح کی
 لاش پڑی تھی۔ ہم زینے سے اتر کر کینڈوں تک پہنچے۔ راہداری
 کے فرش پر جڑل گونزیلا بے حس و حرکت پڑا تھا۔ اس کے سر میں
 گولیوں کے دو سوراخ تھے۔ انکل نے پہلے مبین کا دروازہ کھولا۔
 بستر الما کی لاش پڑی تھی۔ اس کا گلہ کاٹ دیا گیا تھا۔
 انکل مجھے بازو سے پکڑ کر زینے سے اوپر لائے۔

”یہ سب کیوں ہوا؟“ میں نے افسردگی سے پوچھا۔
 ”یہ منشاات کے برزس کا نتیجہ ہے۔ میں نے الما سے کہا تھا کہ
 وہ آگ سے کھیلنے کی کوشش نہ کرے۔“ انکل نے جواب دیا۔ ”وہ
 بھی یہ برزس چھوڑنا چاہتی تھی مگر ایک آخری سودے کے لالچ میں
 ماری گئی۔“

ہم دونوں خاموشی سے بوٹ سے اتر آئے۔ میں نے کم کو کار
 میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

”کیا ہوا؟“ ہم نے کچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے پوچھا۔
 ”وہ دونوں مر چکے ہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ ”کم کے چرے پر
 انتہائی خوف کے تاثرات ظاہر ہوئے۔ وہ رونے لگی۔“ ”وہ مائی
 گاڈ! اس نے کہا۔“ ”اب پجاری ایڈا کا کیا ہوگا؟“

یہ تقریباً چار سال پہلے کے واقعات تھے۔ واپسی میں ہم کئی
 ہفتے نیوا راک میں ٹھہرے۔ میں نے انٹروڈیوٹ کے عدے داروں
 سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ہم کیلیفورنیا چلے گئے۔ پھر ایک ماہ
 کے بعد لاس ویگاس میں میری اور ہم کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد
 ہم نے ایڈا کو قانونی طور پر گود لے لیا۔ دو سال بعد خود ہمارے
 یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے والد کے نام پر جون
 رکھا۔ اس دوران انکل روکو اٹلانٹک شی چھوڑ کر نیوا راک آگئے
 اور وہ بنگلا کرائے پر لے لیا جو انہوں نے میرے ہاتھ فروخت کر دیا
 تھا۔ وہ اپنی زندگی مزے سے گزار رہے تھے مگر میرا خیال تھا کہ کبھی
 کبھی انہیں اپنے بنگلہ پر درویش و روزت یاد آتے ہیں۔ میں
 بڑی لگن سے کام کر رہا تھا۔ چند سال میں انٹروڈیوٹ ترقی کر کے چند
 نمایاں کمپنیاں میں سے ایک بن گئی۔

اس شام آٹنی روزانے مجھے فون کیا۔ وہ دوری تھیں۔ ”روکو
 بستر مرگ پر ہے اور مرنے سے پہلے تم سے ملنا چاہتا ہے۔“ انہوں
 نے بتایا۔

دوسری صبح میں نیوا راک میں موجود تھا۔ آٹنی روزا بیڈ روم
 کے باہر بیٹھی آٹو ہوا رہی تھیں۔ ان کی دونوں بیٹیاں بھی دوری
 تھیں۔ اندر بیڈ روم میں ایک نوجوان پادری، انکل کو آخری
 دعائیں پڑھوا رہا تھا۔ انکل کی سانس اکھڑی ہوئی تھی۔ بستر کے
 قریب ایک نرس بیٹھی تھی۔ انکل کے دل کی حرکت ایک مشین
 کے ذریعے جاری رکھی جا رہی تھی۔ انہیں آکسیجن بھی دی جا رہی
 تھی۔ میں نے ان کے چہرے کو دیکھا جو زرد پڑ گیا تھا۔ لگتا تھا وہ
 شدید آفت انھارے ہیں۔ میں نے آہستہ سے ان کا ہاتھ چھوا۔
 انہوں نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔

”پریشان نہ ہوں۔“ میں بولا۔ ”میں نے لوگوں کو اس سے
 زیادہ بری حالت میں دیکھا ہے۔“

”ضرور دیکھا ہوگا۔“ وہ بولے۔ ”لیکن وہ سب میرا تے
 ہیں۔“

